گلستانِ حیات

بزم برادران طریقت
دربار عالیہ ڈھانگری شریف
میرپور آزاد کشمیر

گلستان حیات

مہبط انوار ربانی مظہر انوار سبحانی

اعلیٰ حضرت حضور قبلہ خواجہ

حافظ محمد حیات رضی اللہ تعالیٰ عنہ

غوث زماں قطب دوراں

حضرت ثانی خواجہ حافظ محمد علی

نور اللہ تعالیٰ مرقدہ الشریف

بقیہ السلف حجتہ الخلف

حضرت ثالث حضور خواجہ پیر

محمد فاضل قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز

پروردہ آغوش ولائیت

حضرت رابع حضرت صاحبزادہ پیر محمد عتیق الرحمٰن دامت برکاتھم العالیہ

مشائخ ڈھانگری شریف

کے فیوض و برکات تبلیغ و اشاعت

اور تاریخی حالات و واقعات کا مختصر و جامع تذکرہ

انتساب

حضرت محمد بہادر رحمتہ اللہ علیہ

آف ڈھنگروٹ شریف

کے نام

جن کے آنگن میں مشائخ عظام سلسلہ عالیہ نقشبندیہ ڈھانگری شریف کے مورث اعلیٰ حضرت خواجہ حافظ محمد حیات رحمتہ اللہ علیہ کی صورت میں سلسلہ طریقت کا خوش رنگ پھول کھلا۔

نیاز کیش

صوفی طالب حسین

اظہار تشکر

میں سب سے پہلے اللہ رب العزت کی بارگاہ اقدس میں سجدہ شکر بجا لاتا ہوں جس نے مجھے اپنے پیارے محبوب ﷺ کے صدقہ و طفیل ان پاک طینت مشائخ طریقت و بزرگان دین و ملت کے کوائف حیات و سیرت کا گلدستہ سجانے کو توفیق عنایت فرمائی۔ پھر میں محسن ملت میر کاروان اہل سنت' پیر طریقت حضرت صاحبزادہ محمد عتیق الرحمان صاحب دامت فیو ضکم کی خدمت میں سپاس عقیدت پیش کرتا ہوں کہ جن کی اجازت و نظر التفات کی بدولت میں اس عظیم کلوش میں کامیاب ہو سکا۔ بعد ازاں میں پروفیسر محمد افضل جوہر کا بھی صمیم قلب سے ممنون ہوں کہ ان کی معاونت سے یہ کام آسان ہو گیا۔ علاوہ ازیں میں معروف قلمکار مشہور نامہ نگار اور میدان صحافت کے شہسوار جناب خواجہ عبدالرشید صاحب کا بھی شکر گزار ہوں جن کی قدم قدم پہ رہنمائی حاصل رہی۔ آخر میں جملہ احباب طریقت سے ملتمس ہوں کہ مجھ سمیت میرے ان کرم فرما مہربانوں کی دینی و دنیاوی حاجات بر آری اور اخروی نجات کے لئے خلوص دل سے دعا فرمائیں۔ مشائخ ڈھنگروٹ شریف کے حالات و واقعات اور ان کے علمی' روحانی و تبلیغی کام پر کتاب لکھنا آسان کام نہ تھا چونکہ اس کے لئے گزشتہ ڈیڑھ صدی کا احاطہ درکار ہے لیکن جب میں نے اپنے برادران طریقت کے ساتھ مل کر اس کام کو شروع کیا تو اس موضوع پر دفتروں کے دفتر کھل گئے۔ نہایت سوچ و بچار کے بعد ان سے ایک حصہ مختص کیا اور مزید کام جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کو منظور ہوا تو مزید بھی اس کا حصہ بن کر منظر عام پر آئے گا جو اب تک مجھ سے ہوا نظر قارئین ہے۔

والسلام

صوفی طالب حسین

تقدیم

متعدد احادیث مبارکہ میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کرام کو بیعت فرمانے کا ذکر ہے اور قرآن مجید میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر صحابہ کے بیعت ہونے کا ذکر آیا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ کسی نیک صالح جامع شرائط شخصیت کے ہاتھ پر بیعت ہونا نہ صرف جائز ہے بلکہ سنت ہے اور صوفیاء کرام میں جو بیعت کا سلسلہ جاری ہے۔ اس کی بنیاد بھی قرآن مجید کی آیات اور احادیث مبارکہ ہیں

جس طرح جید عالم دین ہونے کے لئے کسی درس گاہ میں رہ کر کسی معتبر اور عالم کبیر کے سامنے زانوے تلمذ طے کئے بغیر بات نہیں بنتی اسی طرح روحانی امراض و فضائل کو دور کرنے اور باطنی چمک و روشنی اور اکتساب فیض کے لئے کسی بلند پایہ روحانی شخصیت کے نعلین پاک رہنمائی حاصل کئے بغیر سیدھے کئے بغیر سلوک و طریقت کی منازل و مراحل کو طے نہیں کیا جا سکتا البتہ تصوف و طریقت کو شریعت سے الگ کوئی چیز قرار دینا درست نہیں ہے اس بات کی تائید میں حضرت امام شوانی علیہ الرحمتہ کا حسب ذیل ارشاد پیش کیا جا سکتا ہے

تصوف دل کی صفائی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی پیروی کا ہی نام ہے حضرت امام شوانی علیہ الرحمتہ کے اصل الفاظ و ارشادات یہ ہیں التصوف تصفیہ القلوب واتباع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی شریعة اور حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں

کہ تصوف شریعت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا نام ہے آپ کا ارشاد اس طرح ہے

واتباع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی الشریعة

اکابر صوفیہ کے ان اقوال سے یہ بھی ثابت ہوا کہ طریقت و شریعت میں کوئی تضاد و تناقض نہیں ہے بلکہ شریعت ایک چشمہ ہے اور طریقت اسی سے نکلا ہوا ایک دریا ہے شریعت ایک درخت ہے اور طریقت اس کا پھل ہے شریعت مطہرة ایک ربانی نور کا فانوس ہے کہ عالم میں اس کے سوا کوئی روشنی نہیں۔ اس کی روشنی بڑھنے کی کوئی حد نہیں اور زیادت چاہنے افزائش پانے کے طریقے کا نام طریقت ہے یہ روشنی بڑھ کر صبح اور پھر آفتاب اور پھر اس سے بھی غیر متناہی درجوں تک ترقی کرتی ہے جس سے حقائق اشیاء کا انکشاف ہوتا ہے اور نوا حقیقی تجلی فرماتا ہے یہ مرتبہ علم میں معرفت اور مرتبہ تحقیق میں حقیقت ہے۔

جموں و کشمیر میں جن جن نفوس قدسیہ نے شریعت و طریقت کی خدمات جلیلہ سرانجام دی ہیں ان کا ایک طویل سلسلہ ہے اس سلسلۃ الذھب کی چند کڑیاں حضرت اعلیٰ خواجہ حافظ محمد حیات قدس سرہ العزیز المتوفی ۱۸۸۴ء اور ان کے لخت جگر حضرت خواجہ حافظ محمد علی رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے فرزند ارجمند حضرت خواجہ محمد فاضل رحمتہ اللہ تعالیٰ بھی ہیں جن کا مسلک و مشرب اور موقف وہی تھا جو اکابر اہل سنت کا ہے اور اس مشن میں پیر صاحبزادہ محمد عتیق الرحمان دامت برکاتہم العالیہ آگے بڑھا اور پھیلا رہے ہیں آپ دربار عالیہ

ڈہانگری شریف کے سجادہ نشین ہیں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہ و اصحابہ کے وسیلہ جلیلہ سے اس گلستان کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سرسبز و شاداب فرمائے۔ اور اس کی مہک اور خوشبو ہر طرف پھیلتی رہے۔
آمین ثم آمین یا ارحم الراحمین سبحاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سید محمود احمد رضوی ۱۲ محرم ۱۴۱۸

شارح بخاری بقیة السلف

حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی دامت برکاتہم العالیہ حزب الاحناف لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسول الکریم

حرف آغاز

(خواجہ عبدالرشید)

میرپور آزاد کشمیر کے شمال میں منگلا جھیل کے کنارے پر درگاہ ڈھانگری شریف واقع ہے جو روحانی فیوض و برکات کا گنجینہ اور مرجع خلائق ہے۔ اس وقت وہاں پیر طریقت حضرت پیر محمد عتیق الرحمٰن صاحب دامت برکاتہ کی زیر نگرانی درس و تدریس، تعلیم و تعلم، تربیت ظاہری و باطنی اور رشدوہدایت کا چشمہ جاری ہے جس سے تشنگان علم و عرفان اپنی تشنگی دور کرتے ہیں۔ صالحین کے اس خانوادے کا سلسلہ عالیہ ڈھنگروٹ شریف سے تعلق رکھتا ہے۔ جہاں حضرت اعلیٰ بابا جی صاحب خواجہ حافظ محمد حیات قدس سرہ، اور حضرت ثانی خواجہ حافظ محمد علی صاحب رحمت اللہ علیہ بندگان خدا کی فیض رسانی کرتے رہے ہیں۔ حضرت اعلیٰ بابا جی صاحبؒ کا وصال ۱۹۱۶ء میں ڈھنگروٹ شریف میں اور حضرت ثانی خواجہ محمد علی رحمتہ اللہ علیہ کا وصال ۱۹۶۴ء میں قدیمی میرپور شہر کے قریب فیض پور شریف میں ہوا تھا لیکن تین سال بعد ان کے مزار کی منتقلی کی گئی اور جسد شریف کی دوبارہ تجہیز و تکفین۔

کرنے اور نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد ڈھانگری شریف میں آسودہ خاک کیا گیا جہاں ان کا مزار شریف عقیدت مندوں کے لئے مرکز تجلی بنا ہوا ہے۔

بزرگان ڈھنگروٹ شریف نے دین متین کی جو بے لوث اور اعلیٰ خدمات انجام دیں ہیں اور جس طرح آنے والی نسلوں کے ذہنوں کو دین اسلام کے لئے تیار کیا ہے اور ان کے قلوب کو وحدانیت اور شریعت کی روشنیوں سے منور کیا ہے وہ ایک صدقہ جاریہ ہے۔ طالبان حق کو دینی تعلیمات سے روشناس کرانا' ان کی روحانی تربیت کرنا ان بزرگوں کی زندگیوں کا مقصد اولین رہا ہے اور اس طرح انہوں نے جو کردار ادا کیا ہے وہ تاریخ کا ایک گراں پایہ اور تابناک حصہ ہے۔ ان کی جلائی ہوئی مشعل آج بھی روشن ہے اور گمراہی کے اس دور میں اسی کی روشنی جہالت اور لادینیت کے اندھیروں کے برسرپیکار ہے۔ ان بزرگان نے دینی قدر کے علم و حکمت اور رشد و ہدایت کے جو چشمے جاری کئے تھے ان سے جویائے علم و ہدایت کی کثیر تعداد فیضیاب ہو رہی ہے یہ سلسلہ انشاء اللہ جاری و ساری رہے گا۔ بزرگان ڈھنگروٹ شریف نے دین اسلام کی ترویج و اشاعت اور درس و تدریس کے علاوہ علوم ظاہری و باطنی کے ابلاغ کے لئے جو کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں وہ اس امر کے متقاضی ہیں کہ انہیں آنے والی نسلوں تک پہنچایا جائے تاکہ یہ روشنی دور دور تک پھیل سکے تاکہ فیض کا یہ سلسلہ جاری رہے اور مخلوق خدا اس گنجینہ علم و حکمت سے اپنا دامن بھرنے کا سامان کرتی رہے۔

اولیائے کرام جس کام کی محنت کرتے رہے ہیں وہ بندگان خدا کا اپنے

پروردگار سے رشتہ جوڑنے اور اس تعلق کو مضبوط بنانے کا ہے تاکہ وہ گمراہی کا راستہ چھوڑ کر کامیابی والے راستے پر گامزن ہو جائیں اور سنت نبویؐ کی اتباع سے امن و سلامتی اور فلاح دارین حاصل کر سکیں۔ یہ اتنا بلند اور پاکیزہ اور محنت طلب کام ہے کہ اس کے لئے ان بزرگوں نے اپنی زندگیاں تج دیں اور شب و روز کے مجاہدے سے رشد و ہدایت کے چراغ روشن کئے۔ اولیائے حق کا یہ پسندیدہ طریقہ رہا ہے کہ وہ ہجوم خلائق سے الگ رہ کر ویرانوں کو گلستان بنائیں۔ مشائخ ڈھنگروٹ شریف بھی اسی طریقے پر کاربند رہے ہیں اور بستیوں سے دور دریا کے کنارے اپنے زہد و تقویٰ سے جو روحانیت کی دنیا آباد کی وہ آہستہ آہستہ قابل ذکر انسانی آبادیوں کی صورت اختیار کر گئی۔ ان بستیوں میں روحانی فیض کے طالب آتے ہیں اور اپنے ظرف کے مطابق دامن بھر بھر کرلے جاتے ہیں۔

ان مشائخ عظام نے ڈھنگروٹ شریف سے جس روحانی فیض کی شمع کو روشن کیا تھا اس کی روشنی پھیلتی چلی گئی۔ درس و تدریس اور تعلیم قرآن کا یہ سلسلہ ڈھنگروٹ شریف کے ساتھ ہی فیض پور شریف اور بعد ازاں ڈھانگری شریف میں جاری ہے۔ دور و نزدیک سے ارادت مند اصلاح دو جہاں کے لئے اس مرکز پر آتے ہیں اور دل کی مرادیں بھر کرلے جاتے ہیں۔ ڈھانگری شریف میں قرآن کی تعلیم پر خصوصی توجہ دی جا رہی ہے۔ حفظ قرآن اور ناظرہ قرآن کے علاوہ درس نظامی کا مکمل اہتمام چلا آ رہا ہے۔ صحت لفظی پر بہت توجہ دی جاتی ہے۔ ان مشائخ کرام کا طریقہ رہا ہے کہ قرآن

حکیم کی تلاوت بہت ٹھہر ٹھہر کر اور مکمل صحت کے ساتھ کی جائے اور یہی تعلیم و تلقین دوسروں کے لئے بھی ہوتی ہے۔ اللہ والوں کی یہ خوبی بھی رہی ہے کہ وہ شان و شوکت' خودنمائی اور ذاتی شان و شوکت اور نمودونمائش سے متنفر رہے ہیں۔ حضرت ثانی خواجہ حافظ محمد علی قدس سرہ' اور حضرت ثالث خواجہ محمد فاضل رحمت اللہ علیہ کسی محفل یا اجتماع میں کم ہی جاتے اور ایسی محفلوں میں کسی شاعریا خطیب کو اپنی تعریف میں کچھ کہنے کی ہرگز اجازت نہ دیتے تھے۔ حضرت ثانیؒ فرماتے تھے کہ "اوئے قادر بخشا خاکی بندے دی تعریفاں کی کرنیاں۔ ساری تعریفاں تے اللہ پاک دیاں ہین۔ (اے قادر بخش' خاکی بندے کی تعریفیں کیا کرنی ہیں جبکہ ساری تعریفیں اللہ پاک کی ہیں)۔ یہی عمل حضرت ثالث خواجہ محمد فاضل رحمتہ اللہ علیہ کا رہا ہے وہ بہت کم کسی جلسے یا اجتماع میں شریک ہوتے پوری زندگی میں کبھی کسی کو قصیدہ کہنے یا بنانے کی اجازت نہیں دی۔ ان بزرگوں میں تبحرعلمی اور باطنی روشنی کے ساتھ ساتھ انکساری کا عنصر بھی بدرجہ اتم موجود رہا ہے۔ نرم گفتاری' بنی نوع انسان کی بلاامتیاز ہمدردری' اور خیرخواہی ان کا وصف خاص رہا ہے لیکن اتباع سنت کے معاملے میں ناقابل شکست رہے ہیں۔ سنت کے خلاف کوئی بات برداشت نہیں کرتے اور شریعت مطہرہ کے منافی کوئی عمل دیکھ کر اسے برملا ٹوکنے سے گریز نہیں کرتے۔ ان کی صحبت میں چند لمحے گزارنے والے بھی بحمد اللہ تعالیٰ اکتساب فیض کر کے جاتے۔ بالکل اسی طرح جیسے خوشبویات کی دکان میں کچھ دیر بیٹھنے والا کوئی خوشبو نہ بھی خریدے تب بھی خوشبو اس کے وجود سے لپٹ

کر جاتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ نفوس قدسی سراپا فیوض برکات ہیں۔ ان کی زندگیاں تصنع سے پاک اور یاد خدا میں مستغرق ہوتی ہیں۔

بزرگان ڈھنگروٹ شریف اور اب ڈھانگری شریف کا یہ امتیاز بھی ہے کہ وہ اپنے عقیدت مندوں اور عام لوگوں سے نمایاں نظر آنے کے بجائے ان میں مکمل مل جانے کو پسند کرتے ہیں اور اسی اخوت و یگانگت سے جو مزاج بنا اس کے تحت اپنے مریدین اور حلقہ بگوشوں کو سنگی (ساتھی یا دوست) کہہ کر پکارتے ہیں۔ دوستی کا یہ رشتہ اس کی دنیاوی غرض و غائت کے لئے نہیں بلکہ محض اللہ کے لئے استوار ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ رشتہ کبھی ٹوٹتا نہیں بلکہ تاحیات قائم رہتا ہے۔ بزرگان ڈھنگروٹ شریف مسلک کے لحاظ سے نقشبندی مجددی قادری ہیں۔ ان کا شجرہ طریقت تین مقامات سے منسلک ہے (۱) باولی شریف' (۲) حضرت پیر نیک عالم شاہ صاحب' گوہڑہ سیداں شریف حال سنگوٹ میرپور' (۳) اعوان شریف۔ چنانچہ ان بزرگوں کا معمول ہے کہ وہ ان مقامات اور ان کے متوسلین کے ساتھ اپنا ربط و ضبط اور تعلق ہمیشہ قائم اور برقرار رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اس وقت ڈھانگری شریف میں درس و تدریس اور تعلیم و تعلم کا سلسلہ اور طالبان حق کی روحانی اور قلبی اصلاح کا فریضہ حضرت پیر خواجہ محمد عتیق الرحمن صاحب دامت برکاتہ کی براہ راست نگرانی اور توجہ سے انجام پا رہا ہے اور الحمدللہ کہ یہ سلسلہ روز بروز بڑھتا ہی جارہا ہے۔ ارادتمند اور طالب علموں کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے اور دور دور سے تشنگان علم

اس چشمہ فیض سے اپنی پیاس بجھانے آتے ہیں۔

زیر نظر کتاب مشائخ ڈھنگروٹ شریف کی پاکیزہ زندگیوں کے حالات اور ان سے فیض پانے والے حضرات کے تاثرات پر مشتمل ہے۔ کتاب کے مولف صوفی طالب حسین صاحب نے بہت محنت اور کاوش سے یہ حالات اور تاثرات جمع کئے ہیں۔ بے شک یہ ایک کٹھن کام تھا جسے انہوں نے درگاہ ڈھانگری شریف کی محبت و عقیدت کے جذبے سے سرشار ہو کر آسان کر دکھایا۔ اس کتاب کے مطالعہ سے جہاں بزرگان ڈھنگروٹ شریف کے مدارج سلوک اور علم و فضل کے بارے میں تذکرہ ملے گا وہاں ان کی کرامات اور سلسلہ درس و تدریس کا ذکر بھی موجود ہے جو قاری کے قلب و ذہن کی طمانیت اور روحانی کیف و انبساط کا ذریعہ بنے گا۔

اس کتاب کا نام "گلستان حیات" رکھا گیا ہے تاکہ اس کی نسبت محرم اسرار ربانی، مظہر الطاف سبحانی، حضرت اعلیٰ خواجہ حافظ محمد حیات رحمت اللہ علیہ سے رہے اور اس گلستان کے مہکتے پھول حضرت ثانیؒ حضرت ثالثؒ اور حضرت رابع مدظلہ العالی تا ابد بہار سداماں رہیں اولیائے ڈھنگروٹ شریف نے سنت نبوی کے احیاء اور شریعت مطہرہ پر سختی سے کاربند ہونے کے لئے جو محنت فرمائی ہے اس کا تقاضا ہے کہ ہم اپنی زندگیوں کا جائزہ لیں اور انہیں شریعت اور سنت کے سانچے میں ڈھالنے کی سعی و کوشش کریں۔ کیونکہ اسی سے دنیا اور آخرت کی فلاح نصیب ہو سکتی ہے۔ وما توفیقی الا باللہ

اس خانوادہ مشائخ میں فرزندان اسلام کی روحانی تربیت اور تبلیغ کی جو

شمع فروزاں ہے اس کی ضیاء صرف مردوں کے قلوب ہی کو منور نہیں کرتی بلکہ خواتین کے قلب و ذہن کو بھی روشن کرتی ہے۔

حضرت رابع پیر خواجہ محمد عتیق الرحمن دامت برکاتہم العالیہ کی والدہ ماجدہ مدظلہا گزشتہ کئی برسوں سے خواتین کو قرآن پاک اور دینی مسائل کی تعلیم کے زیور سے آراستہ فرما رہی ہیں۔ اب تک ہزاروں مسلمان بچیاں نہ صرف ناظرہ قرآن پڑھنا سیکھ چکی ہیں بلکہ ان بچیوں کی ایک بڑی تعداد قرآن حفظ کرنے کی سعادت بھی حاصل کر چکی ہے۔ اس طرح مردوں کے ساتھ ساتھ طبقہ اناث بھی اس نعمت غیر مترقبہ سے فیض یاب ہو رہی ہے۔ گرمی ہو یا ہو سردی۔ حضور ماں صاحبہ مدظلہا تندرست ہوں یا علیل تعلیم و تعلم کا یہ سلسلہ جاری ہے۔ مستورات کے لئے درس قرآن کا باقاعدہ نظام قائم کیا گیا ہے۔ حضرت ثالث خواجہ محمد فاضل رحمت اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت خواجہ محمد عتیق الرحمن صاحب مدظلہ العالی کی براہ راست نگرانی میں درگاہ ڈھانگری شریف کا سلسلہ رشد و ہدایت اور درس و تدریس نہ صرف جاری ہے بلکہ روزافزوں ترقی حاصل کر رہا ہے۔ یکم اپریل ۱۹۹۳ء کو سالانہ عرس شریف کے موقع پر بزرگ عالم دین سلطان الواعظین مولانا ابوالنور محمد بشیر نے اپنے خطبے کے دوران کیا خوب کہا ہے

اس ڈھانگری بالا میں یہ عرس کی محفل ہے
اپریل میں یہ محفل ہر بار نظر آئے
سجادہ نشیں ہیں جو ہے نام عتیق الرحمن ان کا

کہ ہر مکاں کو ہے مکیں سے شرف

ڈھنگروٹ شریف

ڈھنگروٹ شریف دریائے جہلم اور دریائے پونچھ کے سنگم کے قریب گاؤں واقعہ تھا جو تیرہ دیہات پر مشتمل ایک پر رونق قصبہ تھا۔ اس کے ساتھ جو دیہات منسلک تھے ان میں لڑہ' ڈھوک ملاحاں' متیال' گلا' پناکھ ماڑی' کھمال' گڑھا' ڈھوک شیخاں' ستھلہ بالا' سھلہ پائین' موہری' پیل چیچہ

منگلا بند تعمیر ہونے کے بعد جب جھیل میں پانی آگیا تو ڈھنگروٹ شریف اور اس کے متصل دیہات زیر آب آگئے۔ صرف دو دیہات پیل اور چیچہ پانی کی سطح سے بلند ہونے کی وجہ سے پانی میں آنے سے رہ گئے۔ ڈھنگروٹ شریف میں حضرت بابا شہید رحمتہ اللہ علیہ کا مزار واقع تھا اور ان کی اولاد یہاں آباد تھی۔ اسی ڈھنگروٹ شریف میں حضرت اعلیٰ خواجہ حافظ محمد حیات قدس سرہ' نے بھی ظاہری اور باطنی علوم اور فیوض و برکات کی روشنی پھیلائی۔ دور ونزدیک سے ارادت مند یہاں حاضر ہو کر اپنے قلب و نظر کی روشنی حاصل کرتے اور یہیں دینی علوم کے طالب علم قرآن پڑھنے اور حفظ کرنے کی سعادت حاصل کرنے آتے۔ اس طرح ان نفوس قدسیہ نے اس علاقے کو شرف عطا کر کے اسے شہرت دوام عطا کی۔

تعارف فیض پور شریف

شیخ طریقت حضرت اعلیٰ حضور بابا جی صاحب علیہ الرحمتہ کی طرح اوائل میں حضرت ثانی صاحب قدس سرہ بھی اکثر دوروں پر رہتے اور اس دوران تبلیغ و اشاعت اور حلقہ ذکر و فکر کی محفلیں ہوتی تھیں۔ بعد میاں کالو مرحوم والی مسجد (واقع داخلی موضع ڈھانگری بہادر المعروف چک شریف) میں تقریباً بیس سال تک زہدو عبادت میں شاغل اور طالبان طریقت کو اپنے فیوض و برکات سے سیراب فرماتے رہے۔

غالباً ۱۹۵۵ء میں پرانے میرپور (متاثرہ ڈیم) کے قریب شمالی جانب ایک غیر آباد و سنساں ڈھیری (قطعہ ارضی) کا انتخاب فرما کر حضور سیدی و مرشدی قبلہ عالم حضرت ثالث رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فیض پور شریف کا سنگ بنیاد رکھا۔ مشہور تھا کہ وہاں بھوت پریت' چڑیل مسان وغیرہم کے ڈیرے ہیں۔ رات تو رات دن کو بھی لوگ وہاں سے گزرنے سے گریز کرتے۔ بعض افراد کو حادثات بھی پیش آئے۔

اولاً حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک عالی شان وسیع و عریض مسجد' رہائشی مکانات' متعلقین و متوسلین اور طلبہ کے لئے اقامتی کمرہ جات کی تعمیر کے بعد ڈھنگروٹ شریف سے درس مبارک کو فیض پور شریف منتقل فرمایا (تاہم ڈھنگروٹ شریف میں بھی حضرت ثانی قدس سرہ کے فرزند

اصغر حضرت مولانا محمد شریف صاحب المعروف حضرت قبلہ منشی صاحب مدظلہ العالی نے درس و تدریس کا سلسلہ تو فتیکہ انخلاء بوجہ جمیل منگلا جاری رکھا۔)
فیض پور شریف شب و روز درس و تدریس اور احباب طریقت کی آمدورفت کا سلسلہ شروع ہوا جہاں لوگ وقت بے وقت گزرنے سے بھی گریز کرتے تھے احباب کی گروہ در گروہ ہمہ وقت آمدورفت قابل رشک پائی۔ شائد یہ دھرتی مدتوں سے انہی اشغال کے لئے ترستی رہی ہو۔ یاد رہے کہ دوران تعمیرات برادران طریقت کا جذبہ عقیدت و محبت قابل تحسین شنید میں آیا۔

ضروریات زندگی کے لئے پانی کی اشد ضرورت تھی۔ کچھ عرصہ تو پانی کی فراہمی کے لئے بندوبست کیا گیا لیکن کثرت ضرورت کے پیش نظر یہ سلسلہ دیر پا ثابت نہ ہوا چنانچہ حضرت ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق کنوئیں کی کھدائی کا کام شروع ہوا۔ اٹھارہ بیس گز کھدائی ہو چکی تھی کہ ایک دن ایک شخص چوہدری نبی محمد آف گڑھا نے حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔ دوران گفتگو اپنے انداز میں عرض کیا۔ حضور! کنوئیں میں اب پانی بالکل قریب آ چکا ہے۔ آپ سرکار رحمتہ اللہ علیہ نے مسکرا دیا چنانچہ اسی روز کنوئیں میں پانی کا فوارہ پھوٹ پڑا جو بعد ضروریات زندگی کے کام آتا رہا۔

حضرت ثالث رحمتہ اللہ علیہ کے فرزندان اور حضرت رابع حضرت صاحبزادہ محمد عتیق الرحمٰن مدظلہ العالی کے حقیقی بھائی حضرت صاحبزادہ محمد دلیل الرحمٰنؒ اور حضرت صاحبزادہ محمد حمید الرحمٰنؒ نے بھی کے بعد دیگرے نو عمری

میں اسی جگہ وصال پایا جن کے مزارات مسجد کے ملحقہ باہر ہیں جبکہ حضرت ثانی صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھی ۱۹۶۴ء میں وہاں ہی وصال ہوا۔ آپ کا مزار پرانوار مسجد کے باہر شمالی مشرقی احاطہ میں اور بعد ایک شاندار گنبد بھی تعمیر کیا گیا۔ بوجہ جھیل منگلا ڈیم آپ کا تابوت مبارک ڈھانگری شریف لایا گیا۔ دوبارہ نماز جنازہ ہوا اور ہزاروں لوگوں نے زیارت کی۔ آج بھی فیض پور شریف کے کھنڈرات اس بات کی غمازی کرتے ہیں کہ یہ مقبولان خدا کا مقام ہے۔

۱۹۶۷ء میں بوجہ جھیل منگلا ڈیم انخلاء کا سلسلہ شروع ہوا تو آپ نے ڈھانگری بالا کو شرافت کا شرف بخشا۔ اس کی تفصیل آگے ملاحظہ فرمایئے۔

تعارف ڈھانگری شریف

ڈھانگری بالا میرپور سے شمال جانب ایک پسماندہ اور گمنام گاؤں تھا جس میں حضور قبلہ عالم حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے محب و عقیدت مند آباد تھے۔ انہی میں سے خواص کی سعی جمیلہ ڈھانگری بالا کو ڈھانگری شریف بنانے کا باعث بنی۔ اب اس مقام کو ایک مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ صرف پاکستان اور آزاد کشمیر کے طول و عرض میں ہی نہیں بلکہ دنیا کے کونے کونے میں آپ سرکار رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے عقیدت مندوں کے لئے ڈھانگری شریف توجہ کا مرکز ہے حتیٰ کہ ریاست جموں و کشمیر کے جدید نقشہ پر بھی ڈھانگری کی شناخت ہو سکتی ہے۔

فیض پور شریف سے انخلاء سے قبل مختلف اطراف و جوانب سے عقیدتمندان پیش کشیں کرتے رہے کہ اب خدمات کا موقع حاصل ہو جائے۔ یہ ایک طویل فہرست ہے چند ایک احباب کا ذکر کیا جاتا ہے۔ ممبر اسمبلی متحدہ ریاست جموں و کشمیر چوہدری عبدالکریم صاحب مرحوم و مغفور کلیال پکسواری والوں نے بر لب سڑک ایک کشادہ رقبہ کی پیشکش کی۔ میاں شاہ محمد صاحب مرحوم و مغفور پرائی والوں نے اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کرتے ہوئے ایک رقبہ پیش کیا' چوہدری عبدالرحمن صاحب آف لڈورہ نے بر لب سڑک (میرپور کوٹلی روڈ) ایک قطعہ اراضی پیش کی۔ حضرت اعلیٰ حضور باباجی صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید و خلیفہ حضرت میاں حسین علی خان علیہ الرحمتہ کی

اولاد نے بمقام کس ہاڑاں ایک قطعہ اراضی وقف کر دیا جہاں اب ایک عظیم الشان مسجد، طلبہ کے لئے اقامتی کمرہ جات، کنواں اور درس و تدریس کا سلسلہ موجود ہے یعنی درسگاہ کی ایک شاخ وہاں بھی دینی خدمات انجام دے رہی ہے۔

حضرت اعلیٰ حضور بابا جی صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک خادم میاں محمد عالم کے فرزند حضرت ثانی صاحب قدس سرہ کے منظور نظر اور حضرت ثالث رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے تربیت یافتہ محب و مخلص مرید صوفی محمد یعقوب مرحوم و مغفور (صوفی صاحب کو بچپن میں ہی والد ماجد ڈھنگروٹ شریف چھوڑ آئے تھے۔ مرحوم نے دینی علوم حضور قبلہ عالم حضرت ثالث رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل کیے) نے ایک قطعہ اراضی جو ان کے باپ نے موضع ڈھانگری بالا (موجودہ جگہ) میں حضرات خواجگان ڈھنگروٹ کے نام وقف کیا ہوا تھا اور اس اراضی سے حاصل ہونے والا غلہ و چارہ ڈھنگروٹ پہنچاتے تھے۔ صوفی صاحب مرحوم و مغفور نے حضور سیدی و سندی قبلہ عالم حضرت ثالث رحمتہ اللہ علیہ کو اس جگہ (موجودہ جگہ) رونق افروز ہونے کی درخواست کی اور قطعہ اراضی پیش کیا جسے حضور قبلہ عالم حضرت صاحب علیہ الرحمتہ نے باکمال شفقت قبول فرمایا ور مذکورہ اراضی کی مکمل قیمت بھی عطا فرما دی۔

موجودہ جگہ جامع مسجد، رہائشی مکانات، طلبہ کے لئے اقامتی کمرہ جات، مہمان خانہ، لنگر خانہ کی تعمیر تسلسل سے جاری رہی اور فیض پور شریف نے ڈھانگری بالا کو ڈھانگری شریف بنا دیا۔

ایک سنگی حاجی محمد عبدالرشید صاحب نے اپنے والد ماجد کی اجازت سے دربار شریف کے لئے ایک قطعہ اراضی وقف کیا لیکن ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے حضور قبلہ عالم حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی اجازت سے حضرت رابع صاحبزادہ محمد عتیق الرحمٰن مدظلہ العالی نے اس قطعہ اراضی کے ملحقہ رقبہ بھی حاصل کر لیا۔

حضور سیدی و سندی قبلہ عالم حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے تازیست کماحقہ' دین کی خدمات انجام دیں اب آپ کے لخت جگر حضرت رابع مدظلہ العالی اس فریضہ ومشن کی انجام دہی میں شب و روز رواں دواں ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ سلسلہ تاقیام قیامت جاری و ساری رکھے۔ آمین۔

خانوادہ ڈھنگروٹ شریف کی ڈھانگری میں آمد اور اسے مستقل مسکن قرار دینے سے اس سارے علاقے کی قسمت بدل گئی اور اس ویرانے میں درحقیقت بہار آگئی۔ دین اور شریعت مطہرہ کا غلغلہ بلند ہوا۔ قبیح رسومات ختم ہونے لگیں۔ خاص طور سے اس پورے علاقے میں ڈھول باجے اور شہنائی بجانا بند ہو گیا اور آج صورت حال یہ ہے کہ اس علاقے کے باشندے ڈھول باجے کی آواز سے ناآشنا ہو چکے ہیں۔ اس کی جگہ اس علاقے میں روح اور وجدان کو کیف دستی سے سرشار کرنے والی تلاوت قرآن حکیم کی آوازیں ہی سنائی دیتی ہیں۔ یہی اس خانوادہ کا اعجاز ہے۔

تصوف کی حقیقت و اہمیت
اور
مرشد طریقت کی ضرورت

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تصوف کے لغوی معنی

لغت عرب میں تصوف کے معنی صاف، شفاف، پاکیزہ اور ستھرا ہونے کے ہیں اہل فن نے اس کے متعدد و مختلف معنی بیان کئے ہیں۔ چونکہ یہ مصدر ہے اور اس کا مادہ اشتقاق صفا یا صوف بیان کیا گیا ہے۔ اور منکرین کے ایک گروہ کا کہنا ہے کہ یہ لفظ صوف سے بنا ہے اور صوف اون کو کہتے ہیں صوفی میں یائے نسبت پائی جاتی ہے یعنی اون کا لباس پہننے والا
یہ لباس اظہار عجز و انکسار اور خشوع و خضوع کے لئے پہنا جاتا تھا

نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ علیکم بلبس الصوف تجدون حلاوۃ الایمان فی قلوبکم تم صوف کا لباس لازم کر لو اس سے تم اپنے قلوب میں ایمان کی حلاوت پاؤ گے خود نبی پاک علیہ السلام کے بارے میں ایک صحابی کا قول ہے کہ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یلبس الصوف و یرکب الحمار نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اون کا لباس پہنتے اور گدھے پر سواری فرماتے تھے (یہ فعل کبھی کبھار کا ہے) تاہم اس سے صوف کا لباس پہننا اور پسند کرنا ثابت ہوتا ہے۔

حضرت حسن بصری تابعیؒ کا ارشاد ہے کہ بدر کی جنگ میں شریک ہونے والے ستر اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے خود صوف کا

لباس پہنے دیکھا۔ علاوہ ازیں بکثرت اہل تصوف حضرات سے صوف کا لباس پہننا چاہتا ہے اس لئے تصوف کے مفہوم میں صوف کا لباس پہننا داخل ہے اور جو صوف کا لباس پہنے وہ صوفی کہلاتا ہے۔

دوسرے مکتبہ فکر کا کہنا ہے کہ اگرچہ صوف کا لباس پہننا جائز اور ثابت ہے لیکن محض لباس اختیار کرنا ہی اصل مقصد نہیں بلکہ کسی مقصد کے حصول میں سبب اور ذریعہ ہے۔ اس لئے یہ معنی بعید از قیاس و عقل ہیں۔

دراصل تصوف کا مادہ اشتقاق صفا ہے جس کے معنی پاکیزگی' طہارت اور صفائی کے ہیں صفائے باطن طہارت قلبی نظافت روحانی سب اس میں داخل ہے اس کی ضد کدر (کدورت) ہے یہ تکدر قلب' روح' باطن' عقائد' خیالات' اخلاق و معاملات میں ہے۔ اس لئے تصوف کے معنی اخلاق کو عمدہ معاملات کو احسن' خیالات کو پاکیزہ افکار کو طاہر روح کو تعلق باللہ و تعلق بالرسول سے شفاف و نفیس بنانے کا نام ہے

محققین کے اس ضمن میں بکثرت اقوال ہیں

حضرت جنید بغدادی کا قول ہے التصوف نعت اقیم العبدفیہ قیل نعت للعبد ام للحق فقال نعت للحق حقیقة ونعة للعبد رسم تصوف صفت باطن کی وہ صفت اعلیٰ ہے جس پر اس کا مستقل قیام ہو آپ سے کہا گیا کہ اس کا اصل بندہ ہے یااللہ تو آپ نے ارشاد فرمایا اللہ کے لئے یہ صفت حقیقی ازلی اور دائمی ہے اور بندہ کے لئے یہ صفت عارضی اور رسمی ہے آپ کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ حقیقت تصوف جو صفاء حقیقی کی متقاضی ہے وہ

تو اللہ تعالیٰ کی ذات سے متعلق ہے اور یہ اس کی نعت ہے لیکن بندہ جب اس کی اس صفت میں خود کو فنا کر دے تو اللہ کی اس صفت کا اظہار عارضی بعطائے الہٰی اس میں ہوتا ہے۔

حضرت حصریؒ کا قول ہے التصوف صفاء السر من کدورۃ المخالفۃ تصوف اپنے باطن کو غیر خدا کی کدورت سے پاک و صاف رکھنے کا نام ہے محمد بن علی بن حسین بن علی ابن ابی طالبؓ کا ارشاد ہے التصوف خلق فمن زاد علیک فی الخلق زاد علیک فی التصوف تصوف اخلاق ہے اور جو اخلاق میں تجھ پر فوقیت رکھے گا وہ تصوف میں بھی فوقیت رکھے گا۔ حضرت مرتعشؒ کا ارشاد ہے التصوف حسن الخلق تصوف اچھے اخلاق کا نام ہے ابوالحسن رحمتہ اللہ نے فرمایا

لیس التصوف رسوما ولا علوما ولکنہ اخلاق

تصوف نہ تو محض رسوم ہیں نہ علوم بلکہ تصوف اخلاق حسنہ کا مجموعہ ہے

ابو حفص حداد نیشاپوریؒ کا قول ہے التصوف کلہ ادب ولکل وقت ادب ولکل مقام ادب ولکل حال ادب فمن لزم اداب الاوقات بلغ مبلغ الرجاء ومن ضیع الاداب فھو بعید من حیث یظن القبول تصوف کل کا کل ادب ہے ہر وقت ہر مقام اور ہر حال میں ادب تو جس شخص نے ان تمام اوقات میں ادب کو لازم کر لیا وہ مقام امید تک پہنچ گیا اور جس نے ان آداب کو ضائع کر دیا وہ بارگاہ ایزدی میں قبولیت کے ہر ذریعہ سے محروم ہو گیا۔

اسی طرح ایک قول ہے کہ حقیقۃ التصوف التخلق باخلاق اللہ تعالیٰ وسلب الارادۃ وکون العبد فی رضاء اللہ تعالیٰ تصوف کی حقیقت اللہ تعالیٰ

کے اخلاق سے مزین ہو جانا' اپنے ارادہ کا چھن جانا اور بندے کا اللہ کی رضا میں محو ہو جانا ہے پھر کہا والتصوف ادب کله ادب الحضرت الا لهية الاعراض عما سواه حياء وجلالا وهيبة تصوف سارا ادب ہی کا نام ہے بارگاہ الوھیت کا ادب یہ ہے کہ ماسوی اللہ سے منہ پھیر لیا جائے بوجہ اس سے شرم اور جلال وہیبت

ابوعمر دمشقیؒ کا ارشاد ہے التصوف روية الكونين النقص بل غض الطرف عن الكون تصوف یہ ہے کہ متصوف دونوں جہانوں میں عیب دیکھتا ہے بلکہ اپنی نگاہ کائنات سے پھیر لیتا ہے

حضرت جنید بغدادیؒ تصوف کے خصائل یوں بیان فرماتے ہیں التصوف مبنی على ثمان خصال السخاء والرضاء والصبر والا شارة والغربة ولبس الصوف والسياحة والفقر اما السخاء فلا براهيم واما الرضاء فلا سمعئل واما الصبر فلايوب واماالا شارة فلذكريا واما الغربة فليجى واماالبس الصوف فلموسى واما السياحة فلعيسى واما الفقر فلمحمد صلى الله عليه وسلم وعليهم اجمعين

تصوف آٹھ بلند خصائل پر مبنی ہے اور وہ سخا' رضا' صبر' اشارہ' غربت' اون کا لباس' سیاحت اور فقر ہے (اور ان خصائل کی بلندپایہ مثالیں دیتے ہوئے فرمایا) پس سخا ابراہیم علیہ السلام رضا اسماعیل علیہ السلام صبر ایوب علیہ السلام اشارہ (اشارتاً" گفتگو کرنا) حضرت ذکریا علیہ علیہ السلام غربت یحییٰ علیہ السلام صوف کا لباس حضرت موسیٰ علیہ السلام سیاحت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور

فقر عظمت حضور اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر مبنی ہے۔

مذکورہ بالا اقوال کے علاوہ بھی بکثرت اقوال ہیں تاہم ان تمام ارشادات و تعریفات کا مدعا و خلاصہ ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ تصوف صفائے قلب و روح طہارت جسم و جاں نظافت خیال و گمان' صداقت زباں و بیاں' پیکر عجز و انکسار' مجسمہ اخلاص و وفا' مجموعہ صبر و رضا' دنیا میں رہ کر دنیا سے بیگانہ' مخلوق میں رہ کر خالق کا جو بندہ ہونا عشق حقیقی میں خود کو فنا کر دینا' محبت رسول میں خود کو گم کر کے ذکر' فکر ارادے عمل خواہش تمنا' آرزو طلب' ظاہر باطن ہر گھڑی ہر آن اطاعت و اتباع مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں رنگ جانے آپ کے اخلاق کریمانہ و ستودہ صفات کا کامل عکس بن کر اپنی ہستی کو مٹا دینے کا نام ہے اور اسی کو فنا فی الرسول کہتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے جب طالب حق اپنے وجود و ہستی کی نفی کر دیتا ہے تو اسے فنا فی اللہ کا مقام حاصل ہوتا ہے اس کیفیت و حقیقت کا تعلق قال سے نہیں حال سے ہے

بیعت کے معنی و مفہوم

بیعت کے لفظی معنی بک جانے کے اور شرعی کے معنی خریدنے کے ہیں۔ ایک وہ ہوتا ہے جو بیچتا ہے اسے بائع کہتے ہیں جو بکتا ہے اسے مبیع اور جو خریدتا ہے اسے مشتری کہا جاتا ہے اور مبیع کے عوض میں جو شی بائع کو ملتی ہے وہ ثمن کہلاتا ہے اصطلاح طریقت میں ایک شخص جو اپنے اختیار ارادے' خواہش" تمنا' آرزو طلب انداز اطوار' گفتار حتیٰ کہ خیالات اور فکر و نظر بھی

کسی کامل کے ہاتھ میں دیدے اسے بیعت کہتے ہیں یہ تمام مبیع اور بیچنے والا بائع طالب کہلاتا ہے خریدنے والا مشتری مرد کامل مرشد ہوتا ہے اور اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی و رضا اور الطاف و عنایت وہ ثمن ہے جو طالب کو حاصل ہوتا ہے۔ یہ سودا کرنے کے بعد راہ حق کا طالب اپنے تمام اختیارات بلکہ ذات سے بھی دستبردار ہو کر خود بھی اس مرد کے حوالے ہو جاتا ہے۔ اسی کا نام بیعت ہے۔

ضرورت مرشد

چند لمحات کے لئے ذرا رک کر نگاہ تصور میں تصوف کی تعریف و حقیقت و ماہیت کو دیکھ لیجئے۔ تصوف کا انتہائے مقصود ذات باری کی صفات کاملہ سے خود کو متصف کرنا' جلال و جمال الٰہی کے رنگ میں رنگ جانا' تجلیات ایزدی کو اپنے دامن قلب روح میں سمیٹ لینا اور خود کو کھو کر حقیقت کو پا جانا ہے۔ لیکن یہ سب کچھ ہر انسان کی بساط اختیار و تحمل سے باہر تھا۔ ہاں اس کائنات میں صرف ایک ہی ذات تھی جو اس مقام تک پہنچ کر ذات احدیت کے بعد کائنات ہست و بود میں یگانہ و یکتا ہوئی اور وہ ذات ہے اشرف المخلوقات سرور کائنات ﷺ کی۔ جنہوں نے لیلتہ المعراج اتنا تقرب ذاتی حاصل کیا کہ حقائق و معارف اور ذات وصفات کی تجلیات بلاحجاب و بلا توسل اپنے قلب و روح اور جسم و جاں میں جذب کر لیں کیفیات وصال حق میں خود کو غلطاں کر کے متصف بالصفات ہو گئے۔ پھر وہ مقام حاصل ہوا کہ آپ کی اطاعت اللہ کی اطاعت' آپ کی رضا اللہ کی رضا' آپ کی عطا اللہ کی عطا' آپ

کی ناراضی اللہ کی ناراضی' آپ کا نطق اللہ کا نطق' آپ کی گرفت اللہ کی گرفت' آپ کا ہاتھ اللہ کا دست قدرت اور آپ کی بیعت اللہ سے بیعت قرار پائی۔ اس کے بعد جس کو اللہ سے جو ملا وہ رسول اللہ کے ذریعے سے ملا۔ پھر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے براہ راست رسول اللہ کی چشمان مقدس میں جلوہ نور باری دیکھا' آپ کے چہرے پہ جمال الہی اپ کی پیشانی پہ جلال خداوندی' آپ کے قلب اطہر سے معرفت حق' آپ کے دست مبارک سے اللہ کی بیعت' قرآن خود شاہد عادل ہے ید اللہ فوق ایدیھم اور آپ کی ذات کے پردے سے معرفت حق حاصل کی اور یہی عرفان حقیقت کہلاتا ہے۔ جلوہ حق کی آماجگاہ ذات رسالت جب حسی اعتبار سے لوگوں کے ظاہری پردہ بصارت سے مستور ہو گئی تو پھر بعد والوں کے لئے ان جمیع صفات و مقامات و مقاصد کے ذریعہ و مرکز آسمان رسالت کے تابندہ ستارے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین قرار پائے۔ پھر ان کے بعد تابعین پھر اولیائے کاملین پھر تبع تابعین اور پھر یہ سلسلہ دم بدم' قدم بقدم آج تک اور آج سے قیامت تک جاری رہے گا۔ اور یہی حقیقت عیاں ہے قرآن کی اس آیت سے کہ یاایھا الذین امنوا اتقوالله وابتغوا الیه الوسیله ایک مرید جب اپنا سب ارادہ' ایک طالب جب اپنی ہر طلب و منشاء اپنے مرشد اپنے شیخ کے سپرد کر دیتا ہے تو جلووں اور حقائق کے مراکز کا یہ تسلسل اسے اپنے پیر کامل کی صورت میں مل جاتا ہے اور یہ تمام حقیقتیں اس ذات میں دیکھتا ہے وہ اپنا ہاتھ ہی مرشد کے ہاتھ میں نہیں دیتا بلکہ اپنی حیات و ممات اور اپنی کل کائنات اس کے اختیار

میں دیدیتا ہے وہ مرد کامل اس سے سب خرید کر معرفت و حقیقت کا وہ جام پلاتا ہے کہ جس کے بدلے اور عوض میں کل کائنات کی دولتیں، راحتیں اور نعمتیں اس طالب صادق کو سرمو نہیں بھاتیں یہی کڑیاں ہیں یہی سلسلے ہیں یہی وسیلے ہیں۔

سلاسل تصوف اور سلسلہ نقشبندیہ

مذکورہ مقاصد و مقام تک پہنچنے کے لئے جن جن مقتدر، یگانہ و کامل ہستیوں سے یہ تسلسل قائم ہوتا چلا گیا، کڑی سے کڑی ہاتھ سے ہاتھ اور سینے سے سینہ ملتا گیا اوپر جا کر سمٹتے سمٹاتے ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم تک جا پہنچا ان مختلف ممتاز ہستیوں کی مناسبت اور ان کے فیضان کی وسعت کے اعتبار سے متعدد طرق و سلال وجود میں آتے گئے کہیں نقشبندی مجددی، کہیں قادری، کہیں چشتی، کہیں سہروردی، سلسلے مشہور و متعارف ہیں۔ یہ ساری نہریں یہ سارے دریا معرفت و حقیقت کے بحر بے کنار حبیب کردگار علیہ الصلوۃ والسلام سے نکلے اور مسلسل جاری ہیں۔ چونکہ آستانہ عالیہ ڈھانگری شریف کے مورث اعلیٰ حضرت خواجہ حافظ محمد حیات رحمتہ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ کے عدیم النظیر مہکتے ہوئے پھول تھے اور یہ سلسلہ نقشبندی مجددیہ باوٗلی شریف کے خواجہ خواجگان حضرت خواجہ محمد بخش رحمتہ اللہ علیہ اور سید العارفین پیر سید نیک عالم شاہ رحمتہ اللہ علیہ گوڑھا سیداں شریف سے ہوتا ہوا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور شاہ نقشبند خواجہ خواجگان حضرت خواجہ سید بہاؤ الدین شاہ نقشبند رضی اللہ عنہ سے ہوتا ہوا

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعے جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ مشائخ ڈھنگروٹ شریف نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ قادریہ کے دریا بہا دیئے یہاں یہ ذکر بھی ضروری ہے کہ مشائخ ڈھنگروٹ شریف سلسلہ عالیہ سہروردیہ و سلسلہ عالیہ چشتیہ بھی رکھتے ہیں اور جس پر نظر ہو اسے عطا بھی فرماتے ہیں۔

حدیث دل

(پروفیسر محمد افضل جوہر)

ڈھانگری شریف کا
محل وقوع

موجودہ میرپور شہر کے بالمقابل اس سے کوئی پینتالیس کلومیٹر کی مسافت پر ڈیم کے شمالی ساحل پر بل کھاتے سرسبزوشاداب پہاڑی سلسلہ کے دامن میں ایک چھوٹا سا قصبہ واقع ہے جسے ڈھانگری بالا کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ دلفریب قدرتی مناظر کے علاوہ اس کے قبول عام و شہرت دوام حاصل کرنے کا سبب سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی خانقاہ معلیٰ ہے۔ جو برصغیر کے خانقاہی نظام اور روحانی مراکز میں ایک منفرد مقام کی حامل ہے۔ قصبہ کے مشرق میں لب سڑک ایک جامع مسجد اور علوم اسلامی کی درسگاہ ہے۔ مسجد کی شمالی دیوار میں ایک دروازہ کھلتا ہے اندر وسیع ہال میں ایک حجرہ مرکز تجلیات ہے جس کا نور و سرور ستم رسیدگان جہاں کے لئے وجہ تسکین قلب و نظر ہے جہاں پہنچ کر انسان غم دوراں کو بھول کر انوار و تجلیات کے پرکیف نظاروں میں کھو جاتا ہے معبود برحق کے بندگان باصفا کے روحانی جلال و جمال کے حسین امتزاج میں خود رفتہ ہو کر راحت و سکون کی ایک دنیا بسا لیتا ہے۔ اس حجرہ معلیٰ میں اللہ کے کامل ولی غوث زماں حضرت خواجہ حافظ محمد علیؒ محو استراحت و قسیم فیضان

رسالت ہیں۔ مسجد کی جنوبی دیوار سے ملحق چند کمرے اور ایک وسیع احاطہ ہے جہاں حضرت ثالثؒ کے راحت قلب وجان صاحبزادہ محمد عتیق الرحمان مدظلہ العالی صورت والد مہربان میں ڈھل کر مسند رشد و ہدایت پر جلوہ فگن ہو کر تشنگان راہ شریعت و طریقت کی پیاس بجھانے میں مصروف عمل رہتے ہیں۔

آستانہ عالیہ کا طرہ امتیاز

آستانہ عالیہ ڈھانگری شریف کو برصغیر کے خانقاہی نظام میں یہ طرہ امتیاز حاصل ہے کہ یہاں اسلاف کے نظام خانقاہی کے طریقہ تعلیم و تربیت کا بدستور انتظام و انصرام ہے طالبان راہ حق کو شیخ طریقت سے قرب و حضوری کے وافر مواقع میسر آتے ہیں اور وہ اپنے ذاتی مسائل و معاملات کے حل سے لے کر شریعت و طریقت کے اسرار و رموز اپنے شیخ کی زبان حق ترجمان سے سنتے ہیں اور مرشد اپنے قول و عمل سے اپنے متوسلین و متعلقین کی رہنمائی اور مکمل تربیت فرماتے ہیں جس سے ان کے قلب کو صفا روح کو جلا' ایمان و ایقان کو پختگی اور عقیدہ و عمل کی درستگی ملتی ہے۔ وہ شریعت کی مکمل پاسداری کے ذریعے اپنے اخلاق و کردار کی آبیاری کرتے ہوئے منازل سلوک طے کرکے شریعت و طریقت کے پیکر بن جاتے ہیں۔

ڈھنگروٹ شریف سے ڈھانگری شریف تک کا تاریخی تسلسل

ڈھنگروٹ شریف میرپور شہر سے جنوب مغرب میں کچھ فاصلے پر دریائے جہلم و دریائے پونچھ کے سنگم پر واقع ہے شائد قدرت نے اس جگہ کا

انتخاب اس لئے کیا کہ یہ موجودہ پاکستان اور کشمیر دونوں کو باہم ملاتی ہے اور اس جگہ پھوٹنے والے چشمہ فیض سے دونوں خطوں کے عوام کو یکساں مستفید کرنا مقدر ہوچکا تھا۔ اس قصبہ میں انیسوین صدی عیسوی کے غالبا چوتھے عشرے میں گلشن روحانیت کی ایک نازک سی کونپل بصورت حضرت خواجہ حافظ محمد حیاتؒ وجود ہستی میں آئی جس نے ایک شجر سایہ دار، پھلدار اور پھولدار بن کر اطراف و اکناف کو مہکا دیا پھر اسی ہستی کے ہاتھوں ڈھنگروٹ کے نواحی علاقہ گالا شریف میں خانقاہ عالیہ نقشبندیہ کا خشت اول رکھا گیا۔ اس خانقاہ نے دیکھتے ہی دیکھتے لوگوں کے دلوں میں گھر کر لیا اور لوگ اس علاقہ کو ڈھنگروٹ شریف کے تقدس ماب لقب سے یاد کرنے لگے۔ پھر اس خانقاہ کا فیضان کشاں کشاں پرانے میرپور شہر کی نواحی بستی فیض پور میں مرتکز ہوا بعد ازاں یہیں پر غوث زماں حضرت خواجہ حافظ محمد علی رحمتہ اللہ علیہ کی موجودگی اور حکم کی تعمیل میں حضور قبلہ عالم زینت الافاضل خواجہ محمد فاضلؒ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے دست مبارک سے ایک عظیم الشانں جامع مسجد و درس شریف کی بیناد رکھی۔ حضرت اعلی حضرت خواجہ حافظ محمد حیات رحمتہ اللہ علیہ کے بعد آپ کے لخت جگر غوث زماں حضرت خواجہ حافظ محمد علی رحمتہ اللہ علیہ نے فیض پور شریف کے اس خانقاہی مرکز میں ضوفشانی فرمائی اور چراغ سے چراغ جلتے گئے۔ قلمی شاخ سے کونپلیں پھوٹ پھوٹ کر شجر بنتے رہے تاآنکہ بیسویں صدی عیسوی کے چھٹے عشرے میں پرانے میرپور شہر کی جگہ منگلا ڈیم بننے کی وجہ سے فیض پور شریف کا روح پرور منظر موجودہ مقام ڈھانگری

شریف منتقل ہو گیا جہاں پر اب تک پوری آب و تاب کے ساتھ شریعت و طریقت کی ضیاپاشی جاری و ساری ہے۔ جہاں بھٹکی ہوئی انسانیت کو راہ ملتی ہے جہاں ستائی ہوئی آدمیت کو پناہ ملتی ہے جہاں مردہ دلوں کو حیات ملتی ہے اور ایسا کیوں نہ ہو؟ جبکہ حضرت اعلیٰ خواجہ حافظ محمد حیات رحمتہ اللہ علیہ کے جگر پارے ڈھنگروٹ شریف سے ڈھانگری شریف تک پھیل کر صورت اشجار سایہ فگن ہیں جن پر علم و عمل کے خوش رنگ و بو پھول کھلتے اور مہکتے ہیں جب انہیں نوک قلم کے ذریعے مجتمع کر کے چشم تصور کے سامنے پیش کیا تو نگاہ بصیرت و عقیدت میں اس مجموعہ کا نام "گلستان حیات" ہی جچا جو ہمہ جہت اسم بامسمی ہے۔

باب اول

خانوادہ آستانہ عالیہ ڈھانگری شریف کے جد اعلیٰ

جامع الصفات - حامل الکمالات

منبع الفیوضات - مجسمۃ الحسنات

معلی عن الالقاب حضرت قبلہ عالم

خواجہ حافظ محمد حیات قدس سرہ العزیز

سراپاء حیات

متوازن لیکن نمایاں قد' چوڑی پیشانی' گھنی تہدار زلفیں' جگمگاتا چہرہ' خوبصورت متناسب ریش مبارک' چمکتے دانت' لبوں پر مسکراہٹ' موٹی موٹی آنکھوں میں نور کی جھلک' خداداد رعب و جلال کہ جسے نظر بھر کر دیکھ لیا وہ دم بخود رہ گیا' گفتار میں صداقت' رفتار میں لطافت' کردار میں متانت' لہجے میں اپنائیت' طبیعت میں ایثار' مزاج میں سخاوت کا انوکھا انداز' پابندی شریعت کے خوگر' سنت نبوی کے پیکر' یہاں تک کے خلاف طریق پیمبر علیہ السلام کسی کا بھی عمل دیکھ لیا تو ہفتوں طبیعت میں تکدر اور پھر اصلاح کی تدبیر و فکر' عبادت و ریاضت کا شغف' عشق رسالت کی تڑپ' ناصحانہ انداز' مشفقانہ اطوار' کم گفتن' کم خوردن و کم خفتن کا حسین شاہکار' مرضی مولا کا ہر دم طلب گار۔ یہ تھی وہ ذات بابرکات جسے خلق خدا حضرت اعلیٰ خواجہ حافظ محمد حیات ؒ کے نام سے یاد کرتی ہے جو آستانہ عالیہ ڈھانگری شریف کے خانوادہ کے جد اعلیٰ ہیں۔

ولادت و خاندانی پس منظر۔

کشمیر کے مشہور شہر میرپور کے جنوب مغرب میں چند میل کے فاصلے پر دریائے جہلم و دریائے پونچھ کے سنگم پر ڈھنگروٹ شریف نامی گاؤں واقع ہے یہ گاؤں آزاد کشمیر اور پاکستان کا نقطہ اتصال ہے اسی قصبے میں ایک متمول زمیندار خاندان آباد تھا جو علم و عمل' دینداری اور دیانتداری میں دور دور

تک مشہور و معروف تھا اس خاندان کے سربراہ حضرت محمد بہادرؒ نہایت صوفی منش، درویش صفت، پرہیزگار، عبادت گذار اور مستجاب الدعوات شخص تھے۔ آپ دور دور تک صاحبان فکر و نظر میں اتنا بلند مقام رکھتے تھے کہ اس دور میں ڈھنگروٹ شریف کا ایک آدمی حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ کی خدمت میں تونسہ شریف حاضر ہوا اور اپنی کوئی پریشانی و حاجت پیش خدمت کرکے بڑی لجاجت کے ساتھ دعا کے لئے عرض پرداز ہوا حضرت خواجہ تونسوی نے پوچھا کہاں سے آئے ہو؟ جواب دیا میرپور سے۔ فرمایا وہاں ڈھنگروٹ گاؤں میں محمد بہادر نامی ایک بزرگ رہتے ہیں انہیں جانتے ہو؟ عرض کی حضور! میرا گاؤں بھی ڈھنگروٹ ہے میں انہیں اچھی طرح جانتا ہوں وہ بہت نیک شخص ہیں۔ فرمایا پھر یہاں کیا لینے آئے ہو؟ جاؤ انہی کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزارو۔

انہی حضرت محمد بہادر رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں غالباً ۱۸۴۷ء میں ایک بچے کی پیدائش ہوئی نام محمد حیات رکھا گیا۔ آثار بتلا رہے تھے کہ نومولود ہونہار بچہ ہے جو اپنی فطری خاصیتوں اور خداداد صلاحیتوں کی بدولت نابغہ روزگار بن کر چمکے گا۔ پھر وقت نے ثابت کر دیا کہ یہ خیال درست تھا اور یہی بچہ جہان تصوف میں حضرت اعلیٰ خواجہ حافظ محمد حیات رحمتہ اللہ علیہ بن کر چمکا۔

لفظ خواجہ کی حقیقت

"خواجہ" فارسی الاصل لفظ ہے جس کے لغوی معنی "آقا" کے

ہیں۔ اسلامی ادب میں یہ لفظ عزت' وقار' احترام اور تقویٰ و پرہیزگاری کی علامت بن کر نہایت بلند مقام اہل اللہ اور اولیا اللہ کے اسمائے گرامی کے ساتھ استعمال ہوتا رہا ہے۔ جیسے خواجہ حسن بصری' خواجہ نظام الدین دھلوی اور خواجہ معین الدین اجمیری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم چنانچہ اسی طرح عوام و خواص نے آپ کے ورع و تقویٰ میں بلند مقام اور آپ کو مقرب الی اللہ ولی کامل سمجھتے ہوئے حضرت خواجہ حافظ محمد حیات رحمتہ اللہ علیہ کہنا شروع کیا بعد ازاں یہ لقب آپ کے خانوادہ کی بزرگ و ممتاز ہستیوں کے نام کے ساتھ بطور علامت استعمال ہوتا چلا آ رہا ہے۔

سلسلہ تعلم و تعلیم

حضرت اعلیٰ نے ابتدائی تعلیم کا سلسلہ ڈھنگروٹ شریف میں ہی شروع کیا طبیعت میں قدرت نے دینی علوم کا بے پناہ ذوق ودیعت کر رکھا تھا۔ جس کی تسکین کی خاطر آپ نے قرآن حکیم حفظ کرنا شروع کیا۔ آغاز ہی میں آپ کو معبود حقیقی کا کلام اپنے سینے میں بسا کر جو لذت اور نور و سرور حاصل ہوا اس سے حفظ قرآن کا شوق عشق میں تبدیل ہو گیا اور آپ اس نعمت عظمیٰ کے اسرار و رموز اور علوم و معرفت کا خزانہ جلد از جلد سمیٹنا چاہتے تھے جس کے لئے آپ نے محنت شاقہ کا راستہ اختیار کیا۔ دن رات اسی دھن میں مصروف رہتے رات کو جب بھی نیند کا غلبہ ہوتا تو اپنے گیسوؤں کے ذریعے چھت سے باندھ کر کھڑے ہو جاتے اور قرآن کا ورد کرتے رہتے۔ حصول تعلیم کے لئے آپ دینہ شہر سے متصل قصبہ ساگری شریف بھی تشریف لے

گئے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں قرآن کریم حفظ کر لیا۔ پھر اسی انداز' اسی تلفظ اور اسی لہجے میں قرآن پڑھنے کا ذوق لطیف نہایت شدت سے پیدا ہوا جس میں محبوب حجازی ﷺ نے پڑھا تھا ان دنوں فن قرات و تجوید میں کھاریاں کے قریبی مقام جوڑہ کے حضرت حافظ خواجدین صاحب بلند شہرت و منفرد مقام رکھتے تھے آپ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پھر محبوب باری کے حجازی لب و لہجے میں قرآن پڑھنا شروع کیا۔ عشق کلام الٰہی کے ساتھ ساتھ عشق رسول ﷺ نے عجب نکھار پیدا کر دیا۔ جب آپ تلاوت قرآن فرماتے تو سننے والے کو یوں محسوس ہوتا کہ قرآن کے الفاظ اس کے سینے میں اترتے جا رہے ہیں جب آپ نے آوان شریف کے قریب موضع ہزارہ مغلاں میں قرآن نماز تراویح میں سنانا شروع کیا تو اطراف و جوانب سے ساٹھ حفاظ کرام آپ کی قرات سننے کے لئے نماز تراویح میں شامل ہوئے۔

آپ نے تکمیل تعلیم کے بعد ڈھگروٹ شریف میں تدریس قرآن کا ایک ادارہ قائم فرمایا اور خود یہ نعمت غیر مترقبہ لوگوں میں تقسیم فرمانا شروع فرمائی۔ بعد ازاں میرپور کے موضع تنگدیو میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع فرمایا اور نو سال تک مخلوق خدا کے سینے کلام الٰہی کے نور سے معمور فرماتے رہے اور اس کے بعد دوبارہ یہ سلسلہ ڈھنگروٹ شریف منتقل فرما دیا۔

ایک غیر مقلد مولوی پر قرات قرآن کا اثر

موضع تنگدیو سے جب آپ نے تعلیم و تدریس کا سلسلہ دوبارہ ڈھنگروٹ شریف منتقل فرما لیا تو دو طالب علم چوہدری محمد اسماعیل اور چوہدری

شاہ ولی ابھی اپنی تعلیم مکمل نہ کر سکے تھے۔ ان کے والد انہیں قرب و جوار کے کئی اساتذہ کے پاس لے کر گئے مگر جب استاد ان طلباء کا لب و لہجہ سنتے تو صاف جواب دے دیتے کہ ان بچوں کو پڑھانا ہمارے بس کی بات نہیں۔ انہیں اسی استاد کے پاس لے جائیں جہاں اب تک پڑھا ہے چنانچہ دونوں کو ڈھنگروٹ شریف آپ کی خدمت میں حاضر کیا گیا ایک مرتبہ یہ دونوں چند یوم کی رخصت لے کر اپنے گھر موضع بوعہ جا رہے تھے کہ راستے میں انہیں ایک غیر مقلد مولوی مل گیا۔ جب اسے معلوم ہوا کہ یہ دونوں طالب علم ہیں تو کہا صاحبزادو کچھ سناؤ تو سہی۔ دونوں نے ایک ایک رکوع کی تلاوت فرمائی تو مولوی صاحب تڑپ اٹھے طلباء سے استاد کا پتہ پوچھا اور گھر کا راستہ چھوڑ کر سیدھے ڈھنگروٹ شریف پہنچے۔ حضرت خواجہ حافظ محمد حیات رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی عرض کی حضور میں نے برصغیر کے بڑے بڑے مدارس دیکھے، ان میں پڑھا لیکن قرات قرآن کا یہ لب و لہجہ اور طرز و انداز کہیں نہیں پایا آپ کرم فرمائیں میرے گھر تشریف لے چلیں اور اس نعمت سے میرے بچوں کو بھی متمتع فرما دیں آپ نے منظور نہ فرمایا تو مولوی صاحب سمجھے کہ شائد آپ خیال فرماتے ہوں کہ غیر مقلد کے پیچھے نماز پڑھنا پڑے گی اس لئے انکار فرما رہے ہیں۔ عرض کی حضور ہم نماز بھی آپ کے پیچھے پڑھیں گے آپ نے فرمایا مولوی صاحب اس درس میں مجھ سے دور دراز مقامات کے طلباء آ کر بڑی محبت اور شوق سے پڑھتے ہیں میں انہیں مایوس اور ان کا حرج نہیں کر سکتا۔ آپ نے تدریس قرآن کا جو منفرد سلسلہ شروع فرمایا تھا وہ قریبا

ڈیڑھ صدی گزرنے کے بعد بھی ڈھانگری شریف میں جاری و ساری ہے۔

بیعت و خلافت

بچپن ہی سے آپ کی طبیعت کا رنگ جداگانہ تھا کھیل کود اور لہوولعب سے بالکل الگ تھلگ گھنٹوں دریا کے کنارے چپ چاپ بیٹھے رہتے۔ آپ نے ابتدائی روحانی تربیت اپنے والد گرامی سے پائی تھی اس دوران تنہائیوں ویرانوں، صحراؤں میں اور دریا کے کنارے ذکر و فکر میں مشغول رہتے بعد ازاں جوڑہ شریف قیام کے دوران حضرت حافظ خواجدینؒ کے ہمراہ باؤلی شریف حاضر ہوئے اور عارف باللہ حضرت خواجہ محمد بخش رحمتہ اللہ علیہ المعروف لنڈے والے حضرت صاحب کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے پھر تو باؤلی شریف کی حاضری آپ کا مقصود و معمول بن گیا۔ اپنے شیخ کی زیارت و دست بوسی کے لئے بے تابانہ حاضر ہوتے اور منازل سلوک طے کرتے رہے۔ اللہ کے فضل و کرم نبی پاک ﷺ کی نظر عنایت اور مرشد کامل کی توجہ سے بہت جلد سلسلہ طریقت میں بلند مقام حاصل کر لیا۔ اس دوران درس و تدریس کا سلسلہ بھی برابر جاری رہا۔ مرشد کامل نے تکمیل تربیت کے بعد سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں خلعت خلافت سے سرفراز فرمایا تو آپ نے عرض کی حضور ہمارے علاقہ میں تعلیم قرآن کی بہت ضرورت ہے اور میں نے قرآن کی تدریس اپنی زندگی کا مقصد وحید بنالیا ہے اور یہ تو بہت بڑی ذمہ داری ہے ارشاد ہوا وہ ٹھیک ہے اور یہ اس پر نورؒ علیٰ نور ہے پھر کیا تھا آپ نے شریعت و طریقت کا پیکر بن کر مخلوق خدا کو ظاہری و باطنی علوم

سے یکساں و ایک ساتھ سیراب فرمانا شروع کر دیا۔ لوگ عقیدت و احترام کی وجہ سے آپ کو حضرت خواجہ محمد حیات یا حضرت بابا جی صاحب یا حضرت حافظ جی صاحب کے محبت بھرے القاب سے یاد کرنے لگے۔

سلوک مجددیہ کی امانت

آپ کے مرشد کامل عارف باللہ حضرت خواجہ محمد بخش رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کو کچھ ہی عرصہ ہوا تھا کہ ایک روز اچانک مخزن جود و عطا صاحب صدق و صفا حضرت پیر سید نیک عالم شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ آف گوڑھا سیداں میرپور کے خلیفہ مجاز مولانا عبدالطیف گلپیزوی حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی یا حضرت آپ کو حضرت پیر سید نیک عالم شاہ (رحمتہ اللہ علیہ) نے یاد فرمایا ہے ان بزرگان پاک طینت کے قلوب باہمی رشتہ اخوت و تعلق خاطر سے مربوط و سرشار رہتے ہیں۔ حضرت اعلیٰ فوراً تیار ہوئے اور سید ذیشان کی بارگاہ میں گوڑھا سیداں جا پہنچے ادھر قطب دوراں سید نیک عالم شاہ صاحب مائل بکرم سراپا انتظار بنے بیٹھے تھے آپ کو دیکھتے ہی خود چند قدم آگے تشریف لائے۔ حضرت اعلیٰ کے حسن باطن نے جلوہ ظاہر بن کر چہرہ و پیشانی میں جمال اور ریش مبارک کے حسن امتزاج نے کچھ ایسا کمال پیدا کر دیا کہ حضرت سید صاحب رحمتہ اللہ علیہ دیکھتے ہی بے ساختہ بول اٹھے "واہ سبحان اللہ! اللہ پاک نے کیا نورانی صورت بنائی ہے"

حضرت پیر سید نیک عالم رحمتہ اللہ علیہ کی نگاہ ولایت نے پہلی ہی نظر میں بھانپ لیا کہ یہ گوہر نایاب وہی ہے جس کی مجھے تلاش تھی کچھ توقف اور گہری سوچ کے بعد رازدارانہ انداز میں پورے اعتماد کے ساتھ ارشاد فرمایا "میں حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی ایک امانت عرصے سے لئے اس جستجو میں ہوں کہ کوئی اس کا اہل ملے تو میں اس کے سپرد کر دوں۔ آج آپ

مل گئے ہیں یہ آپ ہی کا حصہ ہے"

حضرت اعلیٰ رحمتہ اللہ علیہ نے اس بارگراں کے بارے میں کچھ سوچ کر عرض کی حضور! میں تو باؤلی شریف کی سرکار کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے چکا۔ ان کی بڑی نظر کرم ہے۔

ارادت شیخ کا یہ عالم دیکھ کر حضرت سید صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے ایک تجسس بھری نگاہ آپ کے چہرے پہ ڈالی اور شفقت بھرے وجد آفریں لہجے میں فرمایا "آپ تعلق خاطر' نسبت' ارادت اور آمدورفت باؤلی شریف ہی رکھو بس یہ امانت مجھ سے لے لو تاکہ میں بار امانت سے سبکدوش ہو جاؤں" آپ نے نہایت حسن ادب کے ساتھ سر تسلیم خم کر لیا اور سید السالکین سید نیک عالم شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ کی خلافت و اجازت عطا فرمائی اور باطنی توجہ و تصرف سے حضرت مجدد پاک رحمتہ اللہ علیہ کی وہ امانت آپ کے سینے میں اتار دی حق بحقدار رسید تو تھا ہی مگر اس لمحہ کیف و سرور کا عالم ہی نرالہ تھا اور کیوں نہ ہو کہ معرفت کی یہ مئے نگاہوں سے پلائی جاتی ہے اور سینوں میں چھپائی جاتی ہے۔ چند یوم گوڑھا سیداں شریف میں قیام کا ارشاد ہوا آپ نے تعمیل کی اور نہایت قلیل مدت میں سلوک مجددیہ کے اعلیٰ مدارج طے کر لئے اور گوڑھا سیداں میں آپ پر سلسلہ مجددیہ کا گھاڑا رنگ چڑھ گیا۔

رخصت کے وقت سخی سید نے بڑے رقت انگیز جذباتی انداز میں سینے سے لگایا اور فرمایا "حافظ صاحب اس امانت کو آگے بڑھاتے رہنا اور خلق خدا کو

فیضیاب کرتے رہنا ورنہ قیامت میں پکڑ لوں گا آپ روانہ ہوئے تو حضرت شاہ صاحب دور تک آپ کو محبت سے دیکھتے رہے وہ دن اور آج کا دن دنیا اس امانت کے فیضان و جوبن کی بہاریں دیکھ رہی ہے۔

حضرت سید محمد نیک عالم شاہ رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت اعلیٰ رحمتہ اللہ علیہ کا باہمی تعلق خاطر

اب تو حضرت اعلیٰ رحمتہ اللہ علیہ کو حضرت سید نیک عالم شاہ رحمتہ اللہ سے انتہائی قلبی انسیت و عقیدت ہو گئی تھی اور کیوں نہ ہوتی! کہ قاسم نعمت ﷺ کے پارہ دل و مظہر کامل حضرت سید نیک عالم شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے خود گھر بلا کر اس نعمت عظمیٰ سے مالا مال فرمایا تھا جو مدت العمر کی محنت شاقہ کے بعد بھی کروڑوں میں سے کسی خوش نصیب کو حاصل ہوتی ہے باؤلی شریف کے ساتھ ساتھ گوڑھا سیداں شریف کی حاضری بھی اب کثرت کے ساتھ آپ کا معمول و مقصود بن گئی۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے سالانہ عرس مبارک کے موقعہ پر گوڑھا سیداں شریف کی حاضری کا تو ہفتوں پہلے اہتمام و انصرام فرماتے اور کبھی ناغہ نہ فرماتے۔ ادھر حضرت شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو بھی ہمیشہ اسی شدت و بے قراری کے ساتھ آپ کی انتظار رہتی گویا عشق کی آگ تھی۔ اس کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ایک مرتبہ عرس مجددی کے موقعہ پر حضرت اعلیٰ کی طبیعت ناساز ہو گئی سفر کے متحمل نہ رہے تو اضطراب و بیقراری کے ساتھ اپنے خلفاء جناب میاں حسین علی رحمتہ اللہ علیہ کس

ماڑاں والے اور قاضی سلطان عالم رحمتہ اللہ علیہ چھچھاں والوں کو عرس مبارک میں حاضری اور حضرت شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی قدم بوسی کر کے اپنی عذر خواہی کے لئے گوڑھا سیداں شریف بھیجا۔ دونوں حضرات حاضر ہوئے اور صورت حال شاہ صاحبؒ کی خدمت میں عرض کی تو حضور سیدی صاحب نے انتہائی افسوس کیا اور فرمایا کہ حافظ جی صاحب ڈھنگروٹ والوں کی علالت کا پہلے پتہ چلتا تو عرس کی تاریخ تبدیل کر دیتے۔ ان کی طبیعت ٹھیک ہوتی پھر عرس ہو جاتا۔

ریاضت و مجاہدات

حضرت خواجہ محمد حیات رحمتہ اللہ علیہ ابتدا ہی سے تفکر تدبر' ذکر بالجنان و ذکر بالا رکان کے خوگر تھے حصول تعلیم کے دوران بھی عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے دریائے جہلم کے کنارے مختلف مقامات پر جنگلوں اور ویرانوں میں بیٹھ کر پہروں ذکر و فکر سے صفاء باطن حاصل کرتے جوزہ شریف قیام کے دوران یہ سلسلہ اور بھی بڑھ گیا باؤلی شریف حاضر ہو کر شیخ طریقت کے دست حق پرست میں ہاتھ دینے کے بعد تو تعلیم قرآن دینے کے اوقات کے علاوہ سارا وقت یاد الہی میں گزار دیتے۔ گوڑھا سیداں میں پیر سید نیک عالم شاہ رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں قیام کے دوران طریق مجددیہ کے مطابق مجاہدات و ریاضت میں مشغول رہے آپ عبادت و ریاضت کے لئے کنج تنہائی کا انتخاب فرماتے نہ کسی کو ساتھ لے جاتے اور نہ ظاہر فرماتے البتہ

چونکہ آپ عابد شب زندہ دار تھے اس لئے اہل خانہ پوری پوری رات کی آہ وزاریوں اور قیام و قعود سے واقف تھے لیکن کسی کو اظہار حقیقت کی نہ اجازت تھی نہ جرات۔ شیخ کی بارگاہ سے خلافت و اجازت عطا ہونے کے بعد جب سلسلہ رشد و ہدایت جاری فرمایا تو مریدین و متوسلین کی ظاہری و باطنی تربیت کا اہتمام فرمانے لگے اور یہ سلسلہ سفر و حضر میں برابر جاری رہتا آپ کا طریقہ یہ تھا کہ نماز عشا کے بعد توجہ فرماتے دور دراز سے آئے ہوئے احباب بھی مراقبہ میں شریک ہوتے پھر ذکر و فکر کا سلسلہ شروع ہوتا جو نماز تہجد تک جاری رہتا۔ آپ کی توجہ کی بدولت احباب کے سینے میں عشق الٰہی کی ایسی گرمی پیدا ہو جاتی کہ موسم سرما کی یخ بستہ راتوں میں پسینہ آجاتا اس دوران گرم کپڑوں کی کبھی ضرورت نہ پڑتی بلکہ جائے قیام پر جو خشک گھاس بچھا کر اس پر بیٹھتے اس سے بھی تپش و حرارت کے بھبکے اٹھتے نماز تہجد کے وقت دعا ہوتی اور (سنگیوں) احباب کو اجازت عطا فرماتے۔ یہ سلسلہ سفر میں بھی ہمیشہ جاری رہتا بلکہ دوران سفر تو کئی کئی میل دور سے لوگ حاضر ہوتے تھے۔ اکثر قیام مساجد میں ہوتا بستی بستی قریہ قریہ ذکر و اذکار کی یہ محفلیں سجتیں۔ خلق خدا دنگ رہ جاتی کہ یہ کون لوگ ہیں جو ساری ساری رات ذکر و فکر، سوز و گداز اور آہ و زاری میں گزار کر چہروں پر نئی تازگی و نور سجا کر دن بھر اپنے دیگر معمولات بھی برابر انجام دیتے ہیں۔

ذکر کا حیران کن واقعہ

ایک مرتبہ حضرت اعلیٰ رحمتہ اللہ علیہ (سنگیوں) مریدین و معتقدین

سمیت کسی اجنبی گاؤں کی مسجد میں قیام پذیر ہوئے حسب معمول رات بھر ذکر و فکر کی محفل جاری رہی۔ شیخ طریقت کی توجہ اور سوز عشق میں ڈوب کر ذکر خفی نے کچھ ایسا سماں پیدا کر دیا کہ سانسوں کی آواز سے گاؤں کی مسجد سے قریبی مکانات گونج اٹھے رات کے پچھلے پہر دعا ہوئی اور احباب طریقت صبح طلوع ہونے سے پہلے ہی واپس اپنے گھروں کو چلے گئے دوسرے دن صبح گاؤں کی خواتین حیرت زدہ ہو کر ایک دوسری سے تذکرہ کرتی تھیں کہ رات کو ہماری مسجد میں جنات کی کوئی جماعت آئی تھی۔ ساری رات شاں شاں کی آوازیں گونجتی رہی ہیں۔

محفل کا نورانی منظر

حضرت اعلیٰ رحمتہ اللہ علیہ جب محفل ذکر سجاتے تو دور سے دیکھنے والے پر بھی نور و سرور کا عجب کیف و سماں طاری ہو جاتا تھا۔ اس ضمن میں آپ کے خلیفہ میاں حسین علی" کس ھاڑاں والے کے فرزند حاجی محمد عبداللہ خان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت اعلیٰ رحمتہ اللہ علیہ اپنے مریدین و احباب کے ہمراہ کس ھاڑاں تشریف لا رہے تھے کہ میرے نانا نے دور سے دیکھا تو میری والدہ سے پوچھا "کیا کوئی بارات آ رہی ہے" ؟ امی جان نے جواب دیا میاں جی کہہ رہے تھے کہ حضرت حافظ جی صاحب ڈھنگروٹ شریف والے بوعہ ڈھانگری آئے ہوئے ہیں۔ غالباً" وہی آ رہے ہوں گے۔ میرے نانا نے بڑے تعجب سے کہا اتنے سارے لوگ رات کہاں ٹھہریں گے اور کھانے پینے کا انتظام کون اور کیسے کرے گا؟ انہیں کیا معلوم تھا کہ اللہ کے ان دین

دار بندوں کی اصلی غذا تو ذکر خدا ہے۔ حضرت اعلیٰ رحمتہ اللہ علیہ احباب سمیت آئے اور سیدھے مسجد میں تشریف فرما ہوئے رات کو سوزوگداز بھری محفل ذکر و فکر کچھ اس انداز میں بجی کہ فضائے معلیٰ تک عجب سماں نظر آنے لگا۔ رات کے پچھلے پہر نانا جان اتفاقاً باہر نکلے مسجد کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا نہ جانے کیا کیف و سماں نظر آیا کہ تڑپ اٹھے اور بے ساختہ بول اٹھے "ظاہری ہو یا باطنی زندگی تو انہی لوگوں کی ہے" پھر میری والدہ سے کہا بیٹی میں ان ہستیوں کی دعوت کروں گا۔ امی نے جواب دیا ان کا تو پروگرام ہی معلوم نہیں پھر کیا معلوم دعوت قبول فرماتے ہیں کہ نہیں! آپ نے کہا بس تم انتظام کرو میں میاں حسین علی کے ذریعے منوا لوں گا۔ چنانچہ حضرت اعلیٰ رحمتہ اللہ علیہ سے گزارش کی گئی آپ نے ازراہ شفقت سنت سمجھ کر دعوت قبول فرمائی اور احباب سمیت تشریف لے جا کر نانا جان کی خواہش پوری فرما دی۔ اور اسی وقت آپ کے دست حق پرست پر بیعت کر کے حلقہ ارادت میں شمولیت کا اعزاز بھی حاصل کر لیا۔

پابندی شریعت

شریعت مطاہرہ کی پابندی آپ کا اور جملہ احباب طریقت (سنگیوں) کا خصوصی امتیاز اور وطیرہ تھا۔ خلاف سنت کسی عمل کا وقوع پذیر ہونا آپ سے یا آپ کے متعلقین سے تو متصور بھی نہ ہو سکتا تھا آپ کسی دوسرے کا بھی خلاف سنت رسول ﷺ کوئی قول و فعل دیکھ کر کبھی گوارہ نہ فرماتے تھے اور جب تک وہ اس سے باز نہ آ جاتا آپ نہایت افسردہ اور اصلاح کی فکر میں

پریشان رہتے تھے حضرت اعلیٰ کے ایک مرید و شاگرد مولوی سید محمد موضع کنٹی کے رہنے والے تھے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ دوران سفر ہمارا گزر ایک بستی نرماہ (کلاڈب) پر ہوا۔ نماز کا وقت ہو گیا مسجد میں پہنچے اذان دی لیکن باوجود انتظار کے بستی میں سے کوئی فرد بھی نماز پڑھنے مسجد میں نہ آیا۔ آپ نے مجھے اور ایک دوسرے خادم کو حکم دیا باہر جاؤ بستی میں کچھ لوگ ہوں تو انہیں بلا لاؤ۔ چنانچہ ہم باہر گئے دیکھا کہ چند آدمی نظر آئے ہم حسب للارشاد انہیں بلا لائے آپ نے فرمایا "بھئی پوری بستی میں سے کوئی بھی نماز پڑھنے نہیں آیا کیا وجہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہم نے نہ کبھی نماز پڑھی ہے اور نہ یہاں کسی کو نماز آتی ہے۔ آپ کو یہ سن کر انتہائی دکھ ہوا سفر کا ارادہ چند یوم کے لئے ملتوی فرما دیا۔ خود بھی وہیں قیام فرمایا مجھے بھی ساتھ رکھا۔ آپ بھی بستی کے لوگوں کو نماز یاد کراتے مجھے بھی حکم دیا۔ چند یوم کی محنت سے بستی کے لوگوں کی کلیا پلٹ گئی سب لوگوں نے نماز سیکھ لی آپ نے کچھ ایسی باطنی توجہ فرمائی کہ بستی کے تمام لوگ پختہ نمازی بن گئے کئی نسلیں گزرنے کے بعد بھی اس بستی کے لوگ نمازی اور عبادت گزار ہونے کے ساتھ ساتھ حضرت اعلیٰ کے انتہائی عقیدت مند اور شکر گزار ہیں۔

معیار تقویٰ

حضرت اعلیٰ رحمتہ اللہ کے نور نظر حضرت خواجہ حافظ محمد علی رحمتہ اللہ علیہ کی زبانی منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت اعلیٰ رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے مکان کی ایک دیوار بنانے کے لئے ایک معمار لگایا اس کے ساتھ ایک مزدور

گارا بنا رہا تھا۔ اتفاقاً آپ کا وہاں سے گزر ہوا تو دیکھا کہ اس مزدور کے گھٹنے ننگے ہیں آپ نے فرمایا "یہ گارا کس کے لئے بنا رہے ہو" ؟ اس نے عرض کی حضور آپ ہی کے مکان کی دیوار کے لئے یہ سننا تھا کہ آپ کے چہرے کا رنگ تبدیل ہو گیا سخت ناگواری کے اثرات ظاہر ہوئے اور ارشاد فرمایا "اسے چھوڑ دو جو گارا گھٹنے ننگے کر کے بنایا جائے وہ اس قابل نہیں کہ اسے ہمارے مکان کی دیوار میں لگایا جائے"

خانقاہ عالیہ کا قیام و انتظام

حضرت اعلیٰ خواجہ حافظ محمد حیات" کی طبیعت میں حد درجہ استغنا تھا۔ ڈھنگروٹ شریف میں جب طالبان راہ حق کا ہجوم ہونے لگا تو حاضرین کے قیام اور زائرین کے خورد و نوش کے انتظام و لنگر کے لئے حضرت اعلیٰ کے ماموں صاحب نے سات کنال رقبہ پیش کیا جو آپ نے قبول فرما کر آنے والے حضرات کے قیام و طعام کا اہتمام فرمانا شروع فرمایا بعدازاں خدام و سالکان راہ طریقت نے اس سے ملحقہ شاملات کا کچھ رقبہ بھی اس میں شامل کر کے آباد کیا۔ اس طرح ایک باقاعدہ خانقاہی نظام تشکیل دے کر ظاہری' باطنی' اخلاقی و روحانی تربیت کا ایک مرکز قائم فرمایا اور دیکھتے ہی دیکھتے آستانہ' عالیہ ڈھنگروٹ شریف نے روحانی دنیا میں ایک ممتاز مقام اور مرکزیت حاصل کر لی۔

کرامات حضرت خواجہ محمد حیات رحمتہ اللہ علیہ

اہل اللہ کی سب سے بڑی کرامت تو شریعت مطاہرہ کی پابندی اور سنت نبوی علی صاحبھا السلام کی اتباع کاملہ ہے جس میں آپ کی ذات قابل

تقلید و رشک نمونہ تھی. مزید برآں بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو کشف و کرامات کے کملات سے نواز رکھا تھا۔

بغیر کشتی کے توجہ سے دریا عبور کرادیا

سیدی مرکز علم و عرفاں صاحبزادہ محمد عتیق الرحمان ادام اللہ فیوضہ کی خدمت میں احباب طریقت میں سے ایک پرانے بزرگ نے اپنے دادا کی روایت یوں بیان کی کہ ایک مرتبہ وہ دیگر چند افراد کے ساتھ دریائے جہلم کے پتن پر پہنچے تاکہ کشتی کے ذریعے دریا عبور کر کے دوسری طرف ایک گاؤں میں کسی عزیز کے جنازہ میں شرکت کر سکیں۔ لیکن جب پتن پر پہنچے تو کوئی کشتی تھی نہ ملاح۔ نہایت پریشانی کی حالت میں کھڑے تھے کہ قریب ہی زمینوں میں ایک بزرگ دریا کی جانب پشت کئے کھڑے نظر آئے۔

یہ زمین حضرت اعلیٰ کی تھی۔ اور یہ بزرگ خود حضرت خواجہ محمد حیاتؒ تھے مسافروں نے عرض کی حضور! ہمیں دریا کے اس پار جنازہ میں جانا تھا لیکن اب تو کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ آپ نے انہیں بھرپور نظر سے دیکھا توجہ ڈالی تو وہ لوگ آپ کی جانب ایسے متوجہ ہوئے کہ دنیا جہان سے بے خبر ہو گئے آپ نے فرمایا "جانا تو مجھے بھی وہیں ہے" چند لمحات بعد انہوں نے جو دیکھا تو دریا کے دوسرے کنارے پر کھڑے تھے اور وہ بزرگ موجود نہ تھے اور جب اس مقام پر پہنچے جہاں جنازہ تھا تو یہ دیکھ کر ان لوگوں کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ آپ پہلے سے وہاں موجود ہیں۔

دریا میں بہہ جانے والی ٹوپی مسجد سے مل گئی

الحاج مولوی نور الدین صاحب مرحوم حضرت اعلیٰ کے مرید و شاگرد تھے اکثر ڈھنگروٹ شریف حاضری دیتے ایک مرتبہ حاضری کے دوران دریا پر کپڑے دھونے گئے۔ کپڑے دھوتے ہوئے آپ کی ٹوپی پانی میں گری اور دریا کا تیز بہاؤ اسے بہا کر لے گیا۔ غربت کا دور تھا مولوی صاحب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ٹوپی بہہ جانے کا واقعہ قدرے افسوس کے انداز میں عرض کیا اس وقت تو حضرت اعلیٰ خاموش ہو گئے مولوی صاحب اٹھے اور مسجد گئے وہاں صفیں بچھانے اور درست کرنے لگے تو ان کی حیرت نہ انتہا نہ رہی جب وہی ٹوپی صفوں کے درمیان سے برآمد ہوئی۔

کھانے میں برکت کا عجیب واقعہ

ایک مرتبہ ایک غریب سنگی (مرید) نے حاضر ہو کر عرض کیا حضور اگرچہ غریب ہوں لیکن دل کی خواہش ہے کہ حضرت کی دعوت کروں کرم فرما کر تشریف لے چلیں تو عنایت ہو گی۔ آپ کے ساتھ اس وقت پندرہ ارادتمند تھے عرض کی حضور ارادتمندوں کو بھی ساتھ لیتے آیئے۔ آپ نے دعوت قبول فرمالی جب چلنے کا وقت ہوا تو احباب کی تعداد پچاس ہو گئی تمام لوگ اس کے گھر پہنچے تو میزبان نہایت متفکر و پریشان ہوا آپ نے اس کی جانب دیکھا اور مسکرا کر فرمایا فکر نہ کرو جو کچھ پکایا ہے سب اٹھا کر مسجد میں لے آؤ۔ وہ سالن اور روٹیاں اٹھا کر مسجد میں لے آیا آپ نے اپنی چادر مبارک سالن اور

روٹی کے اوپر ڈال دی خود بیٹھ گئے اپنے دست مبارک سے ہر ایک کو دو دو روٹیاں اور حسب ضرورت سالن ڈال ڈال کر عنایت فرماتے جاتے جب پچاس کے پچاس افراد کھا چکے تو آپ نے بھی تناول فرمایا اور اس سنگی (مرید) کے جتنے اہل خانہ گھر پر موجود تھے ان کے لئے بھی پورا کھانا بھیجا۔ غربت و افلاس کے اس دور میں اس قسم کے متعدد واقعات ایسے ہوئے ہیں

نگاہ سے بدبختی کو بدل دیا

صوفی قادر بخش صاحب کی زبانی روایت ہے کہ حضرت اعلیٰ ایک مرتبہ بوعہ گجراں نامی ایک گاؤں تشریف لے گئے حسب معمول رات مسجد میں قیام فرمایا ارادتمند کثرت سے جمع ہو گئے سانسوں کے ذریعے ذکر خفی اس عشق و محبت سے ہوتا رہا کہ قرب و جوار میں لوگوں تک سانسوں سے ذکر کی سحر بھری آواز پہنچتی رہی صبح ایک بڑے میاں بابا گاموں نام کے قریب آئے اور اہل حلقہ کو آواز دے کر گستاخانہ لہجے میں کہا آج رات تم لوگ اونٹ ہانکتے رہے ہو۔ احباب طریقت کو یہ بات بہت ناگوار گزری انہوں نے حضرت اعلیٰ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے ذرا توقف فرمایا اور ارشاد کیا اسے کچھ نہ کہنا یہ بہت اچھا آدمی ہو گا۔ پھر کیا تھا ابھی چند ہی یوم گزرے تھے کہ بابا گاموں خود حاضر ہو کر دامن سے وابستہ ہو گیا اور پھر اس کے ہاتھ میں ہمیشہ تسبیح اور زبان پر ذکر الٰہی جاری رہتا۔

چراغ بغیر تیل کے رات بھر جلتا رہا

ایک رات حسب معمول دوران سفر علاقہ چنڈا میں محفل ذکر بجی

احباب طریقت جمع تھے چراغ جلایا کچھ دیر بعد تیل ختم ہو گیا ادھر ادھر گھروں میں پتہ کرایا کہیں سے تیل نہ ملا چراغ ٹمٹما کے بجھنے لگا تو حضرت اعلیٰ کا جلال بھی جوبن پہ آ گیا حکم فرمایا "بتی کا گل دور کر دو" گل دور کر دیا۔ چراغ نے پوری آب و تاب سے جلنا شروع کر دیا اور ساری رات چراغ یوں ہی جلتا رہا۔ اور کیوں نہ جلتا کہ وہ صاحب حال کی کمال توجہ سے جلا تھا پھر تیل کی کیا حاجت؟

پیر خانہ کا غایت درجہ ادب

حضرت اعلیٰ رحمتہ اللہ علیہ اپنے مشائخ کرام کا حد درجہ ادب و احترام کرتے تھے بلکہ ان مقدس ہستیوں کے ساتھ جن جگہوں' چیزوں اور افراد کو نسبت ہو جاتی تھی آپ ان کا بھی بے حد ادب کرتے تھے۔

آپ کے ادب کا یہ حال تھا کہ کبھی باؤلی شریف' گوڑھا سیداں شریف اور ساگری شریف کی طرف چارپائی کی پائینتی نہیں ہونے دی ان مقامات کی طرف پاؤں کر کے بیٹھنے یا لیٹنے کا تو تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ یاد رہے کہ باؤلی شریف و گویدہ سیداں شریف آپ کے پیرخانے ہیں اور ساگری شریف سے اپنے تعلیم حاصل کی تھی۔

وصال مبارک کی کیفیات

وصال سے قبل اشارہ

مولوی محمد صادق ساکن موضع نتھل کا کہنا ہے کہ مجھ سے میاں خوشی محمد صاحب نے بیان کیا کہ جب حضرت اعلیٰ رحمتہ اللہ علیہ کی طبیعت مبارکہ کچھ زیادہ ہی ناساز ہو گئی تو میں ڈھنگروٹ شریف آپ کی خدمت عالیہ

میں حاضر ہوا مزاج پرسی کے لئے عرض کیا حضور کیا حال ہے؟ فرمایا دو تین دن بعد بتائیں گے۔ یہ جملہ اس وقت تو میں نہ سمجھ سکا مگر جب تین دن بعد آپ کا وصال ہو گیا تو یہ راز کھلا کہ یہ اشارہ دنیا سے آپ کے سفر کر جانے کا تھا۔

کیفیت وصال

حضرت اعلیٰ رحمتہ علیہ وصال سے کچھ عرصہ پہلے بیمار رہنے لگے تکلیف میں روز بروز اضافہ ہی ہوتا گیا لیکن اس کمزوری اور شدید بیماری کے باوجود آپ کی ایک بھی نماز پنجگانہ اور تہجد قضا نہیں ہوئی۔ آخر ۳ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ بمطابق ۱۹۱۶ء دیسی ماہ پوہ کی پانچ تاریخ جمتہ المبارک کا مقدس دن آپہنچا۔ نماز اشراق کا وقت تھا کچھ مخصوص احباب طریقت اور آپ کے صاحبزادگان حاضر خدمت تھے پہلے تو کچھ نصیحتیں فرمائیں اور پھر اس انداز میں ملاقات کی جیسے کوئی سفر پر رخصت ہونے والا کرتا ہے خود ہاتھ دراز فرما کر باری باری سب سے مصافحہ فرمایا جب مصافحہ سے فارغ ہوئے تو سب پر ایک نگاہ ڈالی پھر زبان سے آخری مرتبہ معبود حقیقی کو یاد کیا اور کلمہ طیبہ کی آواز کے ساتھ ہی آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی اور کسی کو محسوس بھی نہ ہوا انا للہ وانا الیہ راجعون

تجہیز و تکفین

وصال کے دوسرے دن بروز ہفتہ بعد نماز ظہر نماز جنازہ کا اہتمام کیا گیا۔ رسل و رسائل اور سفر کے وسائل کی انتہائی کمی کا زمانہ تھا مگر نہ جانے کہاں کہاں سے اور کیسے کیسے مخلوق خدا ٹوٹ پڑی ایسے ایسے چہرے تھے کہ

وہاں کہ لوگوں نے بھی کبھی انہیں نہ دیکھا تھا خلق خدا کا اتنا ہجوم پورے
علاقے کے لوگوں نے کبھی دیکھا نہ سنا تھا آپ کے پورے گاؤں گالہ اور
آستانہ عالیہ پر کہیں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی ہر شخص غم سے نڈھال' ہر دل
بے قرار اور ہر آنکھ اشک بار تھی۔ آپ کے خدمت گزار عقیدت مند صلح
اور پرہیز گار شخص میاں خوشی محمد رحمتہ اللہ علیہ کے حصے میں یہ سعادت آئی
کہ آپ کے جسد مبارک کو اپنے ہاتھوں سے غسل دیا اور کفن پہنایا

جنازہ میں مردان غیب کی شرکت

علماء کرام' مشائخ عظام' مریدین' متعلقین و متوسلین کی کثیر تعداد کے
علاوہ نہ جانے اللہ کی کس کس مخلوق نے کس کس حال اور انداز میں آپ
کے جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی اور یہ مردان غیب اپنے جسم مثالی
کے ساتھ کس طرح تشریف لائے اس کا اندازہ اس واقع سے کیجئے کہ روپڑ
شریف کے آستانہ سے تعلق رکھنے والی ایک نیک طینت مائی صاحبہ بیان کیا
کرتی تھیں کہ اسی رات میں نے خواب میں حضرت غریب نواز قاضی سلطان
محمود رحمتہ اللہ علیہ سرکار آوان شریف کی زیارت کی۔ آپ خود میرے ہاں
تشریف لائے میری خوشی کی انتہا نہ رہی میں نے عرض کیا حضور بڑا کرم فرمایا
لیکن یہ تو فرمایئے کہ کیسے تشریف آوری ہوئی؟ ارشاد فرمایا حافظ صاحب کے
جنازہ میں شرکت کے لئے آیا تھا۔

معاصرین کی نظر میں آپ کا مقام اور راہ و رسم

حضرت اعلیٰ خواجہ حافظ محمد حیات رحمتہ اللہ علیہ کی حیات ظاہرہ کے دور میں بے شمار جلیل القدر مشائخ عظام اور عظیم المرتبت اولیاء کاملین اپنے اپنے مقام پر اپنے اپنے انداز میں خلق خدا کو ظاہری و باطنی فیوض و برکات سے مالا مال کر رہے تھے اور ان کے ساتھ حضرت اعلیٰ کے راہ و رسم، آمدورفت میل ملاقات اور قلبی تعلقات فقید المثال تھے۔ بالخصوص زولفقار والی سرکار چورہ شریف حضرت خواجہ غلام محی الدین باؤلی شریف، حضرت مولانا محمد عبد اللہ لڈر شریف رحمتہ اللہ علیہم اجمعین اور ان کے علاوہ کثیر تعداد میں مشائخ عظام اور علماء کرام کا آپ کی ذات گرامی کے ساتھ گہرا قلبی تعلق تھا۔ الحب للہ کے ارشاد رسالت مآب ﷺ کے مطابق ان اولوالعزم ہستیوں کی باہمی قدر دانی و لطف ہم نشینی کے واقعات سے آپ بھی لطف اندوز ہوں۔ حضرت اعلیٰ کے آخری دور حیات کا واقعہ ہے آپ کی صحت جسمانی کمزور ہو گئی علالت و نقاہت میں اضافہ ہو گیا تو آپ نے اپنے ایک سنگی (مرید) کے ذریعے حضرت شیخ المشائخ قاضی سلطان محمود رحمتہ اللہ علیہ آستانہ عالیہ آوان شریف کی خدمت گرامی قدر میں محبت اور قدر و منزلت کے

جذبات سے لبریز ہدیہ سلام بھیجا۔ اپنی علالت کی اطلاع کے ساتھ ہی محبت بھرے یہ جذبات بھی گوش گزار کیے کہ کاش زندگی میں ایک مرتبہ پھر آپ سے ملاقات ہو جائے“

سرکار آوان شریف یہ الفاظ سنتے ہی فرط محبت سے تڑپ اٹھے آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے کچھ دیر خاموش فضاؤں میں گھورتے رہے پھر بڑے اعتماد کے ساتھ جواباً سلام کے ساتھ ہی ارشاد فرمایا انشاء اللہ کاتک کے مہینے میں ضرور ملاقات ہو گی بظاہر تو ایسے امکانات نہ تھے مگر دونوں طرف تھی آگ برابر لگی ہوئی۔ دن بیتتے گئے اور وعدے کا مہینہ آن پہنچا۔ ادھر سرکار آوان شریف آستانہ سے چلے تو ادھر ڈھنگروٹ شریف میں حضرت اعلیٰ و فور محبت میں تڑپ اٹھے۔ جب سرکار آوان شریف حضرت پیر شاہ غازی کے مزار پر کھڑی شریف پہنچے تو حضرت اعلیٰ علالت کے باوجود کھڑی شریف کی جانب چل دیے۔ ابھی کھڑی شریف کی حدود میں داخل بھی نہ ہوئے تھے کہ سرکار آوان شریف نے موجود کارندوں سے فرمایا حافظ صاحب ڈھنگروٹ شریف والے آ رہے ہیں ان کے لئے علیحدہ قیام کا انتظام کیا جائے۔ ادھر حضرت اعلیٰ کے سنگی بھی حیران تھے کہ آپ نقاہت و علالت کے باوجود اچانک کھڑی شریف کیوں تشریف لے جا رہے ہیں اور ادھر سرکار آوان شریف کے خدام کو بھی معلوم نہ تھا کہ حضرت اعلیٰ کی تشریف آوری کی اطلاع کیسے آئی۔ حقیقت یہ ہے کہ صاحبان حال کے پیغامات دلوں کے راڈار پر وصول کیے جاتے ہیں۔

حضرت اعلیٰ کھڑی شریف پہنچے تو خدام علیحدہ قیام کا انتظام کر کے منتظر

تھے حسب حکم قیام فرمایا نماز عصر کے بعد سرکار آوان شریف نے ایک خادم کو بھیجا کہ اگر حافظ صاحب اکیلے ہوں تو بلا لاؤ۔ آپ فورا تشریف لے گئے دونوں صاحبان حال کی تخلیہ میں ملاقات کا کیف و سرور اور رنگ و نور کا جو عالم ہو گا وہ تو چشم تصور سے بھی ماورا ہے حضرت اعلیٰ نے واپسی پر صرف اتنا اظہار فرمایا میرے آنے کی طاقت کے متعلق حیران نہ ہو بس سرکار آوان شریف کی توجہ سے میری ساری جسمانی تکلیف دور ہو گئی تھی دوسرے روز الوداعی ملاقات کے بعد دونوں واپس تشریف لے گئے عالم ظاہر میں یہ دونوں کی آخری ملاقات تھی

حضرت اعلیٰ رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد امجاد

حضرت اعلیٰ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ حافظ محمد حیات رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی نرینہ اولاد میں چار صاحبزادگان تھے

ا۔ غوث زماں حضرت خواجہ حافظ محمد علی رحمتہ اللہ علیہ

آپ حضرت اعلیٰ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے لخت جگر تھے۔ جنہیں آپ نے انفرادیت عطا فرمائی اور انہوں نے تصوف و روحانیت میں وہ مقام پایا کہ علم و عمل، شریعت و طریقت کے دریا چلا دیئے اور اپنے والد گرامی قدر کی مسند نشینی کا شرف حاصل کر کے اس کے تقاضوں کو انتہا تک پہنچا دیا۔ آپ نے ڈھنگروٹ شریف روحانی فیضان کے جو دریائے بہائے وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ اس کا مفصل تذکرہ دوسرے باب میں ملاحظہ فرمائیں آپ کے چار

صاحبزادگان تھے۔ حضرت قبلہ عالم پیر محمد فاضل رحمتہ اللہ علیہ ' حضرت صاحبزادہ بابو محمد صادق مدظلہ تعالیٰ' حضرت صاحبزادہ محمد صدیق رحمتہ اللہ علیہ ' حضرت صاحبزادہ قبلہ منشی محمد شریف مدظلہ العالیٰ

۲۔ حضرت حافظ محمد شفیع رحمتہ اللہ علیہ

آپ حضرت اعلیٰ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے دوسرے فرزند تھے۔اور آپ ہی سے شرف تلمذ حاصل تھا۔ شب بیدار و عبادت گزار تھے۔ پیکر علم و عمل و صاحب حال تھے۔ وصال ڈھنگروٹ شریف میں ہوا اور وہیں قبر شریف ہے صاحبزادگان حضرت محمد زمان مرحوم حضرت حاجی محمد عالم صاحب حضرت محمد نذیر صاحب

۳۔ حضرت حافظ محمد نواب رحمتہ اللہ علیہ

آپ زہد و تقوی' سادگی' متانت اور اخلاص و وفا کے پیکر تھے۔ ایک بار حضرت ثانی خواجہ حافظ محمد علی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کئی روز تک ڈھنگروٹ شریف میں علیل رہے۔ حضرت حافظ محمد نواب رحمتہ اللہ علیہ کہیں باہر گئے ہوئے تھے جب واپس آئے تو حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے انہیں دیکھتے ہی فرمایا کہ ان کی ملاقات سے میری آدھی بیماری دور ہو گئی ہے۔ ۱۱ مئی ۱۹۶۷ء کو وصال ہوا اور آپ کا مزار شریف دینہ ضلع جہلم میں ہے۔ صاحبزادگان حضرت حافظ نیک عالم صاحب حضرت چراغ عالم صاحب

۴۔ حضرت حافظ علی احمد رحمتہ اللہ علیہ

آپ حضرت اعلیٰ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے چھوٹے صاحبزادے تھے۔ علم و

فضل کا شاہکار اور زہد و عبادت سے سرشار تھے۔ صاحب حال و قال تھے۔ اتباع شریعت میں اسلاف کا نمونہ تھے ۲ جون ۱۹۷۵ء کو وصال فرمایا۔ آپ کا مزار شریف منگا کالونی میں واقع ہے۔ صاحبزادگان حضرت نور عالم مرحوم حضرت عبدالمجید صاحب

حضرت اعلیٰ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلفاء کا مختصر تذکرہ

حضرت اعلیٰ معلیٰ عن الالقاب خواجہ حافظ محمد حیات رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے منازل سلوک طے کر کے ریاضت و مجاہدات کے مراحل سے گزر کر تربیت خانقاہی کی بھٹی سے کندن بن کر جن احباب طریقت نے خلافت و اجازت حاصل کی ان میں درج ذیل شخصیات شامل ہیں۔

۱۔ حضرت قاضی محمد سلطان عالم رحمتہ اللہ علیہ

حضرت قاضی محمد سلطان عالم چیچیاں والے نہایت عابد' زاہد اور درویش تھے۔ انہیں اپنے شیخ کامل حضرت خواجہ حافظ محمد حیات رحمتہ اللہ علیہ سے انتہائی درجے کی عقیدت و محبت تھی۔ زندگی کا ایک عرصہ جو کئی سالوں تک پھیلا ہوا ہے اپنے شیخ کی خدمت میں مختص رکھا جانثاری کا یہ عالم کہ بسااوقات اپنی زرعی زمین کی کل پیداوار لنگر کے لئے ڈھنگروٹ شریف حاضر کر دیتے۔ یہ کیفیت دیکھ کر ان کے خدا رسیدہ والد قاضی محمد رکن عالم خوش ہو کر کہتے کہ بیٹا جو مال و زر چاہو حافظ جی صاحب ڈھنگروٹ شریف کے حضور پیش کرو۔ چونکہ تمہیں ان سے باطنی خزانہ حاصل ہونے والا ہے۔ مرشد ارشد حضرت خواجہ حافظ محمد حیات رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے خلیفہ مجاز حضرت قاضی محمد سلطان عالم کو خوب سے خوب تر روحانی و باطنی دولت سے مالا مال فرمایا۔ ان پر شفقت کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ ڈھنگروٹ شریف میں حضرت نے اپنے صاحبزادگان و متعلقین کی موجودگی میں فرمایا کہ چار ہمارے یہ بیٹے ہیں اور

پانچواں بیٹا سلطان عالم ہے۔ حضرت قاضی سلطان عالم نے آغاز میں ڈھنگروٹ شریف حضرت خواجہ محمد حیات رحمتہ اللہ علیہ کے آگے زانوئے تلمذ تہہ کرنے کا بھی شرف حاصل کیا۔ قاضی محمد سلطان عالم رحمتہ اللہ علیہ نے سلسلہ کو خوب وسعت دی اور آپ کا فیضان لوگوں تک پہنچایا۔ منگلا ڈیم بننے کے ساتھ ہی ان کا مزار چھپیاں سے کلا دیو شریف جہلم منتقل کر دیا گیا بحمد اللہ تعالیٰ حضرت قاضی محمد سلطان عالم رحمتہ اللہ علیہ کے اکلوتے لخت جگر حضرت قاضی محمد صادق مدظلہ العالیٰ نے اپنے والد گرامی کے مشن کو جاری رکھا اور سلسلے کو بزرگوں کی تربیت کے عین مطابق وسیع سے وسیع تر کر دیا متعدد مساجد تعمیر کروائیں اور یہ سلسلہ بحمد اللہ جاری ہے۔

۲۔ حضرت میاں حسین علی خان رحمتہ اللہ علیہ

حضرت میاں حسین علی خان کس ہاڑاں کے رہنے والے تھے۔ حضرت خواجہ حافظ محمد حیات رحمتہ اللہ علیہ کے شاگرد' مرید اور خلیفہ مجاز بھی تھے ان کی محبت و الفت کا یہ عالم تھا کہ احباب طریقت میں دوسروں کا جاگنا اور ان کا سونا برابر تھا حضرت اعلیٰ رحمتہ اللہ علیہ انہیں اکثر نماز کے لئے مصلی امامت پر بھی کھڑا کرتے اور ان کی بھی بڑی خواہش یہی ہوتی تھی کہ زیادہ سے زیادہ وقت اپنے شیخ کی خدمت و زیارت میں گزارا جائے بعض اوقات ڈھنگروٹ شریف سے حضرت اعلیٰ رحمتہ اللہ علیہ انہیں بمعہ کنبہ طلب فرماتے اور حکم ہوتا کہ اپنا مال مویشی قاضی محمد سلطان عالم کے پاس چھپیاں چھوڑ کر آپ لوگ دریا کے اس طرف ڈھنگروٹ شریف آ جائیں چنانچہ ایسے ہی ہوتا۔ اور

یہ ہفتہ دو ہفتے ڈھنگروٹ شریف میں حاضر رہتے اور ان کا مال مویشی چھچھیاں میں حضرت قاضی محمد سلطان عالم رحمتہ اللہ علیہ کے پاس رہتا۔ اور جب یہ واپس آتے تو دریا پار کر کے چھچھیاں سے اپنا مال مویشی لے کر گھر پہنچ جاتے۔ مرشد کی محبت تمام دنیاوی معاملات و تعلقات پر غالب تھی اور مرشد کامل کو بھی اس گل سرسبد پر بڑا ناز تھا ان کا مزار کس ہاڑاں (کنیلی) میں واقع ہے حضرت میاں حسین علی خان پر حضرت اعلیٰ کی توجہ کا یہ عالم تھا کہ آپ انہیں (بھائی صاحب کہہ کر پکارتے ۔ احباب طریقت بھی انہیں اسی طرح پکارتے تھے۔

۳۔ حضرت صوفی حشمت علی رحمتہ اللہ علیہ

صوفی صاحب نہایت عابد و زاہد تھے۔ ہمہ وقت ریاضت و مجاہدات میں مصروف رہتے۔ پرہیزگاری و انکساری ایسی کہ لوگ آپ کی مثالیں دیا کرتے۔ یہ غایت درجہ خوش اخلاق' خوش گفتار' خوش اطوار اور احسن کردار کے مالک و انتہائی ملنسار تھے۔ مرشد پاک تو درکنار اپنے پیر بھائیوں کے بھی انتہائی خدمت گار تھے دیگر خلفاء اور پیر بھائی بھی ان سے بہت محبت کرتے تھے۔

۴۔ حضرت میاں حسین علی رحمتہ اللہ علیہ

میاں حسین علی علاقہ بوعہ کے رہنے والے تھے۔ نہایت باوفا طبیعت کے مالک تھے۔ شرم و حیا کے ایسے پیکر تھے کہ نظر اٹھا کر اوپر بھی کم دیکھتے تھے۔ خیال بردل اور نظر بر قدم کے مصداق تھے۔ مرشد کی ہدایت کے مطابق ذکر و

فکر میں محو رہتے۔ سانس کے ذریعے نفی و اثبات کا ذکر آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔

۵۔ حضرت میاں ستار محمد رحمتہ اللہ علیہ علاقہ چھترہ

۶۔ حضرت میاں باغ علی رحمتہ اللہ علیہ آف ڈومال

۷۔ حضرت میاں شاہ محمد رحمتہ اللہ علیہ علاقہ فتح پور

۸۔ حضرت میاں خوشی محمد رحمتہ اللہ علیہ

۹۔ حضرت میاں باغ علی رحمتہ اللہ علیہ بوعہ

باب ثانی

سیدی و سندی　　　　ملجائی و مرشدی
محرم اسرار خفی　　　　مظہر انوار جلی
وارث فیضان غوث صمدانی الملقب بحضرت الثانی
حضرت خواجہ حافظ محمد علی رحمتہ اللہ علیہ

پیدائش

لگ بھگ ۱۸۷۵ء کی ایک سہانی صبح آستانہ عالیہ ڈھنگروٹ شریف میں وقت کے ولی کامل حضرت خواجہ حافظ محمد حیات رحمتہ اللہ علیہ کے آنگن میں ایک خوش رنگ پھول کھلا نومولود کا نام محمد علی رکھا گیا۔ ظاہری حسن و جمال اور خدوخال بتلا رہے تھے کہ یہ گل رنگین صورت و سیرت کے اعتبار سے اپنے دور میں نقش حضرت حیات بن کر ابھرے گا اور پھر وقت نے ثابت کر دیا کہ حضرت خواجہ حافظ محمد علی رحمتہ اللہ علیہ کی شکل میں عقیدت کیشان آستانہ اور وابستگان سلسلہ طریقت کو حضرت خواجہ حافظ محمد حیات رحمتہ اللہ علیہ کا کامل پر تو مل گیا اور عارفان حقیقت نے آنجناب کو حضرت خواجہ صاحب اور حضرت ثانی کے القاب سے ملقب کیا جو عین صداقت پر مبنی تھا۔

آپ نے آنکھ کھولی تو گھر کے ماحول کو شریعت کے نکھار ' سنت رسول ﷺ کی بہار نے سجا اور بوئے محبت رسول ﷺ نے مہکا رکھا تھا۔ کانوں کی سماعت مانوس ہوئی تو آہ سحرگاہی ' تلاوت قرآن اور حلاوت درود و سلام سے۔ زبان نے بولنا شروع کیا تو سب سے پہلے اللہ جل جلالہ اور رسول اللہ ﷺ کے اسمائے مقدسہ اور کلمہ طیبہ کے الفاظ کی باندازِ معصومانہ ادائیگی سے آشنا ہوئی

تعلیم و تربیت

آپ نے ابتدائی دینی تعلیم بہت بچپن میں اپنے والد ماجد رحمتہ اللہ علیہ سے شروع فرما کر تکمیل فرمائی۔ لڑکپن کی عمر کو پہنچے تو بمقام لنڑی متصل

آستانہ عالیہ رواتڑہ شریف ضلع جہلم کے ایک سرکاری مدرسہ میں اردو تعلیم کے حصول کے لئے داخل ہوئے۔ اس دور میں جب کہ میلوں تک دور دراز علاقوں میں کوئی شخص پڑھا لکھا نہ ملتا تھا۔ آپ نے تعلیم حاصل کی بعدازاں والد گرامی حضرت خواجہ حافظ محمد حیات رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کئے۔ لگن، توجہ اور محنت کی بدولت تھوڑے ہی عرصہ میں دینی علوم میں کمال حاصل کر لیا۔ حصول تعلیم کے شغف اور محنت شاقہ کا اندازہ کرنے کے لئے صرف یہی واقعہ کافی ہے کہ جب آپ تنگدیو ضلع میرپور میں اپنے والد محترم رحمتہ اللہ علیہ سے قرآن حکیم حفظ کر رہے تھے اور موسم سرما کی طویل و سرد راتوں میں جب لوگ پرسکون گہری نیند سو جاتے تو آپ پانی سے بھرے ہوئے مٹی کے دو گھڑے اپنے ہاتھوں میں اٹھا کر مسجد کے صحن میں گھومتے ہوئے رات رات بھر منزل قرآن ورد زباں رکھتے کہنے کو تو یہ زحمت نیند دور کرنے کے لئے تھی لیکن شائد مقصد نہاں کچھ اور ہی تھا جسے بطریق احسن تو خود ہی جانتے تھے لیکن وجدان یہ کہتا ہے کہ پانی جو تقویٰ و طہارت کا نشان ہے اسے اٹھا کر حفظ قرآن کے ساتھ ساتھ کوئی اور منزل بھی طے فرما رہے تھے۔ صاحب نظر و صاحب بصیرت والد گرامی نے بھی اس نابغئہ روزگار جگر گوشہ کی تعلیم و تربیت دونوں پر بھرپور توجہ دی اور رہنمائی فرمائی۔ کبھی کبھار اگر آپ گھر کا کوئی چھوٹا موٹا کام کاج کرنے لگتے تو والد مشفق بڑے معنی خیز انداز میں فرماتے آپ یہ کام چھوڑ دیں یہ کوئی اور کر لے گا آپ کا جو کام ہے آپ وہی کریں، اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ حضرت خواجہ حافظ محمد حیات

رحمتہ اللہ علیہ اپنے ہونہار لخت جگر کو کس منزل، کس مقصد اور کس مقام کے لئے تیار فرما رہے تھے۔

حضرت ثانی خواجہ پیر حافظ محمد علی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے چار صاحبزادگان ہیں حضرت قبلہ عالم مولانا حافظ محمد فاضل رحمتہ اللہ علیہ حضرت صاحبزادہ بابو محمد صادق صاحب مدظلہ العالی حضرت صاحبزادہ محمد صدیق رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت صاحبزادہ منشی محمد شریف صاحب مدظلہ العالی حضرت صاحبزادہ قبلہ محمد صادق صاحب کے تین صاحبزادگان برطانیہ میں قیام پذیر ہیں۔ چوہدری عبدالقیوم صاحب، چوہدری عبدالغفور صاحب اور چوہدری عبدالحفیظ صاحب

حضرت صاحبزادہ قبلہ محمد شریف صاحب کے پانچ صاحبزادگان ہیں
صاحبزادہ محمد یونس صاحب، صاحبزادہ غلام فرید صاحب، صاحبزادہ محمد عزیزالرحمٰن صاحب پیر طریقت حضرت مولانا صاحبزادہ محمد ذکریا نعمانی صاحب مدظلہ اور صاحبزادہ محمد یحیٰی صاحب مرحوم ص ۱۲۶

سلسلہ بیعت

جب حضرت خواجہ حافظ محمد علی رحمتہ اللہ علیہ نے بہت چھوٹی عمر
میں ہی ظاہری تعلیم و تربیت کی تکمیل فرمالی تو حضرت اعلیٰ خواجہ حافظ محمد
حیات رحمتہ اللہ علیہ آپ کو ساتھ لے کر حضرت خواجہ خواجگان' باباجی
صاحب' محمد خان عالم رحمتہ اللہ علیہ باؤلی شریف کے خلیفہ اعظم حضرت سید
الاسادات پیر سید لطف شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ رواتڑہ شریف کی خدمت
میں پہنچے اور آپ کو بیعت کرنے کی خواہش ظاہر فرمائی حضرت شاہ صاحب نے
آپ پر ایک نگاہ ڈالی اور ارشاد فرمایا۔ "یہ ابھی بچے ہیں اور میری عمر آخر پر
ہے۔ اس لئے آپ خود ہی انہیں بیعت سے سرفراز فرمائیں" حضرت اعلیٰ
رحمتہ اللہ علیہ نے عرض کی حضور! اصل غرض تو یہ ہے کہ انہیں باؤلی شریف
کی نسبت حاصل ہو جائے آپ ان کا ہاتھ پکڑ لیں تکمیل ہم خود کرائیں گے۔
یہ بات سن کر پیر سید لطف شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے صفت ایمان اور
چار کلمے پڑھائے اور حافظ محمد علی رحمت اللہ علیہ کا ہاتھ اپنے دست مبارک
میں تھام کر ذکر الہی کی خاص ترکیب سکھلائی اور حضرت اعلیٰ رحمتہ اللہ علیہ
سے فرمایا "آپ میری طرف سے بھی انہیں فیوض و برکات سے مالا مال فرمانا"
چنانچہ جب آپ جوانی کی عمر کو پہنچے تو والد گرامی حضرت اعلیٰ رحمتہ اللہ علیہ
نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے اوراد و وظائف اور لطائف و مراقبات طے

کرا کر تھوڑے ہی عرصہ میں منازل سلوک کے اعلیٰ مقام تک پہنچا دیا اور صاحب کمال بنا کر خلعت خلافت سے سرفراز فرمایا۔

سلسلہ قادریہ کی تکمیل کا عجیب واقعہ

ایک شب آپ اپنے اوراد و معمولات سے فارغ ہو کر آرام فرما ہوئے تو خواب میں دیکھتے ہیں کہ دمڑی والی سرکار حضرت پیرے شاہ غازی رحمتہ اللہ علیہ ہوا میں پرواز کرتے آوان شریف کی طرف جا رہے ہیں ان کے پیچھے نقشبندی سلسلے کے ایک بزرگ ان کے پیچھے سائیں نور مجذوب رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے پیچھے آپ خود اڑتے جا رہے ہیں صبح اٹھے تو دل میں ایک پرکیف کشش پائی۔ والد ماجد سے عرض کی حضور! جی چاہتا ہے کہ آوان شریف میں سلطان المشائخ حضرت قاضی سلطان محمود رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری دوں۔ آپ نے ایک توجہ فرمائی اور پھر بخوشی حاضری کی اجازت مرحمت فرما دی۔ اجازت پا کر شاداں و فرحاں روانہ ہوئے۔ آوان شریف پہنچ کر سلطان المشائخ قاضی سلطان محمود رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت کی تو یوں محسوس ہوا کہ روحانیت کا پیاسا چشمہ فیض تک آن پہنچا ہے یہاں پہنچتے ہی تربیت و مجاہدات کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو گیا آپ نے ذرا تامل نہ کیا اور دربار کے دیگر خدام کے ساتھ مل کر لنگر کے کام' انتظام و اہتمام میں بہ نفس نفیس شریک ہو گئے اکثر نو دس میل کے فاصلے سے لکڑیوں کے گٹھے اٹھا کر لاتے آوان شریف میں آپ نے خود کو اس طرح رکھا کہ گویا منزل سلوک کے ابتدائی قاعدہ کے سبق پڑھ رہے ہیں دن کے وقت سنگیوں کے ساتھ مل کر

لنگر شریف کا کام بھی کرتے جس سے مجاہدہ بدنی بھی ہوتا اور راتوں کو اکثر وقت تنہائی اختیار کر کے .سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے اوراد و وظائف' لطائف اور مراقبات جاری رکھتے۔ سرکار آوان شریف نے جب اس گہرتابدار کے جوہر پنہاں کو نظر عمیق سے دیکھا تو کمال لطف سے روحانی توجہ فرمائی اور سلسلہ عالیہ قادریہ کے اوراد و وظائف سے روحانی توجہ فرمائی اور سلسلہ عالیہ قادریہ کے اوراد و وظائف اور مشاغل عطا فرمائے اور منازل طے کرا دیں اور پھر خلعت خلافت و اجازت عطا فرما کر تلقین فرمائی کہ مختلف مقامات کے دورے فرماتے رہا کرو اور خود جا کر خلق خدا کو سیراب کرتے رہا کرو۔ چنانچہ حسب الارشاد جگہ جگہ دورے فرماتے اور مخلوق خدا کو خود جا کر سیراب فرماتے

اس کے ساتھ ساتھ آوان شریف کی حاضری کا سلسلہ بھی برابر جاری رہتا سرکار غریب نواز حضرت قاضی سلطان محمود رحمتہ اللہ علیہ کے وصال باکمال تک اکثر و بیشتر معمول یہ تھا کہ پندرہ دن گھر یا دوسرے مقامات پر اور پندرہ دن آوان شریف میں حاضری رہتی۔

سلوک مجددیہ کی سماعت

ایک مرتبہ آپ اعوان شریف حاضر تھے کہ سلطان المشائخ حضرت قاضی سلطان محمود رحمتہ اللہ علیہ نے نگاہ لطف ڈالی اور شفقت بھرے لہجے میں فرمایا حافظ صاحب! سلوک مجددیہ کے اسباق بھی یاد ہیں؟ عرض کی حضور یاد ہیں فرمایا سنائیں۔ آپ نے سنائے بعد ازاں ہر روز ایک مراقبہ اپنے ساتھ کراتے۔ سلوک سلسلہ مجددیہ کے اسباق خود سنتے ساتھ ہی توجہ فرماتے۔

تکمیل سماعت و مراقبات کے بعد مبارک باد دی اور فرمایا "کسی اور کامل بزرگ کو سنانا" آپ نے عرض کی حضور! یوں تو میرے لئے سب ہی کامل ہیں مگر والد گرامی حضرت اعلیٰ رحمتہ اللہ علیہ پھر سائیں نور صاحب مجذوب رحمتہ اللہ علیہ اور پھر یہاں تمام آپ حضور کی عنایات و توجہات کے بعد بھی کسی کامل کی ضرورت ابھی باقی ہے؟ اس حکیمانہ انداز گفتگو پر سرکار اعوان شریف نے ایک شفقت بھری بھرپور نگاہ سے دیکھا تو نہ جانے سینے میں کیا کیا دولت و نعمت اتار دی۔

اوراد و وظائف کی اجازت

سرکار غریب نواز آوان شریف نے آپ کو بیک وقت مذکورہ ذیل اوراد و وظائف کی اجازت عطا فرمائی۔ ۱۔ قرآن مجید منزلوں پر ۲۔ حزب الاعظم شریف منزلوں پر ۳۔ اسبوع شریف منزلوں پر ۴۔ حزب البحر شریف ۵۔ درود مستغاث شریف ۶۔ درود کبریت احمر ۷۔ دلائل الخیرات شریف منزلوں پر ۸۔ سورۃ یوسف ۹۔ سورۃ یٰسین ۱۰۔ سورہ فتح ۱۱۔ سورہ یٰسین مبینوں پر اور ہر مبین پر گیارہ مرتبہ درود شریف ۱۲۔ قصیدہ بردہ شریف پانچ مرتبہ ۱۳۔ درود شریف حضری جس قدر پڑھا جا سکے اور کسی خاص مقصد کے لئے یہی درود شریف ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر حاجت براری کی دعا کرنا

جذب و سلوک کا امتزاج

سلسلہ تصوف کے دو طبقات سالک و مجذوب نہایت معروف و

مشہور ہیں سالک شریعت و سنت کے پیکر اور عبادت و ریاضت کے خوگر ہوتے ہیں جو عشق رسالت سے قلوب کو صیقل کر کے ولایت کے مرتبہ بلند تک پہنچتے ہیں جبکہ مجذوب عشق الہی اور محبت رسول میں اس قدر مستغرق ہو جاتے ہیں کہ بالاخر انہیں اپنی بشری ضروریات کا بھی خیال نہیں رہتا تکلیف و راحت، بھوک، پیاس اور لذت کام و دھن سے گزر کر سودوزیاں بلکہ جسم و جان سے بھی بے خبر ہو جاتے ہیں ایسی حالت میں شریعت انہیں ظاہری اعمال کا مکلف نہیں ٹھہراتی۔ حضرت خواجہ حافظ محمد علی رحمتہ اللہ علیہ نے منازل سلوک میں مرتبہ بلند پایہ اور حقیقت جذب و کیف کے چشمہ فیض سے بھی معرفت کے جام نوش جاں فرمائے۔

سرکار اعوان شریف کا اشارہ

ایک محفل خاصاں سجی تھی۔ سرکار غریب نواز اعوان شریف کی خدمت میں آپ بھی حاضر تھے نہ جانے کیا سوچ کر عرض کی حضور! دل تو چاہتا ہے کہ کھانا کم سے کم کھایا جائے لیکن پھر بھی زیادہ کھا جاتا ہوں شاید دن بھر لنگر کا کام کرتا ہوں اس لئے صبح و شام دو وقت میں ڈیڑھ پاؤ کی روٹیاں کھا جاتا ہوں۔ سرکار آوان شریف نے بڑے معنی خیز انداز میں فرمایا۔ مجذوبوں کو زیادہ کھانا مضر نہیں۔ آپ یہ ارشاد سن کر حیران تو ہوئے مگر خاموشی اختیار فرمائی۔ کچھ عرصہ بعد عالم استغراق میں حضرت سید کبیر الدین المعروف شاہدولہ دریائی رحمتہ اللہ علیہ کی طرف سے اشارہ ہوا کہ ہم نے آپ کو مجذوب بنانا ہے۔ اس موقعہ پر چوں و چرا کی گنجائش نہ تھی کہ اسی وقت مشائخ نقشبندیہ کی

جانب سے حکم ہوتا ہے نہیں ہم انہیں سالک رکھیں گے ہم ان سے شریعت محمدیہ کا پرچار کرانا چاہتے ہیں۔ تب اسی حال میں یہ راز کھلا کہ آپ کی مجذوبانہ حقیقت پر سالکانہ رنگ غالب آگیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے جذب و سلوک کے حسین امتزاج کے عارفانہ مقام پر فائز ہونے کے باوجود آپ کے آستانہ عالیہ سے ہمیشہ سے شریعت محمدی اور سنت نبوی کا منفرد و مثالی انداز میں پرچار ہوتا چلا آرہا ہے

سائیں نور مجذوب رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات کا ارشاد

حضرت خواجہ حافظ محمد علی رحمتہ اللہ علیہ حسب معمول دربار عالیہ آوان شریف میں حضرت سلطان الاولیاء قاضی سلطان محمود رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک روز حاضر تھے سرکار آوان شریف نے ایک نگاہ عمیق آپ کے چہرے پہ ڈالی پھر استفسار فرمایا حافظ صاحب آپ کے گاؤں میں ایک مجذوب فقیر نہیں ہوتا؟ آپ نے چند لحات خاموشی اختیار کی تو سرکار آوان شریف نے خود ہی فرمایا سائیں نور مجذوب نہیں ہوتا؟ عرض کی جی حضور سائیں صاحب ہوتے ہیں فرمایا ان کے پاس بھی جانا عرض کی حضور علاقے کے لوگ ہمیں محبت و الفت سے ملتے ہیں ان کے پاس جو جاتا ہے اسے سوٹا مارتے ہیں۔ سرکار آوان شریف مسکرائے اور فرمایا اچھا آپ خیال کرتے ہو گے کہ وہ شریعت کا پابند نہیں آپ نے عرض کی حضور یہ بات تو ظاہر ہے کہ وہ ظاہری طور پر احکام شریعت پر عمل نہیں کرتے۔ سرکار آوان شریف نے بڑے محبت بھرے لہجے میں فرمایا حافظ صاحب وہ شریعت کا پابند ہے کہ نہیں

مگر نفس کا بڑا پختہ ہے شریعت کی تعلیم دینے والے تو بہت مل جائیں گے لیکن نفس کی تعلیم دینے والا کوئی کوئی ملتا ہے۔ اس لئے آپ کو ضرور جانا ہے۔ آپ نے ذرا سی ہمت کر کے عرض کی حضور جیسے حکم ہو لیکن ہماری وہاں بحمد اللہ تعالیٰ سفید پوشی قائم ہے سائیں صاحب مجذوب ہیں لوگوں کو مارتے پیٹتے اور گالم گلوچ کرتے ہیں۔ سرکار آوان شریف نے تحکمانہ انداز میں فرمایا اب کیسے مارے گا۔ آپ کو ضرور جانا ہے ان سے کچھ لینا نہیں صرف جانا ہی تو ہے۔ بات دل میں اتر گئی اور آپ نے حاضری کا پختہ ارادہ کر لیا۔

سائیں نور رحمتہ اللہ علیہ مجذوب سے ملاقات کا منظر

حضرت خواجہ حافظ علی رحمتہ اللہ علیہ آوان شریف سے چل دیئے۔ اس وقت سائیں نورؒ مجذوب کے پاس بہت سے لوگ بیٹھے تھے۔ حضرت خواجہ حافظ محمد علی رحمتہ اللہ علیہ کو دور سے ہی آتے دیکھ کر بولے "دیکھو وہ آنے والے میری شکایتیں کرتے رہے ہیں کہ وہ گالیاں دیتا ہے کلہاڑیاں اور لاٹھیاں مارتا ہے میں نے تو انہیں کبھی کچھ نہیں کہا یہ مجھے مروانے پٹوانے لگے تھے اب ان کی سزا یہ ہے کہ انہیں دھوپ میں کھڑا کیا جائے۔ یہ سنتے ہی آپ خود ایک جانب دھوپ میں کھڑے ہو گئے اور اپنے شیخ کا ایک ایک لفظ ذہن میں ابھرنے اور کانوں میں گونجنے لگا فرط عقیدت سے وہیں کھڑے کھڑے نگاہ باطن کے ذریعے سلطان المشائخ کی بارگاہ میں سلام عقیدت پیش کیا۔ وہ وقت بھی کتنا حسین ہو گا کہ جب جہان معرفت کے دو

دریا جذب و سلوک اس شان سے ملے ہوں گے کچھ ہی دیر بعد سائیں نور" مجذوب رحمتہ اللہ علیہ نے اردگرد بیٹھے لوگوں کو گالم گلوچ اور مارپیٹ کر کے دور بھگا دیا جب سب چلے گئے سائیں صاحب اٹھے لاٹھیاں لے کر آگے بڑھے جب حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے قریب پہنچے تو لاٹھیاں بائیں ہاتھ میں پکڑ کر دائیں ہاتھ میں آپ کا ہاتھ تھاما اور ساتھ لے جا کر اپنی چارپائی پر اپنے پہلو میں بٹھالیا نہ جانے اس خلوت میں کیا کیا جلوت ہوئی ہو گی۔ سائیں صاحب کچھ دیر کی خاموشی کے بعد فرمانے لگے جس آدمی کو چوبیس ہزار کی روزانہ آمدنی ہو کیا وہ بادشاہ نہیں ہوتا؟ پھر خود ہی فرمایا ہاں بادشاہ ہو جاتا ہے پھر فرمایا جس آدمی کا چوبیس ہزار کا روزانہ نقصان ہوتا ہو کیا وہ کنگال نہیں ہو جاتا؟ پھر خود ہی فرمایا ہاں کنگال ہو جاتا ہے ان الفاظ کی حقیقت کوئی اور کیا سمجھتا ہاں جنہیں سمجھانا مقصود تھا وہ سمجھ گئے اور بعد ازاں ایک مرتبہ حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے اس واقعہ کے بیان کے ساتھ چوبیس ہزار کی وضاحت فرمائی کہ یہ سلوک مجددیہ کے ذکر اسم ذات کی تعداد تھی جس کی آپ نے تلقین فرمائی پھر جانے کی اجازت دی اور فرمانے لگے میرے پاس بھی آتے جاتے رہا کرو۔ پھر تو تعلق خاطر اتنا بڑھا کہ اکثر آمدورفت رہنے لگی۔ جب ملاقات کے لئے حاضر ہوتے تو سائیں صاحب کے لئے کوئی نہ کوئی کھانے کی چیز بطور ہدیہ ضرور لے جاتے۔ ایک روز سائیں صاحب فرمانے لگے مجھے ان چیزوں کی ضرورت نہیں ہاں اگر تحفہ ضرور لانا ہی ہو تو کسی برتن مین پانی بھر لایا کرو۔ بعدازاں جب حاضری ہوتی تو آپ کسی برتن میں پانی ضرور لے کر

جاتے۔ یہ تعلق خاطر اتنا بڑھا کہ ایک دوسرے کی ملاقات کے لئے ہمیشہ بے چین و بے قرار رہتے۔ حضرت سائیں نور مجذوب رحمتہ اللہ علیہ پوری توجہ سے فیض یاب فرماتے۔ اوراد و وظائف اور پھر ایک کامل مجذوب ہستی کی روحانی توجہ کی گرمی سے قبلہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو حلکا حلکا بخار سا محسوس ہونے لگا جس کی وجہ سے ایک مرتبہ چند یوم حاضری نہ ہو سکی۔ اسی دوران ایک رات آپ آرام فرما ہوئے تو عالم خواب میں سائیں نور مجذوب رحمتہ اللہ علیہ تشریف لے آئے اور فرمانے لگے حافظ صاحب مجھے آپ سے زیادہ بخار ہے آپ نے عالم خواب میں ہی سائیں صاحب کی نبض پر ہاتھ رکھا تو فی الحقیقت کئی گنا زیادہ تیز بخار تھا۔

سائیں نور مجذوب رحمتہ اللہ کا فیض دینا

عالم خواب کی ملاقات میں سائیں نور مجذوب رحمتہ اللہ کا بخار معلوم کر کے آپ سائیں صاحب کی ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ ملاقات ہوئی تو سائیں نورؒ کہنے لگے حافظ صاحب میں آپ کو لاہور بھیجوں گا آپ ان اشارات کو سمجھ گئے جواب دیا میں لاہور نہیں جاتا آوان شریف حاضر ہونا چاہتا ہوں۔ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد سائیں نورؒ نے فرمایا اچھا ٹھیک ہے جب جانے لگو تو ملاقات کر کے جانا چند یوم بعد آپ نے آوان شریف حاضر ہوئے اور روانگی کی اجازت چاہی۔ سائیں نور مجذوب نے ایک رسی اپنے ہاتھ میں لی اور نہایت معصومانہ مگر معنی خیز انداز میں رسی میں تین گرہیں لگائیں اور پھر رسی حضرت خواجہ حافظ محمد علی رحمتہ اللہ علیہ کے گلے میں ڈال کر بولے تین

دروازے کھول دیئے ہیں اب کسی دکان پر جا کر دے دینا۔ اس وقت تو راز نہ کھلا۔ آپ نے رسی لی اور آوان شریف حاضری کے لئے روانہ ہو گئے۔

سلطان المشائخ قاضی سلطان محمود رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت سے مشرف ہوئے تو آپ نے دریافت فرمایا سائیں نور کا کیا حال ہے؟ آپ کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟ عرض کی حضور! خیریت سے ہیں اور بہت مہربانی سے پیش آئے فرمایا کچھ کہا تو نہیں؟ آپ نے رسی والا سارا قصہ عرض کر دیا۔ بات آئی گئی ہو گئی۔ چند روز آستانہ عالیہ میں گزار کر واپسی کا ارادہ کیا۔ رخصت حاصل کی اور روانگی کے وقت سرکار آوان شریف نے اس راز سے پردہ اٹھاتے ہوئے ارشاد فرمایا اللہ پاک حافظ صاحب (حضرت اعلیٰ خواجہ محمد حیات رحمتہ اللہ علیہ) اور سائیں نور صاحب کی برکتیں آپ کے نصیب کرے اور میں بھی حاضر ہوں۔ یہ ارشاد سنتے ہی آپ پر رسی میں تین گرہیں لگانے کا راز کھل گیا۔ سرکار آوان شریف نے مزید فرمایا سائیں نور کو ہمارا سلام کہنا۔ اس وقت دو خادم اور بھی حاضر تھے وہ بولے ہمارا بھی سائیں صاحب کو سلام عرض کرنا۔ آپ رخصت ہو کر واپس تشریف لائے اور سائیں نور صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی ملاقات کے لئے حاضر ہوئے اس وقت سائیں صاحب گاؤں میں گشت فرما رہے تھے۔ ملاقات ہوئی سلام عرض کیا ذرا سا توقف فرمایا۔ پھر آپ نے دل میں خیال کیا کہ حضرت غریب نواز سرکار آوان شریف کا سلام بھی پیش کر دوں۔ لیکن آپ کے بولنے سے پہلے ہی سائیں نور صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کے چہرے کی جانب دیکھا اور مسکرا کر فرمایا حافظ جی وہ سلام تو اسی وقت

پہنچ گیا تھا پھر آپ نے اپنے دوسرے دو سنگیوں کا سلام پیش کرنے کا ارادہ کیا تو سائیں نور صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی لاٹھی سے دو ٹھوکریں زمیں پر لگائیں اور آپ کی جانب دیکھنے لگے اور اشاروں سے ہی بتلا دیا کہ ان دونوں کا سلام بھی پہنچ گیا ہے۔

باؤلی شریف سے دستار خلافت کا حکم

آوان شریف حاضری اور مجاہدات و مراقبات کا سلسلہ جاری تھا۔ تربیتی مراحل کی تکمیل کے بعد سرکار آوان شریف سلطان المشائخ قاضی سلطان محمود رحمتہ اللہ علیہ نے خلافت مرحمت فرمائی اس موقعہ پر آپ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ شاید اس کے ساتھ ہی کوئی جبہ مبارک یا دستار بھی عطا ہو یہ خیال دل میں آتے ہی شیخ طریقت نے ارشاد فرمایا حافظ صاحب! باؤلی شریف جانا اس وقت باؤلی شریف کا تذکرہ بھی نہیں تھا پھر اچانک سرکار غریب نواز کی زبان مبارک سے یہ بات تعجب خیز تھی علاوہ ازیں یہ کہ آپ ہمیشہ باؤلی شریف حاضری دیتے رہتے تھے یہ آپ کا معمول تھا پھر خصوصیت کے ساتھ اس موقعہ پر یہ ارشاد سمجھ سے بالاتر تھا۔ لیکن شیخ کا حکم پا کر آپ باؤلی شریف حاضر ہوئے اس وقت باؤلی شریف کے حضرات مشائخ کرام دنیا فانی سے پردہ فرما کر حیات جاویدانی سے واصل ہو چکے تھے۔ صرف ایک مائی صاحبہ رحمتہ اللہ علیہا تشریف فرما تھیں آپ اللہ کی کامل ولیہ تھیں۔ حضرت خواجہ حافظ محمد علی رحمتہ اللہ جب دربار عالیہ میں حاضر ہوئے تو مائی صاحبہ نے ازخود طلب فرما کر حضرت باباجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ باؤلی شریف کی ذاتی دستار

مبارک عطا فرمائی تب آپ پہ حقیقت منکشف ہوئی کہ سرکار آوان شریف نے خلافت عنایت فرماتے وقت دستار کیوں نہ عطا فرمائی اور باؤلی شریف حاضری کا حکم کیوں دیا تھا آپ نے اس مبارک عطیہ کو لے کر بڑے ادب و احترام کے ساتھ لے کر ڈھنگروٹ شریف پہنچے۔

سرکار آوان شریف کی خاص نظر

حضرت قاضی سلطان محمود رحمتہ اللہ علیہ کی جو شفقت، محبت، اور خاص روحانی توجہ آپ کو حاصل تھی وہ آپ ہی کا حصہ تھی اور آپ کی اس نسبت و قربت پر آوان شریف کے متوسلین و مقربین بھی رشک کیا کرتے تھے اس حقیقت سے حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند جناب منشی محمد شریف مدظلہ العالی کے یوں پردہ اٹھاتے ہوئے فرمایا کہ ایک مرتبہ ہم آوان شریف عرس کے موقعہ پر حاضر تھے اور حسب دستور لنگر سے مستفید ہونے کے لئے قطاروں میں بیٹھے تھے لیکن آپ مسجد میں ہی بیٹھے رہے۔ حاضرین میں سے کسی نے کہا کہ ایک بزرگ مسجد میں تشریف فرما ہیں وہ لنگر کے لئے نہیں آئے یہ سن کر بشندور شریف کے صاجزادہ صاحب رشک انگیز لہجے میں بولے "جانتے ہو وہ کون ہستی ہیں؟ آپ وہ شخصیت ہیں کہ سرکار آوان شریف کی ایک نظر تمام متعلقین سنگیوں پر ہے اور ایک نظر عنایت تنہا ان پر۔

دوران سفر سرکار آوان شریف کا غائبانہ ساتھ

اللہ تعالیٰ اپنے مقرب بندوں کو جو طاقت و قوت عطا فرماتا ہے وہ انسانی عقل و خرد سے ماسوئی اور اس کا احساس و ادراک ظاہر بین نگاہوں کے احاطہ

ادراک سے ماوراء ہے کبھی وہ پاس ہوتے ہوئے بھی نظر نہیں آتے اور کبھی دور ہوتے ہوئے بھی ساتھ ہوتے ہیں لیکن ان کا مشاہدہ کرنے کے لئے سر کی نہیں دل کی آنکھ درکار ہوتی ہے۔ حضرت ثانی علیہ الرحمتہ کو سرکار آوان شریف کی توجہ' التفات اور معیت شہود و غبوت اور سفر و حضر میں ہمیشہ حاصل رہی ہے اگرچہ آپ نے کبھی اس راز سے کسی کو مطلع نہیں ہونے دیا تاہم کبھی کبھار غیر محسوس طریقے سے یہ راز افشاں بھی ہو جاتا۔ اس حقیقت کا اظہار ایک مرتبہ اتفاقاً" یوں ہو گیا کہ آپ آوان شریف حاضر تھے آپ کے مرید و خادم خاص مولوی محمد عبداللہ ساکن مواہ آپ کے ساتھ تھے دوران سفر آپ کی طبیعت ناساز ہو گئی جس کی وجہ سے کچھ کھایا نہ پیا اور گفتگو بھی بہت ہی کم فرمائی دربار عالیہ آوان شریف قیام کے دوران بھی یہی کیفیت قائم رہی۔ چند روز بعد اجازت لے کر واپس گھر کی جانب روانہ ہوئے واپسی کے سفر کے دوران آپ بالکل خاموش رہے لیکن رفتار انتہائی مودبانہ' سکوت و انداز بہت عاجزانہ تھا مولوی عبداللہ صاحب کا کہنا ہے کہ میں یہ سوچ کر بڑا غمزدہ تھا کہ یہ سب کیفیت قبلہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی علالت طبع کی وجہ سے ہے۔ سفر اسی حال میں جاری تھا کہ آوان شریف کی حدود سے نکل کر باؤلی شریف کی حدود میں داخل ہو گئے۔ باؤلی شریف کی حدود میں داخل ہوتے ہی قبلہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کھل کر گفتگو فرمانے لگ گئے ظاہری کیفیت بھی پہلے جیسی نہ رہی۔ میں دل ہی دل میں تعجب کر رہا تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے جب میرے تفکر و دلی خیال کو حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے ملاحظہ فرمایا تو

میری جانب دیکھ کر کچھ توقف فرمایا اور پھر تشفی قلب کے لئے فرمایا "سرکار آوان شریف نے کمال محبت و شفقت فرمائی آوان شریف قیام کے دوران بھی ہمہ وقت اور وہاں سے روانہ ہو کر باؤلی شریف کی حدود میں پہنچنے تک آپ ہمارے ساتھ رہے۔ اور ہمیں باؤلی شریف کی حدود میں چھوڑ کر واپس تشریف لے گئے میں اسی لئے مودب و خاموش رہا۔

آوان شریف آخری حاضری کی کیفیت

حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ ہمیشہ آوان شریف حاضری کے لئے بے قرار و مضطرب رہتے اور اکثر و بیشتر حاضری دیتے رہتے۔ آپ کی حیات ظاہرہ کے آخری ایام میں ایک مرتبہ حاضر ہوئے کچھ روز قیام فرمایا اس مرتبہ محبت و عقیدت کا انداز ہی انوکھا تھا پھر رخصت لے کر واپس روانہ ہوئے تو نہایت پرملال و افسردہ دل تھے نگاہیں بار بار آوان شریف کی جانب اٹھتی تھیں۔ اسی کیفیت میں واپسی پر دربار عالیہ رواتڑہ شریف حاضری دی سجادہ نشین دربار رواتڑہ شریف سے ملاقات ہوئی وہاں پر ایک شخص بڑے پریشان بیٹھے تھے۔ سجادہ نشین دربار عالیہ قبلہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی جانب متوجہ ہوئے اور کہنے لگے حافظ صاحب! یہ راجہ صاحب لتڑی کے رہنے والے ہیں اور ذیلدار ہیں اور غبن کے ایک مقدمہ میں پھنس گئے ہیں یہ بہت پریشان ہیں مقدمہ کے شواہد ان کے خلاف جا رہے ہیں بے چارے بہت مشکل میں ہیں آپ انہیں کوئی ختم بتائیں جس سے ان کی مشکل آسان ہو جائے۔ آپ نے بے ساختہ جواب دیا۔ حضرت انہیں ختم کی کیا ضرورت ہے یہ آوان شریف

ایک حاضری دے آئیں بس ان کی حاجت روائی کے لئے یہی کافی ہے بعد ازاں آپ اجازت لے کر روانہ ہوئے اور رات کو ڈھنگروٹ شریف پہنچ گئے صبح ہوئی تو وہی ذیلدار صاحب خدمت میں حاضر ہو کر عرض پرداز ہوئے کہ حضور! مقدمہ انتہائی سنگین ہے اور پرسوں ہی میری پیشی بھی ہے اس لئے کرم فرمائیں اور میرے بجائے آپ حاضر ہو کر میری مشکل پیش کریں اس طرح سرکار آوان شریف کی توجہ بھی خصوصی طور پر ہو گی اور مشکل حل ہو جائے گی۔ آپ نے بلا تامل ارشاد فرمایا اچھا بھئی میں کل ہی آوان شریف سے آیا ہوں اور آج پھر روانہ ہو جاتا ہوں یہ تو میرے لئے بڑا اعزاز ہے آپ جلدی سے اپنی مشکل لکھ کر مجھے دیجئے تاکہ سرکار آوان شریف کی خدمت میں پیش کر دوں۔ ذیلدار صاحب بہت ممنون ہوئے اپنی مشکل بصورت التجا عرضی پر لکھ دی اور عرض کی حضور آمدو رفت کا خرچ بتایئے۔ میں پیش کرنا چاہتا ہوں آپ نے ارشاد فرمایا ذیلدار صاحب خرچ کیسا؟ پیدل جانا اور پیدل آنا۔ آپ فورا" ہی تیار ہو کر آوان شریف کے لئے روانہ ہو گئے۔ باوجود نقاہت اور کمزوری کے چہرہ مبارک ہشاش بشاش اور تروتازہ تھا۔ شاداں و فرحاں رواں دواں دربار عالیہ آوان شریف پہنچے۔ ابھی اطلاع و شرف ملاقات سے پہلے ہی سرکار آوان شریف سلطان المشائخ حضرت قاضی سلطان محمود رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے خادم خاص بابا غلام احمد مرحوم سے فرمایا غلام احمد! حافظ صاحب آگئے ہیں؟ بابا غلام احمد نے عرض کی حضور ابھی دیکھتا ہوں۔ پھر حضرت غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ خود ہی فرمانے لگے ہاں چار سنگی ہو گئے ہیں بابا غلام احمد نے

عرض کی حضرت ایک تو حافظ صاحب ڈھنگروٹ شریف والے دوسرے کون؟
فرمایا ملا تیرا ہی عرض کی حضور! تیسرا کون؟ فرمایا ملاپشاوری عرض کی سرکار! چوتھا
کون؟ فرمایا کوئی آ ہی جائے گا۔ سبحان اللہ کیا شان ہے ان اہل اللہ کی کہ
متوسلین و مقربین جس محبت و اشتیاق کے ساتھ خدمت شیخ میں حاضر ہوتے
شیخ کامل بھی اس انداز کریمانہ سے مائل بہ کرم رہتے اور ہمہ وقت ان پر نظر
التفات فرماتے پھر سرکار غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ فرمانے لگے غلام احمد تم حافظ
صاحب کا خاص خیال رکھا کرو بابا غلام احمد نے عرض کی سرکار! چارپائی اور بستر
کی ڈیوٹی تو بابا احمد علی کی ہے لیکن حضرت حافظ صاحب نے تو آج تک کبھی
چارپائی اور بستر لیا ہی نہیں سردی ہو یا گرمی بس مسجد میں ہی وقت گزارتے
ہیں لنگر چنن شاہ تقسیم کرتے ہیں لنگر کھلتا ہے تو حافظ صاحب روٹی لنگر سے
لیتے ہیں۔ رہا سلام کرانا تو یہ میرا کام ہے جب بھی تشریف لاتے ہیں دیر میں
نے بھی کبھی نہیں ہونے دی۔

ان ایام میں سرکار غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کی ظاہری بینائی کمزور ہو گئی تھی
اس لئے نماز عصر کے بعد آپ کے خادم عطا محمد مرحوم آمدہ ڈاک پڑھ کر
سناتے تھے حسب معمول اس دن بھی ڈاک آپ کی خدمت میں پیش کی گئی
جب بیرونی خطوط سنا چکے تو عطا محمد مرحوم نے عرض کی حضور! حافظ صاحب
ڈھنگروٹ شریف والے کسی کا ایک دستی خط لائے ہیں اگر اجازت ہو تو وہ بھی
پڑھ دوں؟ ارشاد فرمایا ہاں۔ جلدی سناؤ۔ عطا محمد مرحوم نے خط سنایا تو حضرت
غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو مخاطب فرما کر پوچھا حافظ صاحب ذیلدار

آپ کے ساتھ کیسا سلوک کرتا ہے؟ عرض کی حضور ہمیں آج تک اس سے
کوئی کام نہیں پڑا اور وہ اچھا آدمی ہے حضرت غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ نے
یہ سن کر دعا فرمائی جب دعا فرما چکے تو پھر دوبارہ پوچھا حافظ صاحب ذیلدار آپ
کے ساتھ کیسا ہے؟ عرض کی حضور! بہت اچھا ہے آپ نے پھر دعا فرمائی
تیسری مرتبہ پھر فرمایا۔ حافظ صاحب ذیلدار کا آپ کے ساتھ کیسا سلوک ہے؟
آپ نے پھر عرض کی حضور! بہت اچھا۔ آپ نے پھر دعا فرمائی حاضرین کو اسی
وقت یقین ہو گیا تھا کہ ذیلدار کا کام ہو گیا ہے ادھر ذیلدار کی فیصلے کی گھڑی آن
پہنچی، نہایت پریشانی اور اضطراب کی حالت میں حاکم کے سامنے پیش ہوا۔ حاکم
نے فائل دیکھی پھر نگاہ اٹھائی اور ذیلدار کو دیکھا تھوڑی دیر خاموش رہا پھر
ذیلدار کو مخاطب کر کے کہنے لگا "تم واقعی مجرم ہو جرم ثابت ہو چکا ہے
سرکاری فنڈ بھی غبن کیا ہے لیکن چونکہ تمہارا پچھلا ریکارڈ صاف ہے۔ اس
سے پہلے تم نے کبھی خیانت نہیں کی اس لئے تمہیں بری کیا جاتا ہے۔
در حقیقت یہ بری تو سرکار آوان شریف کی بارگاہ سے ہو چکا تھا اور اس سے
بھی بڑی حقیقت اور راز کی بات یہ تھی کہ اس ذیلدار کے بہانے سرکار آوان
شریف حضرت حافظ صاحب کو خود بلا کر اپنی زیارت کرانا اور آخری ملاقات
فرمانا چاہتے تھے۔ یہ آپ کی آخری حاضری تھی اس کے کچھ ہی عرصہ بعد
آپ کا وصال ہو گیا۔

مزارات مبارکہ پر حاضری

زیارت قبور نبی علیہ السلام کی سنت سے ثابت ہے آپ کا ارشاد

عالی ہے کنت نھیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا میں تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کرتا تھا مگر اب تم ان کی زیارت کیا کرو خود سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال شہدائے احد کے مزارات پر تشریف لے جاتے اور دیر تک ان کے لئے دعا فرماتے۔ احل اللہ اور بزرگان دین کے مزارات پر حاضری' مراقبات اور مکاشفات کے ذریعے اکتساب فیض اور تسکین خاطر کا حصول سلف الصالحین صوفیائے کرام کا ہمیشہ معمول رہا ہے یہ حصول فیوض و برکات کے علاوہ روحانی و باطنی تربیت کا ذریعہ بھی ہے۔ انہی وجوہات کی بنا پر ایک مرتبہ سلطان المشائخ حضرت قاضی سلطان محمود رحمتہ اللہ علیہ آوان شریف نے حضرت خواجہ حافظ محمد علی رحمتہ اللہ علیہ سے تاکیداً ارشاد فرمایا "اولیاء عظام کے دربار ہائے گہربار میں حاضری دیتے رہا کرو پرانے بزرگوں کے مزارات سے فیض حاصل ہوتا ہے حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے عرض کی حضور! اگر انہیں دیکھا نہ جا سکے تو بھی حاضری دی جائے؟ فرمایا ہاں! اگر وہ زیارت کرنے والے کو نظر نہ آئیں تب بھی حاضری دی جائے اگر زائر انہیں نہیں دیکھتا تو وہ خود زائر کو دیکھتے اور پہچانتے ہیں اور نیاز مند کو کبھی خالی دامن نہیں پھیرتے۔

حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ کا مزارات سے کسب فیض

اگرچہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ اس سے پیشتر بھی مزارات و مقابر پر حاضریاں دیا کرتے تھے مگر سرکار آوان شریف کے حکم اور تاکید کے بعد تو اہل اللہ کے مزارات پر حاضری اور ان سے اکتساب فیض ہمیشہ کا معمول

بنا لیا تھا آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ سرکار آوان شریف رحمتہ اللہ علیہ کے متعلقین کے ساتھ صاحبان مزارات بہت پیار کرتے ہیں۔ اپنے متعلق ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے پیرے شاہ غازی رحمتہ اللہ علیہ "دمڑی والی سرکار" کے مزار شریف پر حاضری دی صاحب مزار دمڑی والی سرکار نے خصوصی توجہ کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ حافظ صاحب اب آپ کو کسی اور کے ہاں جانے کی ضرورت نہیں میرے پاس تمام ظاہری و باطنی خزانے موجود ہیں۔ آپ یہ ذکر فرما کر بڑے والہانہ انداز میں رقت انگیز لہجے میں فرمانے لگے۔ ہم اس توجہ کے قابل کہاں تھے؟ یہ تو سرکار آوان شریف کا صدقہ تھا کہ حضرت بابا صاحب اتنے مائل بکرم ہوئے"

علاوہ ازیں حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کثیر تعداد میں اہل اللہ کے مزارات پر حاضری دیا کرتے تھے خصوصاً" حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ سیدی حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ حضرت بابا پیرے شاہ غازی رحمتہ اللہ علیہ کھڑی شریف' حضرت شیخ کبیر الدین شاہدولہ دریائی رحمتہ اللہ علیہ گجرات' حضرت بابا پیر لنگر متصل آوان شریف' حضرت پیر سلیمان پارس رحمتہ اللہ علیہ جہلم' حضرت دیوان حاجی عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ بشندور شریف اور حضرت بابا نوگزا رحمتہ اللہ علیہ متصل برنالہ چکسواری کے ساتھ تو آپ کے روحانی و باطنی تعلق خاطر کی انتہا تھی۔

باؤلی شریف حاضری کے عجیب واقعہ

حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ مزارات مبارکہ پر

حاضر ہوتے تو مراقبہ فرماتے آپ کو وہ روحانی قوت حاصل تھی کہ دوران مراقبہ صاحب مزار سے ملاقات فرماتے۔ آپ کا طریقہ تھا کہ جب آوان شریف حاضری دیتے تو باؤلی شریف بھی جاتے۔ ایک مرتبہ حسب معمول پورے اہتمام کے ساتھ آوان شریف حاضری کے لئے روانہ ہوئے تو باؤلی شریف کے مزارات پر بھی حاضری دی مراقبہ کیا تو تین صاحبان مزار حضرات کرام سے ملاقات ہوئی ان میں سے ایک بزرگ نے پرجلال انداز میں فرمایا تم ہماری مسجد میں نماز نہ پڑھا کرو دوسرے بزرگ فرمانے لگے نہیں کوئی بات نہیں تیسرے بزرگ نے فرمایا وہ اور ہم ایک ہی ہیں آپ فرماتے ہیں مراقبے کا لطف و کیف جاتا رہا۔ طبیعت پر کچھ تکدر سا محسوس ہونے لگا۔ اسی حالت میں آوان شریف حاضری ہوئی تو سرکار غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں سارا ماجرا کہہ سنایا۔ سرکار نے ارشاد فرمایا آپ نے مسجد میں نماز پڑھنے سے منع کرنے والے بزرگ کو پہچانا تھا؟ عرض کی حضور! طبیعت میں کچھ ایسی بے چینی اور پریشانی سی پیدا ہو گئی تھی کہ پہچان نہ سکا۔ سرکار غریب نواز کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد فرمانے لگے وہ حضرت صاحب چڑھدے والی سرکار ہوں گے وہ بڑے جابر ہیں ان کا ارشاد ہو گا کہ آوان شریف کیوں جاتے ہو؟ حضرت صاحب لندے والی سرکار بڑے ہی مقبول الٰہی اور صاحب جمال ہیں وہ جب بھی اپنے متعلقین کے یہاں دورے پر آتے تو اپنی سواریاں یہاں ہی باندھتے اس کے بعد سرکار اعوان شریف نے فرمایا اچھا جب واپس جاؤ تو باؤلی شریف ضرور حاضری دے کر جانا۔ چنانچہ حسب حکم واپسی پر پھر باولی شریف

حاضری دی۔ مراقبہ کیا تو باؤلی شریف کے تمام صاحبان مزارات نے کمل
شفقت اور توجہ سے مالا مال فرمایا۔ اب طبیعت کا سارا غبار دور ہو کر قلبی
فرحت اور روحانی طمانیت حاصل ہوئی۔

غوث زماں حضرت خواجہ حافظ محمد علی رحمتہ اللہ علیہ
کی بعض کرامات ' مکاشفات ' متعلقین نظر عنایت
اور آپ کے فیوض و برکات کا اجمالی تذکرہ

حضرت ثانی رحمتہ اللہ کی کرامات

اولیاء عظام کے وجود اور ان سے کرامات کے صدور پر خود قرآن حکیم اور احادیث نبوی ﷺ شاہد ہیں۔ کرامات میں سب سے بڑی کرامت شریعت مطہرہ کی کامل پابندی ہے جس پر اعلیٰ حضرت باباجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے لے کر آج تک ان کا پورا خانوادہ سختی سے عمل پیرا ہے علاوہ ازیں جس طرح انبیاء کرام علیہم السلام معجزات کے ذریعہ تبلیغ دین اور اپنے مقام کی صداقت عیاں فرماتے رہے اسی طرح اللہ کریم نے اولیاء عظام کو مخلوق کے سامنے حق کو نمایاں کرنے اسلام کی اشاعت و ترویج اور بھٹکی ہوئی انسانیت کو راہ ہدایت پر چلانے کیلئے کرامات کی طاقت عطا فرمائی حضرت خواجہ حافظ محمد علی رحمتہ اللہ علیہ بھی کثیر الکرامات اولیاء کاملین میں سے ہیں جن کے ذریعے آپ نے مخلوق خدا کو راہ ہدایت پر گامزن کیا آپ کی بے شمار کرامات میں سے چند ایک کا مختصر تذکرہ پیش خدمت ہے

بغیر کشتی دریا عبور فرمایا

ماسٹر محمد اعظم صاحب موضع بھڑ کے میرپور کا بیان ہے کہ حافظ غلام محمود نے ان سے ذکر کیا کہ میاں کالو مرحوم نے خود اپنا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک روز شام کے وقت میں اور ایک دوسرا شخص فیض پور شریف حضرت ثانی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھے آپ نے کچھ غور فرمایا اور پھر اچانک ارشاد فرمایا۔ سنگیو چلو ڈھنگروٹ شریف چلتے ہیں۔ میں نے عرض کی حضور! شام ہو چکی ہے ملاح لوگ اس وقت گھروں کو جا چکے ہوں

گے دریا بغیر کشتی اور ملاح کیسے عبور ہو گا۔ اب صبح چلیں گے۔ آپ نے فرمایا۔ میاں کالو ابھی چلنا ہے۔ اللہ پاک کوئی نہ کوئی سبب فرما دے گا حکم پاتے ہی ہم تیار ہو گئے اور حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی معیت میں روانہ ہو گئے اندھیرا زیادہ ہو گیا دور دور تک کچھ نظر نہیں آتا تھا ہم اس فکر میں تھے کہ اللہ خیر کرے اتنی رات گئے جب دریا پر پہنچیں گے تو کیا ہو گا؟ نامعلوم رات دریا کنارے بسر کرنا پڑے انہی خیالات میں چلتے گئے دیکھا کہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ ایک قبر پر رکے اور دعا مانگی ہمیں کچھ بجھائی نہ دیا کیونکہ ہم تو دریا عبور کرنے کے خوف میں مبتلا تھے میں نے عرض کی حضور یہ کس کی قبر پر آپ نے فاتحہ پڑھی؟ آپ نے غور سے مجھے دیکھا۔ مسکرائے اور پھر فرمانے لگے واقعی تم نہایت ناواقف نکلے ہو دیکھا نہیں! یہ قبر حضرت اعلیٰ خواجہ حافظ محمد حیات رحمتہ اللہ علیہ کی ہے۔ اب جو ہم نے غور سے دیکھا تو ہم حیران رہ گئے ہم تو واقعتاً ڈھنگروٹ شریف پہنچ چکے تھے۔ تب مجھے احساس ہوا کہ میرے دل میں سخت تشویش اور دریا عبور کرنے کا خوف اس لئے تھا کہ ہم ادھر توجہ ہی نہ دے سکیں اور حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی معیت میں بغیر کشتی کے آپ کی کرامت کے ذریعے دریا عبور کر لیں اور ہمیں احساس بھی نہ ہو۔

حضرت ثانی رحمتہ اللہ کا ہوا میں پرواز کرنا

اس واقعہ کے راوی صوفی قادر بخش صاحب موضع ڈھانگری بہادر ہیں ان کا بیان ہے کہ جن دنوں حضرت ثانی قبلہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ پرانی جگہ مسجد میں قیام فرمایا کرتے تھے۔ ہمارے گاؤں کا ایک آدمی جو شرارتی ذہن

کا مالک تھا اس نے خیال کیا کہ آپ رات کو اکیلے مسجد میں رہتے ہیں کسی اور کو رہنے کی اجازت نہیں۔ ضرور کوئی ایسی بات ہے اس نے آپ کی ٹوہ لگانی شروع کر دی۔ بدگمانی کی وجہ سے چھپ چھپ کر کھوج لگاتا۔ ایک رات پچھلے پہر اٹھا اور چھپ چھپا کر مسجد میں آپ کو دیکھنے لگا۔ اس نے دیکھا کہ آپ مسجد سے باہر نکلے وضو بنایا پھر اٹھے اور یکایک آسمان کی طرف ہوا میں اڑنے لگے یہ دیکھتے ہی خوف کے مارے پسینے میں شرابور ہو گیا۔ اور سچے دل سے توبہ کر کے بدگمانی کی جگہ اپنے دل میں حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی لافانی محبت و عقیدت لے کر واپس گھر لوٹا۔

مرید کی حالت نزاع میں امداد

چوہدری حاجی محمد ابراہیم صاحب موضع موہڑہ بوہڑی ڈھانگری بہادر اس واقعہ کے راوی ہیں کہ ہمارے گاؤں کا ایک آدمی فیض پور شریف حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گیا آدمی بڑا نیک' پرہیزگار' اور عقیدت مند تھا اتفاق ہے کہ مرید ہونے کے بعد مرشد کی خدمت میں دوبارہ حاضر نہ ہو سکا۔ کچھ عرصہ بعد وہ بیمار ہو گیا بیماری میں شدت آگئی پھر اس کا آخری وقت قریب آگیا۔ ادھر آستانہ عالیہ فیض پور میں حضرت ثانی قبلہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ اچانک اٹھے اور خدمت میں موجود سنگیوں سے فرمایا جلدی کرو فلاں سنگی کے گھر چلنا ہے۔ حکم پاتے ہی سب آپ کی ہمراہی میں روانہ ہو گئے ادھر وہ مرید بالمصفا نزع کی حالت میں مبتلا ہو گیا خاندان اور گاؤں کے لوگ اس کے گھر پر

جمع ہو گئے وہ اچانک لوگوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا ہٹو راستہ چھوڑو میرے پیرو مرشد آ رہے ہیں اس نے نگاہیں دروازے پر لگا دیں سب لوگ حیران تھے کہ حضرت صاحب فیض پور شریف ہیں انہیں کس نے اطلاع دی اور اسے اندر لیٹے اس حالت میں کیسے خبر لگی کہ آپ تشریف لا رہے ہیں لوگ نزع کی بے چینی اور اس کی عقیدت مندی سمجھ کر خاموش ہو گئے لیکن تھوڑی دیر گزری تو لوگوں کے تعجب کی انتہا نہ رہی دیکھا کہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ اپنے احباب سمیت دروازے سے داخل ہوئے اس ارادتمند نے اسی حالت میں بے تابی سے کروٹ بدلی اپنے مرشد برحق کے چہرہ پرجمال پر نظریں جما دیں آنکھوں سے اشکوں کے دو موتی ڈھلکے حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے شفقت کے ساتھ پیشانی پر ہاتھ رکھا۔ سنگی کے لب ھلے اور روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ نماز جنازہ پڑھانے کے بعد آپ واپس تشریف لے گئے تو سنگیوں نے باصرار پوچھا حضور وہ شخص بیعت کی سعادت حاصل کرنے کے بعد کبھی خدمت میں حاضر نہیں ہوا پھر اس کرم کی وجہ؟ آپ نے ارشاد فرمایا دودھ کو جاگ لگائی جائے تو کبھی بہت جلدی دہی بن جاتا ہے اور کبھی ٹائم بھی لگ جاتا ہے۔

حلقہ ذکر میں عجائبات کا ظہور

صوفی محمد سلیمان صاحب موضع ڈومال کا بیان ہے کہ ایک سال شب برات کے موقعہ پر آپ میاں کالو مرحوم کی مسجد میں تشریف فرما ہوئے چند احباب (سنگی) بھی حاضر تھے میں ابھی کم سن تھا اپنے بڑے بھائی میاں محمد

مرحوم کے ہمراہ رات کے وقت محفل میں حاضر ہوا۔ آپ کی زیارت ہوئی۔
پھر حاضرین نوافل پڑھنے میں مصروف ہو گئے رات کا خاصا حصہ گزر گیا تو
محفل ذکر بجی۔ مجھے بھی آداب محفل کے مطابق سیدھا کر کے بٹھا دیا۔ پھر
آپ نے میرے بڑے بھائی کو حکم دیا کہ حضرت پیر سید محمد نیک عالم صاحب
رحمتہ اللہ علیہ کی سی حرفی پڑھیں پھر حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے اہل محفل
پر کچھ ایسی توجہ فرمائی تو ایسی وجدانی کیفیت طاری ہو گئی کہ انسان تو انسان مسجد
کی چٹائیوں ' خس و خاشاک سے بھی اللہ اللہ کی صدا آنے لگی ہوا کے
جھونکوں سے ذکر الٰہی سنائی دیتا درختوں کے پتے ہلتے تو اللہ ہو کی آواز گونجتی
اور پھر پورے دو دن تک مجھ پر وجد و کیف کا یہ عالم طاری رہا۔

دعا سے مال مویشی کی کثرت

ڈہانگری بہادر کی ایک معمر خاتون بیان کرتی ہے کہ ان کی کئی بھینسیں
یکے بعد دیگرے مرگئیں اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ گھر میں کوئی مال مویشی
نہ رہا۔ وہ پریشانی کی حالت میں حضرت ثانی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئی
درد انگیز لہجے میں بڑی عقیدت کے ساتھ عرض کی حضرت صاحب میں نمانی تو
لٹ گئی ذرا لوح محفوظ پر نظر تو ماریں اب کیا کروں؟ آپ نے بڑی شفقت
سے تسلی دی اور فرمایا فاطمہ بی اب ایک بھینس خرید لو اللہ کرے گا اس سے
بڑا فائدہ ہو گا اس خاتون نے اصرار کیا کہ حضور میرے گھر چل کر دعا فرما دیں
آپ نے فرمایا تیرے لئے دعا ہو گئی اس نے بہت ضد کی تو آپ نے اپنے
لخت جگر حضرت قبلہ عالم مولانا محمد فاضل رحمتہ اللہ کو بھیجا انہوں نے خاتون

کے گھر جا کر حسب حکم دعا کی۔ خاتون نے ایک بھینس خرید لی پھر اللہ کے فضل سے بھینسوں اور بھیڑ بکریوں کی اتنی زیادتی ہوئی کہ سنبھالنا دشوار ہو گیا

خواب میں وظیفہ بتا دیا

حضرت کے ایک رشتہ میں بھتیجے حافظ نور عالم صاحب جو ملتان میں مقیم ہیں نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں ایک مشکل میں بری طرح پھنس گیا سخت پریشانی کا عالم تھا بظاہر کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی اسی دوران ایک رات خواب میں حضرت ثانی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت نصیب ہوئی حال احوال پوچھا میں نے خواب میں ہی اپنی پریشان حالی عرض کی آپ نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا "بیٹا بالکل فکر نہ کرو اللہ پاک کرم فرمائے گا۔ پھر ایک وظیفہ پڑھنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ میری آنکھ کھلی تو یوں محسوس ہو رہا تھا کہ سچ مچ حضرت صاحب یہاں تشریف لائے تھے خواب میں بتایا ہوا وظیفہ بھی مجھے یاد تھا میں نے وہ وظیفہ پڑھنا شروع کیا تو چند ہی روز میں میری مشکل حل ہو گئی

خواب میں رہنمائی فرما کر حاجت روائی فرما دی

موضع ڈب سندوعہ وادی سماہنی کے رہنے والے سید منیر حسین شاہ صاحب نے اپنی زبانی بیان کیا کہ ہمارے قریب کے ایک گاؤں کے کچھ لوگوں کے لئے سعودی عرب سے ویزے آئے یہ ویزے چار چار آدمیوں کے دو گروپوں کے لئے تھے ایک گروپ میں تین نوجوان بڑے دیندار شریف اور سیدھے سادے تھے ایک دن ان میں سے طارق حسین ولد پیراں دتہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا شاہ جی آج رات مجھے خواب میں ایک بزرگ کی زیارت

ہوئی ہے انہوں نے مجھ سے فرمایا ہے کہ سید منیر حسین شاہ تمہارے ساتھ کراچی جائیں تو تم تینوں کے ویزے لگ جائیں گے اس لئے آپ کو ہمارے ساتھ کراچی چلنا ہو گا ہم ایک مہینے سے دوڑ بھاگ کر تھک ہار چکے ہیں اب آپ مہربانی فرمائیں اور ہمارے ساتھ چلیں۔ میں نے کہا بھئی میرا نہ کوئی کراچی میں واقف ہے نہ کسی ایجنسی سے رابطہ ہے۔ نہ رشتہ داری میں بھلا وہاں جا کر کیا کروں گا؟ لیکن طارق حسین کو بزرگ کے خواب میں ارشاد پر اتنا پختہ یقین تھا کہ اس نے کہا کچھ بھی نہ سہی آپ کو چلنا پڑے گا۔ آپ چلیں گے تو یقیناً ویزا لگ جائے گا اس نے بہت ضد کی تو والد ماجد نے بھی مجھے فرمایا کہ یہ اتنی منت سماجت کر رہا ہے چلے جاؤ اب مرتا کیا نہ کرتا۔ تیار ہو گیا پہلے تو اپنے بڑے بزرگوں کی قبور پر جا کر دعا مانگی۔ دعا کے دوران میری آنکھوں کے سامنے حضرت خواجہ خواجگان حافظ محمد علی رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت ثالث حضرت خواجہ محمد فاضل رحمتہ اللہ علیہ کا چہرہ مبارک آگیا مجھ پر رقت طاری ہو گئی اور زار و قطار رونے لگا۔ اب تو میرے دل کو بھی یقین ہو گیا کہ اس میں یقیناً کوئی راز ہے چنانچہ ہم چاروں نے کراچی کی تیاری کر لی اور پھر کراچی کے لئے روانہ ہو گئے۔ کراچی پہنچ کر طارق حسین کے ایک رشتہ دار کے پاس رات کو قیام کیا دوسرے دن کچھ لوگوں سے اس معاملہ پر گفتگو ہوئی تو انہوں نے کہا کہ یہ ویزے تو اسلام آباد سے ہی لگ سکتے ہیں یہ سن کر طبیعت سخت پریشان ہوئی۔ نماز عشاء پڑھ کر اوراد و وظائف سے میں فارغ ہوا اور بڑی افسردہ حالت میں سو گیا آدھی رات سے زیادہ گزر چکی ہو گی کہ خواب میں

حضرت ثانی صاحب رحمتہ اللہ کی زیارت ہوئی آپ میرے سرہانے کھڑے ہو کر فرما رہے تھے شاہ جی سوئے ہو یا جاگتے ہو؟ پھر فرمایا ان تینوں کو ساتھ لے کر صبح ایک شخص جس کا نام بابو خادم حسین ہے اور اس کا آبائی گاؤں بھمبر ہے یہاں ریلوے کالونی میں مقیم ہے اس کے پاس چلے جانا کام ہو جائے گا۔ میں اسے محض خیال سمجھا اور پھر سو گیا۔ تھوڑی دیر بعد خواب میں حضرت ثالث خواجہ محمد فاضل رحمتہ اللہ کی زیارت ہوئی آپ نے فرمایا "شاہ جی کیا یقین نہیں آیا؟ جہاں قبلہ عالم نے فرمایا ہے چلے جانا انشاء اللہ ضرور کام ہو جائے گا" اب تو میرے دل میں ایک عجیب سا اطمینان تھا صبح اٹھے ریلوے کالونی پہنچے اور اس آدمی کا نام پتہ پوچھ کر ڈھونڈھ کر اس کے گھر پہنچ گے سلام دعا ہوئی تو فوراً" ہی کہنے لگا میں صبح سے تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا ہمارے تعجب کی انتہا نہ رہی۔ واقفیت نہ اطلاع پھر انتظار کیسا! ہماری حیرانی دیکھ کر کہنے لگا۔ پریشان نہ ہو۔ رات تقریباً دو بجے میں سو رہا تھا کہ اس شکل اور حلیے کے ایک بارعب و باکمال بزرگ خواب میں تشریف لائے تم بھی ان کے ساتھ تھے مجھ سے انہوں نے فرمایا "خادم حسین ان کا کام تمہیں کرنا ہے" اس نے پوچھا تمہیں پتہ ہے اس شکل شباہت کے بزرگ کون ہیں؟ میں نے کہا وہ حضرت خواجہ خواجگان حضرت حافظ محمد علی رحمتہ اللہ ہیں جنہیں لوگ حضرت صاحب ڈھنگروٹ والے کہتے ہیں۔ اب اس کی کیفیت اور اشتیاق دیکھنے کا تھا۔ ہم سے کام پوچھا ہم نے بتایا تو کہنے لگا شاہ صاحب بس اب تمہارا کام ختم۔ اس حکم کی تعمیل میرا فرض ہے تمہیں انشاء اللہ گھر پر اطلاع ملے گی۔ اس نے کچھ

اس جوش عقیدت میں یقین دلایا کہ ہم مطمئن ہو کر لوٹ آئے ابھی ڈیڑھ ہفتہ بھی نہ گزرا تھا کہ تینوں کے ویزے لگوا کر اس نے اطلاع دی اور وہ تینوں سعودی عرب چلے گئے۔

کمرہ از خود روشن ہو گیا

حضرت ثانی قبلہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ایک مخلص مرید ماسٹر حاجی علی محمد انور صاحب ساکن موضع گڑھالدڑ ٹیچنگ ٹریننگ کے لئے افضل پور گئے۔ وہاں ٹریننگ سینٹر کے ہاسٹل میں رہائش پذیر تھے۔ ہاسٹل کے ساتھ ایک مسجد تھی کہتے ہیں میں کبھی نماز مسجد میں ادا کرتا اور کبھی اپنے رہائشی کمرے میں ہی پڑھ لیتا دراصل اپنے کمرے میں نماز ادا کرنے سے ایک عجیب سی روحانی کیفیت طاری ہوتی سکون قلب ملتا اور یوں محسوس ہوتا کہ پیرو مرشد اسی کمرے میں تشریف فرما ہیں۔ بس یہ احساس نماز میں عجیب لطف و سماں پیدا کر دیتا۔ اس لئے میں اکثر اپنے کمرے میں ہی نماز پڑھ لیتا۔ مسجد کے امام صاحب نے مجھے بارہا تنبیہہ کی پہلے تو میں خاموشی سے ٹال جاتا مگر ایک دن نہ جانے کن تصورات میں کھویا تھا کہ مولوی صاحب نے پھر طنزیہ انداز میں ٹوکا میں بے ساختہ بول اٹھا مولوی صاحب کسی روز میرے کمرے میں آ کر تو دیکھیں یہاں کیا جلوے نظر آتے ہیں۔ مولوی صاحب عشاء کی نماز کے بعد میرے کمرے میں آن پہنچے۔ بات چیت ہوتی رہی پھر میں نے کہا آرام کا وقت ہو گیا ہے اب سو جائیں۔ بتی بجھا دی اور ہم دونوں لیٹ گئے کمرے میں ہر طرف تاریکی تھی کچھ دیر بعد مولوی صاحب چیختے شور مچاتے

اٹھ بیٹھے۔ میں نے پوچھا مولوی صاحب کیا ہو گیا مولوی صاحب بڑی گھبراہٹ میں کہنے لگے تمہیں دکھائی نہیں دیتا کمرہ روشنی سے جگمگا رہا ہے اور وہ سامنے ایک سفید ریش بزرگ تشریف فرما ہیں میں نے مولوی صاحب کا یقین پختہ کرنے کے لئے کہا مولوی صاحب مجھے تو کچھ نظر نہیں آتا یہ کیا کہہ رہے ہو؟ مولوی صاحب بار بار کہتے تم اندھے ہو یہ روشنی اور یہ حضرت صاحب نظر نہیں آتے! پھر کچھ دیر کے بعد یہ کیفیت ختم ہو گئی تو مولوی صاحب کہنے لگے تم سچ کہتے تھے تمہارے مرشد کی تم پر بڑی نظر کرم ہے۔

توجہ سے مشائخ کی زیارت کرادی

حضرت ثانی رحمتہ اللہ کے ایک ارادتمند مرید خاص چوہدری محمد لطیف موضع کھوت سنگوٹ کا بیان ہے کہ مجھے پیرو مرشد نے ارشاد فرمایا کہ پیر کے دن قطب وقت حضرت سید نیک عالم شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے دربار میں گوڑھا سیداں شریف حاضر ہوا کرو آپ کے ارشاد کے مطابق میں نے حاضریاں شروع کر دیں۔ کافی عرصہ گزر گیا ایک دن دل میں خیال آیا کہ حضرت صاحب تو شاہ صاحب کی بڑی تعریف فرماتے ہیں لیکن مجھے مزار پر حاضریاں دیتے اتنا عرصہ گزر گیا کبھی زیارت بھی نہیں کرائی۔ اسی رات واپس گھر آ کر رات کو سویا تو قسمت بیدار ہو گئی کیا دیکھتا ہوں کہ عالم خواب میں حضرت پیرو مرشد خواجہ محمد علی صاحب رحمتہ اللہ علیہ حضرت سید نیک عالم شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت اعلیٰ خواجہ حافظ محمد حیات رحمتہ اللہ علیہ اور عارف کھڑی حضرت میاں محمد بخش رحمتہ اللہ علیہ میرے کمرے میں

تشریف لائے ہیں کمرہ نور سے بھر گیا ہے میں اٹھنے کی کوشش کرتا ہوں مگر اٹھ نہیں سکتا۔

دلی خیال پر اطلاع اور نصیحت

صوفی قادر بخش ڈھانگری بہادر اپنا ایک ذاتی واقعہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ ابتدائی دور میں ایک مرتبہ میں اپنے پیرو مرشد قبلہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ہمراہ مختلف مزارات مقدسات کی زیارت کے لئے گیا۔ قبلہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے کمال شفقت فرمائی اس سفر میں صرف میں ہی آپ کے ہمراہ تھا ہم متعدد مزارات پر حاضر ہوتے گئے ہر صاحب مزار کا اپنا ایک جداگانہ رنگ تھا جس سے ہم متمتع ہوتے رہے سفر بہت دشوار تھا سفر کا بیشتر حصہ پیدل ہی طے کیا۔ لیکن اس کے باوجود مزارات پر حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی معیت میں حاضری کا کچھ کیف و سرور ایسا تھا کہ تھکان کا ذرہ برابر احساس نہیں تھا ہر مزار پر جب حاضری دیتے تو قلبی تسکین اور روحانی طور پر قوت و طاقت میں کچھ اضافہ ہی ہوتا جاتا ان اولیاء کرام کی عظمت کا کچھ ایسا سکہ میرے دل میں بیٹھا جا رہا تھا کہ میں صرف محسوس کر سکتا تھا بیان نہیں کر سکتا۔ ایک مقدس و متبرک مزار پر حاضری دے کر ہم اگلی منزل کی جانب روانہ ہوئے تو میں اپنے خیال میں محو یہ سوچتا جا رہا تھا کہ یہ صاحب مزار تو بہت ہی بلند پایہ ہستی ہیں ان کے مرتبہ و مقام کو کون چھو سکتا ہے! ابھی میرے دل میں یہ کیفیت پیدا ہی ہوئی تھی کہ قبلہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اچانک رک کر میری جانب غور سے دیکھا اور فرمایا "بیٹا صرف اپنے

باپ کی جائیدار کا وارث ہوا کرتا ہے دوسروں کی مہربانی ہے وہ نظر کرم کریں یا نہ کریں۔ یہ ان کی صوابدید پر منحصر ہے میں یہ الفاظ سنتے ہی دم بخود رہ گیا۔ تڑپ اٹھا۔ میرے جذبات محبت و عقیدت کا عجب عالم تھا۔ میں اس بات پہ نازاں بھی ہوں اور رب ذوالجلال کا شکر ادا کرتا ہوں۔ کہ اس نے مجھے اتنے بلند پایہ مرشد عطا فرمایا جو اپنے ارادتمند کے ظاہر پر ہی نہیں باطنی احوال اور قلبی خیالات پر بھی نظر رکھتا ہے۔ دراصل یہ تنبیہہ تھی کہ بے شک یہ سب اولیاء اللہ مقربین بارگاہ ایزدی قیم نعمت الہٰی اور ذریعہ وصل بارگاہ نبوی ہیں لیکن مرید کو یہ سب انعامات صرف اور صرف اپنے پیرومرشد سے ہی حاصل ہوتے ہیں اس لئے اس کی عقیدت و نسبت اسی کے قدموں تک ہونی چاہئے۔

حکم عدولی کی غائبانہ اطلاع

آپ کے ارادتمندوں میں ڈاکٹر محمد عبداللہ انصاری کا بیان ہے کہ مجھے قبلہ حضرت صاحب کا حکم تھا کہ مریضوں سے مناسب دام وصول کیا کرو زیادہ سے زیادہ پانچ روپے میں آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے بہت مناسب دام وصول کرتا تھا۔ پانچ روپے سے زیادہ تو کبھی کسی مریض سے وصول نہیں کئے تھے پیرومرشد کی توجہ اور دعا کی برکت تھی اللہ پاک نے میرے ہاتھ میں شفا بھی بہت رکھی تھی دور دور تک میری شہرت پھیل گئی اور لوگ علاج کے لئے آنے لگے۔ ایک دن ڈڈیال کی کچھ خواتین دوائی لینے کے لئے میرے مطب میں میرپور آئیں میں نے تشخیص کے بعد دوائی دی اور حسب حکم مرشدان

سے پانچ پانچ روپے وصول کیے عورتیں کسی امیر گھرانے کی تھیں کم قیمت دوائی کو معمولی سمجھیں۔ قریب ہی ایک صراف کی دکان تھی اس پر گئیں اور دکاندار سے کہنے لگیں ڈاکٹر کی بڑی شہرت سن کر اتنی دور سے ہم لوگ آئے مگر ڈاکٹر میں تو کوئی کمال نظر نہیں آیا یہ معمولی سی دوائی دی ہے اس سے زیادہ تو ہمارا کرایہ خرچ ہو گیا ہے اس سے بھلا کیا فائدہ ہو گا؟ دوسری کہنے لگی چلو کوئی بات نہیں ہم نے تفریح کر لی دوائی پھینک دیں گے صراف نے ان کے اٹھنے کے بعد مجھے آ کر بتایا اور کہا کہ ڈاکٹر صاحب ان کی دوائی تبدیل کر کے دو اور اچھے خاصے دام وصول کرو تاکہ انہیں یقین آ جائے۔

تھوڑی دیر کے بعد میں نے اپنا آدمی بھیجا وہ عورتیں ابھی بازار میں ہی تھیں انہیں بلا لایا۔ میں نے کہا شکر ہے تم مل گئیں۔ دراصل تمہارا نسخہ تبدیل ہو گیا تھا اور غلطی سے دوسرے کی دوائی تمہیں دیدی۔ میں نے دوبارہ انہیں چیک کیا پھر تھوڑے سے ردوبدل کے بعد وہی دوائی دی کیونکہ ان کے مرض کی دوا وہی تھی پھر ان سے پندرہ روپے وصول کیے۔ عورتیں مطمئن ہو کر چلی گئیں۔ میں شام کو حسب عادت حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے مجھے دیکھتے ہی سخت لہجے میں فرمایا "تمہیں منع بھی کیا تھا پھر بھی لوگوں سے زیادتی کرتے ہو! خبردار آئندہ ایسا نہ کرنا اور ان عورتوں سے زائد وصول کردہ پیسے غریبوں میں تقسیم کر دو"

گاڑی پھر کبھی نہ چل سکی

حضرت ثانی رحمتہ اللہ کے خاص مقرب مریدین میں سے ایک نام

قاضی محمد زمان صاحب موضع دبلیاہ نرماہ والوں کا ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میرے پیرو مرشد نے مجھے حکم فرمایا کہ چلو حضرت پیرے شاہ غازی رحمتہ اللہ علیہ کے دربار میں کھڑی شریف آپ کے ہمراہ حاضری دی۔ پھر واپس میرپور کے لئے پیدل ہی روانہ ہوئے۔ ریتل کھڈ نامی نالے کے پل پر پہنچے تو وہاں ایک ٹیکسی کھڑی دیکھی میں نے عرض کیا حضور! اجازت ہو تو ٹیکسی والے سے بات کروں کرایہ لے کر ہمیں میرپور چھوڑ آئے۔ آپ نے فرمایا اچھا بات کر لو۔ میں نے ٹیکسی ڈرائیور سے جا کر کہا کہ بھائی کرایہ لے لو اور ہمیں میرپور چھوڑ آؤ اس نے بڑی بے رخی اور کرخت لہجے میں کہا میری گاڑی خالی نہیں۔ آپ نے ایک بھرپور نگاہ ٹیکسی پر ڈالی اور فرمایا اسے کھڑی رہنے دو۔ تم چلو ہم چلتے ہیں۔ ہم پیدل چل کر میرپور پہنچ گئے۔ پھر اس کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ ٹیکسی اس مقام پر کھڑی ہے۔ کافی عرصہ تک میں اسے وہیں کھڑی دیکھتا رہا۔ وہ کھڑی کی کھڑی ہی رہی پھر کبھی نہ چل سکی مدتوں بعد نہ جانے اسے وہاں سے کس نے ہٹایا اور اسے کون کہاں لے گیا! مگر اللہ نے اپنے ولی کے الفاظ کو پورا فرما دیا۔

آپ کی برکت سے گائے کا دودھ دینا

چوہدری محمد لطیف صاحب موضع سنگوٹ نے یہ واقعہ بیان کیا ایک مرتبہ میرے ایک ساتھی چوہدری محمد قربان اور میں قبلہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ہمراہ حضرت پیرے شاہ غازی دمڑیاں والی سرکار رحمتہ اللہ کے عرس میں شرکت کے لئے کھڑی شریف حاضر ہوئے رات کو عشاء کی نماز کے

بعد مسجد میں قیام کیا۔ چائے کی طلب ہوئی تو ارشاد فرمایا کہیں سے دودھ لاؤ چائے پئیں گے چوہدری محمد قربان مسجد کے قریبی محلے میں گئے وہاں حضرت میاں محمد بخش رحمتہ اللہ کے خاندان کے کچھ افراد رہتے تھے چوہدری صاحب نے ایک گھر سے دودھ مانگا ایک عمر رسیدہ خاتون نے جواب دیا "بیٹا دودھ یہاں کہاں؟ ایک ہی گائے ہے جس نے بہت دن ہو گئے دودھ دینا بند کر دیا ہے چوہدری صاحب نے کہا "بڑی بی تم اللہ کا نام لے کر اسی گائے سے دودھ نکالنے کی کوشش تو کرو۔ دودھ پیر صاحب کے لئے لے جانا ہے گائے ضرور دودھ دے گی" بڑھیا بھی کوئی بڑے پکے عقیدے اور یقین کی مالک تھی پیر صاحب کا نام سنتے ہی بڑے ادب سے اٹھی اور گائے کے تھنوں سے دودھ نکالنے بیٹھ گئی اللہ کی قدرت کہ گائے نے دودھ اتار دیا۔ بڑی بی نے اسے اللہ کے ولی کی کرامت سمجھا اور دودھ نکال کر بڑی محبت اور عقیدت سے پیش کیا چوہدری صاحب اپنے پیر و مرشد کی کرامت پر محبت و عقیدت سے جھومتے ہوئے دودھ لے کر خوشی خوشی مسجد میں داخل ہوئے۔ ابھی کچھ کہنے بھی نہ پائے تھے کہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا "اگر گائے دودھ نہ دیتی تو تمہارے پیر کدھر جاتے؟ ایسے کام نہ کیا کرو ایسی آزمائش نہیں کرنی چاہئے۔

حاجت بر آری کا عجیب واقعہ

حاجی جان محمد صاحب جو آج کل B-3 میرپور میں سکونت پذیر ہیں ان کا بیان ہے کہ یہ واقعہ میرے والد کے ساتھ پیش آیا اور انہوں نے خود بار

مجھے بتایا کہ ایک دفعہ میں بہت مقروض ہو گیا غربت کا زمانہ تھا قرض ادا کرنے کی بظاہر کوئی صورت نہ تھی میں انتہائی مجبور اور پریشان ہو کر پیرو مرشد قبلہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی پریشانی کا دکھڑا سنایا۔ آپ کچھ دیر خاموش رہے سر مبارک جھکا ہوا تھا تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھایا مجھے ارشاد فرمایا تم دینہ چلے جاؤ وہاں سے گاڑی پر بیٹھو اور جہلم کالو والا اسٹیشن پر اتر کر بائیں طرف چلے جانا کچھ دور جا کر گھنے درختوں کے جھرمٹ میں ایک بزرگ کا مزار ہے بس تم وہاں حاضر ہو جاؤ اللہ پاک خیر کرے گا" میں فوراً اٹھا اور بتلائے ہوئے مقام پر جا پہنچا مزار پر حاضری دی مزار سے ملحقہ مسجد میں مغرب کی نماز پڑھی۔ دوسرے نمازی فارغ ہو کر اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے میں تنہا بیٹھا رہ گیا۔ ایک نمازی آخر میں آیا اس نے نماز پڑھی اور پھر مجھ سے پوچھا کہ تم کس کے مہمان ہو؟ میں نے کہا میں اللہ کا مہمان ہوں (یعنی مسافر ہوں) وہ آدمی مجھے اپنے ساتھ گھر لے گیا گھر کچھ فاصلے پر تھا عشاء کی نماز گھر پر پڑھی میری خاطر مدارات کی رات کو سونے سے پہلے کہنے لگا میں ریلوے میں ملازم ہوں اس لئے صبح جلدی ڈیوٹی پر چلا جاؤں گا تم ناشتہ کر کے آرام سے جانا میں نے گھر والوں کو بتا دیا ہے مجھ سے صبح تمہاری ملاقات نہیں ہو سکے گی۔ میں اپنی پریشانی میں تھا حضرت صاحب کے حکم کا تجسس بھی تھا رات کو سو گیا ابھی سحری کا وقت ہوا تھا کہ اس شخص نے مجھے آ کر اٹھایا۔ اور ایک رومال میں کوئی چیز بندھی ہوئی مجھے دے کر کہنے لگا بھائی یہ تمہاری امانت ہے جو صاحب مزار کے حکم سے تمہیں دے رہا ہوں یہ بہت بڑی ہستی کے مالک

ہیں ان کا مجھ پر بڑا کرم ہے انہی کی دعا سے میرے دو بیٹے فوج میں اعلیٰ عہدوں پر فائز ہوئے ہیں۔ اور میں یہ انہی کے حکم سے تمہیں دے رہا ہوں" میں رومال کی گٹھڑی لے لی وہ شخص فوراً ڈیوٹی چلا گیا میں نے رومال کھولا تو اندر چاندی کے پورے ایک سو روپے بندھے ہوئے تھے۔ اور اتنا ہی مجھ پر قرض تھا میں وہ رقم لے کر واپس آیا اور قرض ادا کیا۔ حاجی جان محمد کا کہنا ہے کہ میرے والد یہ واقعہ سنا کر اکثر فرمایا کرتے تھے کہ یہ اللہ والے بڑے لجپال ہوتے ہیں ان کا اپنا ایک نظام ہوتا ہے اور یہ اپنے غلاموں کی ہر حال میں دستگیری فرماتے ہیں۔

مرید کو قطعہ اراضی دلوا دیا

اس واقعہ کے راوی بھی الحاج صوفی جان محمد صاحب ہیں کہ ڈھنگروٹ شریف کے صوفی غلام نبی مرحوم حضرت ثانی صاحب کے رشتہ دار بھی تھے اور بہت عقیدت مند اور منظور نظر بھی۔ صوفی صاحب فوج میں ملازم تھے تھوڑا ہی عرصہ ملازمت کی تھی کہ ان کا ایک بازو کٹ گیا اور فوج سے ڈسچارج ہو گئے پینشن کل دس روپے منظور ہوئی۔ صوفی صاحب نے بارہا حضرت ثانی رحمتہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی حضور میں بہت غریب بھی ہوں اور معذور بھی ہو گیا ہوں میرا گزارہ کیسے ہو گا؟ آپ فرماتے بھئی میں کیا کہ سکتا ہوں۔ ایک روز میں نے ایسے پردرد انداز میں اپنی التجا پیش کی کہ آپ کا دریائے کرم جوش میں آگیا فرمایا "اچھا تم اپنے پلاٹون کمانڈر کو ایک درخواست لکھ بھیجو میں نے عرض کی حضور اس کا کیا فائدہ! میرے حقوق

جو بنتے تھے وہ تو مل چکے ہیں۔ فرمایا بس تمہیں جو کہا ہے وہ کرو میں نے ایک درخواست میں اپنے سابقہ پلاٹون کمانڈر کو اپنی پتا لکھ بھیجی ابھی دو ہفتے ہی گزرنے پائے تھے کہ ایک سرکاری اہلکار آیا اور کہا کہ تمہارا سابقہ پلاٹون کمانڈر جہلم کے دورے پر آیا ہوا ہے اور تمہیں فورا پیش ہونے کا حکم دیا ہے میرے دل میں طرح طرح کے خیالات کروٹ لینے لگے نہ جانے میری درخواست پر ناراضگی کا اظہار کر کے کوئی کاروائی کرے گا یا اس پر ہمدردانہ غور! میں تیار ہو کر جہلم پہنچا تو متعلقہ افسر نے فورا طلب کیا میں پیش ہوا تو مجھے بڑی گہری نظر سے دیکھا کچھ خاموشی کے بعد مخاطب ہوا غلام نبی تم کون اور کیا شے ہو؟ تمہاری درخواست کا کیا معاملہ ہے؟ میری تو سمجھ میں نہیں آتا! جہاں جاتا ہوں جس فائل کو اٹھاتا ہوں تمہاری درخواست اسی کے اوپر ہوتی ہے میرے کانوں میں اپنے محسن قبلہ حضرت صاحب ڈھنگروٹ شریف کے الفاظ کی سنسناہٹ آ رہی تھی بس تمہیں جو کہا ہے وہ کرو دل میں عقیدت کا ایک طوفان اور آنکھوں میں جھلمل کرتے آنسو تھے متعلقہ افسر نے قلم اٹھایا اور کہا اچھا لو بورا منڈی ملتان میں یہ زرخیز اور نفیس اراضی پر مشتمل مربع تمہارے نام الاٹ کیا جاتا ہے جس غلام نبی کا بازو بھی ایک اور آگے ذریعہ معاش بھی کچھ نہ تھا ولی کامل کی ایک نظر سے وہی غلام نبی ایک مربع زمین کا مالک بن گیا۔

ڈوگرہ اہلکار کی نگاہوں پر پردہ

یہ ڈوگرہ راج کے دور کی بات ہے جب ہندو ساہوکار اور ڈوگرہ

حکومت ایک منظم پروگرام کے تحت مسلمانوں کو تباہ حال کر کے ریاست چھوڑنے پر مجبور کر رہے تھے ہوتا یوں کہ ہندو ساہوکار مسلمانوں کو قرض دیتے اور پھر سود در سود کے جال میں پھنسا کر چند روپے کے عوض سرکار کی سرپرستی میں مقروض مسلمانوں کے مال و اسباب اور جائیدادیں ہتھیا لیتے۔ حضرت ثانی رحمتہ اللہ کے ایک مرید حاجی عبدالکریم موہڑہ بوہڑی والا ڈھانگری بہاور کے رہنے والے ہیں انہوں نے آپ بیتی سناتے ہوئے بتایا کہ میرے والد مرحوم بھی حضرت کے مرید تھے ان کے ذمہ ایک ہندو ساہوکار کا تھوڑا سا قرض تھا جو بروقت ادا نہ ہو سکا اس مجبوری سے فائدہ اٹھا کر ہندو ساہوکار نے ڈوگرہ حکومت کی سرپرستی میں ہماری کل جائیداد منقولہ ضبط کر کے حاصل کرنے کا پروگرام بنایا۔ اور ایک مقررہ دن سرکاری اہلکار لے کر عملی کاروائی کے لئے ہمارے گاؤں کی طرف روانہ ہوا ہمیں کسی طرح اطلاع ہو گئی تو ہم نے اپنا مال مویشی وغیرہ دوسرے گاؤں منتقل کر دیا۔ ہندو بنیا اور سرکاری کارندہ خالی گھر دیکھ کر چلے گئے اور میرے والد قرض کی ادائیگی کے لئے دوڑ دھوپ کرنے لگے اور اسی سلسلے میں ایک روز ایک دوسرے گاؤں چلے گئے۔ کسی حاسد نے ہندو ساہوکار سے جا کر بتایا کہ آج امام دین دوسرے گاؤں گیا ہے اور اس کا سب مال مویشی گھر پر موجود ہے اگر تم آج ہمت کرو تو کام بن جائے گا۔ ہندو بنیا سرکاری اہلکار ساتھ لے کر فوراً روانہ ہوا ادھر میرے والد امام دین کو بھی دوسرے گاؤں میں ہی اطلاع مل گئی مگر وہ اتنے فاصلے پر تھے کہ نہ تو ساہوکار سے پہلے پہنچ سکتے تھے اور نہ کوئی اور صورت بن سکتی تھی اسی

پریشانی کے عالم میں گاؤں کی طرف روانہ ہوئے راستے میں میاں کالو مرحوم کی
مسجد میں حضرت پیر و مرشد تشریف فرما تھے۔ سخت گھبراہٹ اور پریشانی کی
حالت میں خدمت میں حاضر ہوئے حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے دیکھتے ہی
مسکرا کر فرمایا "امام دین بہت پریشان ہو کیا ماجرا ہے؟" میرے والد نے سارا
واقعہ عرض کیا تو آپ نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں فرمایا "امام دین تم بالکل
فکر نہ کرو آرام سے گھر جاؤ اللہ ہمارے ساتھ ہے ہندو ساہوکار تمہارا کچھ
نہیں بگاڑ سکتا" یہ کلمات سننا تھے کہ میرے والد بالکل مطمئن ہو گئے اور
بڑے آرام و سکون سے گھر کی طرف چل پڑے ادھر ہندو ساہوکار اہلکار ساتھ
لے کر صبح ہی صبح مچلتا اتراتا گھر کے دروازے پر آن ٹپکا میری والدہ دہی سے
لسی بنا رہی تھیں۔ ہمارا بہت بڑا مکان پورے کا پورا مال مویشی سے بھرا پڑا
تھا۔ والدہ نے انہیں دیکھا تو ہوش اڑ گئے ہندو ساہوکار اور سرکاری اہلکار نے
آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ کھڑاک سے اندر داخل ہوئے اور سیدھے اس حصے میں چلے
گئے جہاں مال مویشی بندھا تھا میری والدہ سراسیمگی اور پریشانی کی حالت میں
اپنی جگہ بیٹھی دیکھتی کی دیکھتی رہ گئیں وہ دونوں مکان کے اندر چاروں طرف
گھومتے اور ڈھونڈتے رہے لیکن انہیں اپنے سامنے بندھا ہوا مال مویشی نہ
نظر آیا نہ محسوس ہوا۔ ڈھونڈ ڈھانڈ کر باہر نکلے تو ہمارے ہی گاؤں کے رہنے
والے اس مخبر کو بے نقط سناتے واپس چلے گئے کہ اس نے جھوٹ بول کر
ہمیں خواہ مخواہ خوار کیا۔ لیکن انہیں کیا معلوم یہ سب پیرو مرشد کا کرم و صدقہ
اور انہیں اللہ کی دی ہوئی طاقت کا مظہر تھا

مریض کو شفا مل گئی

صوفی محمد ایوب مرحوم موضع زملہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں حضرت ثانی رحمتہ اللہ کی خدمت میں فیض پور شریف حاضر تھا کہ آپ کی خدمت میں کوٹلی سے ایک شخص حاضر ہوا۔ جس کے جسم پر پھوڑے اور زخم تھے اور پیپ اور خون بہہ رہا تھا جسم کا کوئی حصہ سالم نہ تھا اس نے بڑے درد بھرے لہجے میں عرض کی حضور! جہاں جہاں کسی نے بتایا علاج کرایا کوئی حکیم ڈاکٹر نہیں چھوڑا مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا دوا سے تو کچھ نہیں ہوا اب دعا کے لئے خدمت میں حاضر ہوا ہوں آپ حسب عادت کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمایا "سنگیا فکر نہ کر اللہ پاک خیر کرے گا" آپ نے اسے صابن دیا اور فرمایا جاؤ دربار کے غسل خانے صاف کرو۔ اس نے صابن لیا اور بڑی محنت سے غسل خانے صاف کرنے لگا جب تمام غسلخانے مکمل طور پر صاف کر چکا اور واپس خدمت میں حاضر ہوا تو اس کے جسم کے تمام پھوڑے اور زخم ختم ہو کر جسم بالکل تندرست اور صاف ستھرا ہو چکا تھا یوں محسوس ہوتا تھا کہ اسے کبھی یہ بیماری لگی ہی نہیں۔

آسمان کی جانب دیکھتے ہی بارش برسنے لگی

اس واقعہ کے چشم دید گواہ حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے شاگرد اور مرید خاص صوفی محمد حسین موضع پھمیاڑی والے ہیں صوفی صاحب کا کہنا ہے کہ میری عمر ابھی کوئی زیادہ نہ تھی میں حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ سے پڑھتا تھا ایک مرتبہ آپ نے ہمارے علاقے کا دورہ فرمایا۔ مجھے ساتھ چلنے کا حکم دیا۔

میں بھی ساتھ تھا اپنے گاؤں پہنچے۔ شدید گرمی کا زمانہ تھا۔ آپ نے مجھے ساتھ لیا اور فرمایا محمد حسین چلو تالاب پر کپڑے دھولائیں۔ چلملاتی دھوپ میں ہم قریبی تالاب پر پہنچے تو دیکھا کہ وہ خشک پڑا ہے۔ قریب ہی بن رانی ایک اور تالاب تھا وہاں پہنچے تو وہاں بھی پانی نہ تھا پھر ایک تیسرے مقام بن نادر شاہ کے تالاب پر گئے مگر وہ بھی سوکھا پڑا تھا یہ دیکھ کر حضرت ثانی رحمتہ اللہ کے چہرہ مبارک پر کچھ ملال کے آثار نمودار ہوئے کھڑے کھڑے نگاہ بھر کر آسمان کی طرف دیکھا تو رحمت باری جوش میں آگئی میں یہ سماں دیکھ کر عش عش کر اٹھا کہ آناً" فاناً" چند لمحات میں بھری دوپہر میں آسمان پر بادل اکٹھے ہو گئے اور ہم ابھی تالاب سے چند قدم دور نہ جانے پائے تھے کہ شدید طوفانی بارش شروع ہو گئی ساتھ اولے بھی پڑنے لگے ہم بھاگم بھاگ قریبی مسجد میں پہنچے۔ پورا علاقہ جل تھل ہو چکا تھا۔ میں کچھ گھبراہٹ اور کچھ فرط عقیدت میں رونے لگا مسجد میں پہنچ کر پیرو مرشد رحمتہ اللہ علیہ اپنے کپڑے نچوڑتے جاتے اور مجھے فرماتے خاموش ہو جاورنہ یہ بارش بند نہیں ہو گی۔

زندگی دوبارہ لوٹادی

اس حیرت انگیز واقعہ کے راوی اور عینی شاہد میاں بگا مرحوم موضع گرہ ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ میاں شاہ محمد پرائی والے کم سنی میں ہی یتیم ہو گئے تھے ان کی والدہ انہی کے سہارے زندہ تھیں ننھے شاہ محمد نے نوجوانی کی حدوں کو چھوا تو بوڑھی ماں کے دل میں لخت جگر کے سر پر سہرا سجانے کا ارمان مچلنے لگا ادھر اس کی تیاری کرنے لگی اور دوسری طرف میاں شاہ محمد کو بخار نے آن لیا

پھر بخار معیادی بخار میں تبدیل ہو گیا پھر ایک دن بیماری رنگ لائی اور میاں
صاحب عالم فانی سے بظاہر کوچ کر گئے جواں مرگ نے بوڑھی اور بیوہ ماں پر
قیامت ڈھادی اس کی حالت غیر ہو گئی۔ ایک عقیدت مند حضرت ثانی رحمتہ
اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی حضور شاہ محمد کا جنازہ آپ پڑھا دیں
اور پتہ نہیں اس کی بوڑھی ماں کا بھی ساتھ ہی پڑھانا نہ پڑ جائے۔ آپ نے
کچھ توقف فرمایا اور خلاف معمول فرمانے لگے جاؤ تم تیرہ سنگی (پیر بھائی) میت
کے گرد بیٹھ کر گیارہ گیارہ مرتبہ سورہ یٰسین شریف پڑھو اور پھر اگر ضروری ہوا
تو مولوی سید محمد کنھٹی والے یا کوئی اور صاحب جنازہ پڑھا دیں گے ادھر غسل
اور کفن دے کر جنازہ پڑھانے کے لئے آپ کی انتظار تھی مخلوق خدا جمع تھی
جب قاصد واپس آیا اور حضرت صاحب کا حکم سنایا تو حسب حکم تیرہ افراد نے
وضو کیا جنازے کی چارپائی کے گرد بیٹھ کر سورہ یٰسین پڑھنا شروع کی ابھی
انہوں نے گیارہ گیارہ مرتبہ پوری نہ پڑھی تھی کہ شاہ محمد کی نوجوان لاش میں
حرکت محسوس ہوئی پاس ہی بوڑھی ماں سکتے کی حالت میں کھڑی تھی اس
حرکت کو دیکھ کر میت سے لپٹ گئی کہنے لگی میرا شاہ محمد زندہ ہے لوگوں نے
نبض اور دل پر ہاتھ رکھا تو جسم پھر بے حس و حرکت تھا سنگیوں نے جوں ہی
گیارہ گیارہ مرتبہ سورہ یٰسین کی تلاوت مکمل کی شاہ محمد جنازے کی چارپائی پر
کفن پہنے ہوئے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ جو لوگ جنازے میں آئے تھے وہ اس
کرامت ولی پر حیران و سرگرداں تھے بوڑھی ماں کی کیفیت بھی دیدنی تھی میاں
شاہ محمد آنکھیں مسل کر کہنے لگے میری آنکھوں کے آگے دھند ہے کچھ صاف

دکھائی نہیں دیتا پھر آنکھوں کی یہ کیفیت ہمیشہ رہی۔ میاں شاہ محمد طویل عمر تک زندہ رہے صاحب اولاد ہوئے اور حضرت ثانی رحمتہ اللہ سے کمال انس و محبت قائم رہا

سچ ہے کہ

اولیاء راہست قدرت از الہ
تیر گشتہ باز گردانند ز راہ

بیماری ایک دم ختم ہو گئی

حضرت صاحب کے منظور نظر مرید محمد شریف صاحب جنہیں آپ شفقت سے قندوخان کہتے تھے وہ آپ کے پڑوس میں رہتے تھے انکے بیٹے محمد یٰسین نے بیان کیا کہ میں ابھی کم سن تھا میری بڑی بہن انتقال کر گئی چند دنوں بعد میری چھوٹی بہن بھی بیمار ہو گئی۔ اور انتہائی لاغرو کمزور ہو گئی سب گھر والوں کو پریشانی لاحق ہو گئی میں نے اپنی بہن کو اٹھایا اور حضرت ثانی صاحب رحمتہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر دم کرنے کی درخواست کی۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا اسے قربانی دیدو۔ میں ابھی بچہ تھا مجھے بڑا دکھ ہوا عرض کی حضور بڑی بہن مر گئی اور آپ فرما رہے ہیں اسے بھی قربانی دیدو۔ میں تو دم کرانے لایا ہوں۔ آپ نے ایک ٹوکرے میں پڑے ہوئے ست برگے کے کچھ پھول دیئے اور فرمایا جاؤ اسے گھر جا کر کھلا دینا میں ناسمجھ تھا جذباتی ہو گیا اور پھول نیچے پھینک کر کہا لوگوں کو دم کرتے اور تعویز دیتے ہیں اور مجھے پھول' میں ہار

بنا کر گلے میں ڈالوں؟ اس وقت حاجی فضل کریم بوعہ والے بھی بیٹھے تھے انہوں نے عرض کی حضور یہ بچہ ہے دم کے لئے ضد کرتا ہے آپ نے شفقت سے دیکھا پھر دم کیا پھر فرمایا وہاں سے دو رس اٹھا کر لے جاؤ اسے کھلا دینا انشاء اللہ ٹھیک ہو جائے گی میں اجازت لے کر اٹھا دروازے سے نکلا تو میری بہن نیچے اتر گئی اور دوڑتی ہوئی گھر پہنچ گئی گھر والے بھی سب حیران ہوئے کہ یہ بچی جو کھڑی نہیں ہو سکتی تھی تھوڑی دیر پہلے اٹھا کر لے گیا تھا ایک دم کیسے ٹھیک ہو کر بھاگتی ہوئی آگئی ایسا لگتا تھا کہ یہ کبھی بیماری ہوئی ہی نہیں۔ میں نے گھر والوں کو خوشی اور فخر سے سارا واقعہ سنایا تو والد صاحب نے افسوس بھرے لہجے میں فرمایا "بیٹا تو پھول کیوں نہ لایا" میں نے پھر کہا واہ کیا ہار بنا کر گلے میں ڈالتا۔ پھول لے آتا اور دم نہ کراتا۔ والد صاحب نے کہا بیٹا تو نا سمجھ ہے تجھے ان پھولوں کی قدر و قیمت کیا معلوم!

دعا سے دو فرزند عطا ہوئے

آپ سرکار کے شاگرد اور مرید میاں شاہ محمد موضع بوعہ اپنی سرگذشت اس طرح بیان کرتے ہیں کہ میرے یکے بعد دیگرے تین بچے وفات پا گئے پھر عمر بھی بڑھاپے کی آگئی اب مزید اولاد کی بھی امید نہ تھی ہر وقت فوت شدہ بچوں کا غم اور ناامیدی میں گھرا رہتا۔ ایک دن نہ جانے کیا خیال آیا کہ ایک دنبہ لے کر حضرت ثانی صاحب رحمتہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ اور خدمت میں پیش کر کے عرض کی حضور اس دنبے کے دو حصے ہیں ایک آپ کا اور ایک مولوی صاحب (حضرت کے لخت جگر حضرت ثالث صاحب رحمتہ اللہ

علیہ) کے لئے ہے حال احوال پوچھا تو میں نے عرض کیا حضور یکے بعد دیگرے تین بچے فوت ہو گئے ہیں اب عمر بھی آخر کو آ گئی ہے بڑھاپے کی کس مپرسی کا خوف بھی ہے بس میرے حق میں دعا فرمایئے۔ میں نے کچھ پر درد لہجے میں اپنی بپتا سنائی کہ حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ بڑی دیر تک بالکل خاموش رہے اسی کیفیت میں محفل ختم ہو گئی رات کو نماز عشاء کے بعد حضرت ثالث خواجہ پیر محمد فاضل رحمتہ اللہ علیہ کو بلایا اور فرمایا مولوی صاحب آپ کو پتہ ہے میاں شاہ محمد کے تین بچے فوت ہو چکے ہیں آج وہ بڑے دکھی تھے۔ اور یہ دنبہ پیش کر کے کہا ہے کہ اس کے دو حصے ہیں ایک میرا اور دوسرا تمہارا میں تو یہیں سے دعا کرتا ہوں اور آپ تعویز دیں چنانچہ آپ نے ہاتھ اٹھائے اور بڑی دیر تک فرزند کے لئے دعا فرماتے رہے پھر سحری کو حضرت ثالث رحمتہ اللہ علیہ نے مجھے بلا کر تعویز بھی دیئے اور دعا کا واقعہ بھی سنایا اور فرمایا فکر نہ کرو انشاء اللہ تمہارا کام ہو گیا کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے بڑھاپے میں ایک بیٹا عطا فرمایا اسی دوران حضرت پیرومرشد کی طبیعت ناساز ہو گئی یہ بیماری آپ کا مرض الوصال ثابت ہوئی میں بھی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا "میاں شاہ محمد سنا ہے تجھے اللہ نے بیٹا دیا ہے؟ میں نے عرض کی حضور! آپ کی دعا کا صدقہ۔ فرمایا میاں تمہیں یاد ہے تم دنبہ لے کر آئے تھے اور اس کے دو حصے کئے تھے ایک میرا اور دوسرا مولوی صاحب کا؟ عرض کی حضور ایسا ہی تھا آپ نے دو انگلیاں اٹھائیں اور فرمایا اب دو ہی بیٹے ہوں گے اگر تو درویشوں کا حصہ بھی بناتا تو اللہ اتنے ہی

بیٹے عنایت فرمائے۔ حضرت ثانی رحمتہ اللہ کے وصال کا حادثہ جانکاہ رونما ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے دوسرا بیٹا بھی عطا فرمایا اور پھر میرے اور کوئی اولاد نہ ہوئی۔ یہی دو بیٹے ہیں۔

کنوئیں سے ایسا پانی نکلا کہ آج تک جاری ہے

آپ کے ایک خادم و مرید صوفی محمد یعقوب نے ڈھانگری بالا کے مقام پر ایک کنواں کھدوایا گہرائی میں بہت دور تک کھدائی کی مگر پانی کے بجائے پتھر ہی پتھر تھے۔ صوفی صاحب کہتے کنواں کھودتے چلے جاؤ پانی ضرور آئے گا صوفی صاحب کو اپنے مرشد کا بڑا مان تھا آخر کنواں کھودنے والے بھی تھک ہار کر ناکام ہو گئے تو صوفی صاحب حضرت ثانی رحمتہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے سارا ماجرا عرض کیا اور کہنے لگے حضور تشریف لے چلیں تو پانی ضرور نکل آئے گا کچھ سوچنے کے بعد آپ نے خدمت میں موجود خدام سے فرمایا سنگیو چلو صوفی صاحب کے کنوئیں پر چلتے ہیں۔ پھر آپ بمعہ احباب پیدل ہی کنوئیں پر تشریف لے گئے صوفی قادر بخش صاحب کا کہنا ہے کہ میں اس مجلس میں موجود تھا رات ہم سب حضرت صاحب کے ہمراہ کنوئیں پر ٹھہرے اور آپ کے حکم کے مطابق سب نے رات بھر ستر ہزار مرتبہ درود نجات پڑھا پھر حضرت ثانی رحمت اللہ نے کنوئیں پر کھڑے ہو کر دعا مانگی پھر کیا تھا قدرت کا کرشمہ تھا کہ اس پتھریلے اور خشک کنوئیں میں پانی چشمے کی طرح پھوٹنے لگا اتنا پانی آیا کہ پورا علاقہ استعمال کرتا رہا وہ دن اور آج کا دن کنوئیں سے خشک سالی اور سخت گرمیوں میں بھی کبھی پانی کم نہیں ہوا مخلوق خدا آج تک ایک

مرد کامل کے فیضان سے سیراب ہوتی چلی آ رہی ہے

سزایافتہ شخص بری ہو گیا

صوفی خواجہ محمد سلیمان صاحب موضع پر ہیٹر کا بیان ہے کہ میرے ایک عزیز منگتا خان ساکن ڈڈیال کا کہنا ہے کہ میرا اپنے چچا سے جھگڑا ہو گیا میرے ہاتھوں چچا کا ایک بازو ٹوٹ گیا نوبت عدالت تک جا پہنچی۔ مقدمہ چلا میرا جرم ثابت ہو گیا۔ جس دن عدالت نے مجھے سزا سنانا تھی اس سے پہلی رات میں اپنے پیرو مرشد حضرت ثانی رحمتہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عشاء کے بعد خدمت گزاری میں مصروف رہا پھر ارشاد فرمایا اب جا کر سو جاؤ۔ میں نے عرض کی حضور مجھے نیند نہیں آتی فرمایا کیوں؟ تو عرض کی مجھے تو صبح عدالت سے سزا سنائی جا رہی ہے اب پتہ نہیں کیا سزا ملتی ہے؟ فرمایا "منگتیا جا سو جا اللہ مہربانی کرے گا تجھے کچھ نہیں ہوتا" پھر ایک وظیفہ بتایا اور فرمایا اسے پڑھتے پڑھتے عدالت میں پیش ہونا۔ میں نے صبح آپ کے حکم کے مطابق عمل کیا عدالت میں پیش ہوا۔ دل میں پیرو مرشد کا تصور اور زبان پر آہستہ آہستہ وظیفہ جاری تھا جج نے میری طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا پھر سزا لکھنے لگا۔ لیکن اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا اور اسے کچھ نظر نہ آیا۔ اس نے پھر سر جھٹک کر میری طرف دیکھا لیکن جب لکھنے لگا تو اندھیرا چھا گیا۔ سزا نہ لکھ سکا تیسری بار جج نے سر اٹھا کر مجھے دیکھا اور قلم کاغذ چھوڑ کر کہنے لگا۔ منگتیا! جا اپنے چچا سے معافی مانگ لے اور پھر مجھے بری کر دیا۔ جج نے کیا یہ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرے پیرو مرشد نے بری کیا تھا۔

بڑھیا کی بکری خود بخود گھر آگئی

حاجی محمد صادق مرحوم موضع چک (ڈھانگری بہادر) حال سیکٹر سی ۳ میرپور شہر حضرت ثانی قبلہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ کے مرید اور نہایت منظور نظر تھے ان کا کہنا ہے کہ ایک مرتبہ ایک غریب دیہاتی بڑھیا آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور رو رو کر عرض کرنے لگی حضرت صاحب میں بہت غریب عورت ہوں میرے گھر کی کل پونجی ایک بکری تھی وہ بھی کسی نے چوری کر لی میں تو لٹ گئی میرے لئے کچھ کیجئے۔ آپ کو بڑھیا پر بڑا ترس آیا ارشاد فرمایا گھبراؤ نہیں جاؤ تمہاری بکری تو گھر پر ہے بڑھیا جو ہر جگہ ڈھونڈ کر مایوس ہو چکی تھی۔ دعا کے لئے اصرار کرنے لگی۔ آپ نے پھر فرمایا۔ جاؤ دیکھو تمہاری بکری گھر پر ہے۔ بڑھیا نیم دلی سے اٹھی اور خیالوں میں ڈوبی گھر پہنچی تو یہ دیکھ کر اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ بکری گھر کے اندر کھڑی تھی

غیر مقلد کے مویشی مل گئے

موضع بھرمٹ کے صوفی محمد حسین جو حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے عقیدت مند تھے ان کا بیان ہے کہ ہماری برادری کے ایک شخص غیر مقلد تھے ان کی چھ بھینسیں گم ہو گئیں تلاش میں اپنی سی تمام کوششیں کر ڈالیں مگر کہیں بھی کوئی سراغ نہ ملا۔ بالکل مایوس ہو گئے آخر کسی شخص نے کہا کہ قبلہ حضرت صاحب حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں فیض پور شریف حاضر ہو کر دعا کرائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ تمہارا کام ہو جائے گا اسے یقین تو نہ تھا مگر مصیبت کا مارا مرتا کیا نہ کرتا؟ حاضر ہو گیا اور اپنی فریاد پیش کی

حضرت ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ نے غور سے پوری بات سماعت فرمائی اور پھر دریائے رحمت جوش میں آیا۔ ارشاد فرمایا "اٹھو اور سیدھے گھر چلے جاؤ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے گا۔ تمہاری بھینسیں مل جائیں گی۔ وہ غیر مقلد شخص اٹھا اور گھر کی طرف چل پڑا ابھی گھر کے قریب پہنچا ہی تھا کیا دیکھتا ہے کہ اس کی بھینسیں راستے میں کھڑی ہیں اس نے بھینسیں لیں اور گھر پہنچ گیا۔

مفقود الخبر لڑکا گھر آ گیا

مستری محمد حسین صاحب موضع بھرمٹ جنہیں دربار عالیہ ڈھانگری شریف میں مسجد شریف و دربار شریف کے تعمیری کام میں ڈیوٹی دینے کا شرف حاصل ہے کہ مستری حاجی محمد فاضل صاحب مرحوم موضع بوعہ حال تھوتھال۔ مستری صوفی آفتاب حسین موضع بھرمٹ حال سیکٹر سی ۔ ۴ میرپور شہر مستری حاجی محمد اس ڈیوٹی میں مستری محمد حسین کے ساتھ تھے مستری محمد حسین مرحوم نے یہ واقعہ بیان کیا کہ ۱۹۴۷ء کے انقلاب سے کچھ عرصہ پہلے ملک میں ہر طرف افراتفری اور قتل عام ہو رہا تھا میری ایک ممانی کا ایک ہی اکلوتا لڑکا تھا جو محنت مزدوری کے لئے سندھ گیا ہوا تھا اس کا کوئی پتہ نہیں چل رہا تھا کہ زندہ ہے یا قتل ہو گیا" زندہ ہے تو کہاں کس حال میں ہے؟ ممانی انتہائی پریشان اور اضطراب کا شکار تھی راتیں جاگ کر اور دن رونے میں گزارتی کسی نے بتایا کہ ڈھنگروٹ شریف حاضر ہو کر حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ سے دعا کراؤ تمہارا بچہ مل جائے گا میری ممانی فوراً خدمت میں حاضر ہوئی اور کچھ اس طرح بلک بلک کر رونے لگی کہ ہچکی بندھ گئی اور اپنا مدعا بھی زبان سے ادا نہ

کر پا رہی تھی آخر کسی اور نے اس کے بیٹے کی روئیداد سنائی آپ کو اس عورت کی آہ و زاری پر اتنا رحم آیا کہ سن کر خود بھی پریشان ہو گئے پھر آپ نے دعا فرمائی اور تسلی دی مگر میری ممانی کو صبر نہیں آ رہا تھا۔ آخر آپ کا دریائے رحمت جوش میں آگیا آپ نے ارشاد فرمایا "بی بی چلی جاؤ کل تنور تپاتے یا روٹیاں پکاتے وقت تمہارا بیٹا گھر آ جائے گا" میری ممانی روتی دھوتی گھر آ گئی ایک ایک لمحہ قیامت ڈھا رہا تھا آخر دوسرے دن عصر کے وقت ادھر روٹیاں تنور سے لگائی جا رہی تھیں اور ادھر میری ممانی کا بیٹا یکایک گھر میں داخل ہوا یہ سب کچھ اتنا اچانک ہوا کہ سب لوگ حیران رہ گئے۔ میری ممانی تو خوشی سے پاگل ہوتی جا رہی تھی اور پھر ساری زندگی حضرت ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی غلامی کا دم بھرتی رہی یہ چند وہ اہم ترین اور مشہور عام واقعات تھے جو نہایت اختصار کے ساتھ سپرد قلم کئے ہیں ورنہ حضرت ثانی صاحب رحمتہ اللہ علیہ ایسی کثیر الکرامات ہستی تھے کہ جن کے لئے دفتر بھی ناکافی ہیں کرامات کے علاوہ آپ صاحب کشف ولی تھے آپ کی نگاہ صرف زبانی عرض و معروض تک ہی محدود نہ تھی بلکہ قلبی تخیلات و حقیقی صورت حال پر ہوتی تھی۔

دروغ گوئی پر مطلع ہونا

قاضی فاروق احمد کلاڈب موضع دبلیاہ اپنا چشم دید حال اس طرح بتلاتے ہیں کہ ۱۹۶۲ء میں میری شادی ہو گئی اور ایک قریبی رشتہ دار لاہور میں ملازمت کرتا تھا وہ بھی شادی میں شریک ہوا وہ صاحب حیثیت آدمی تھا اس

زمانے میں شادی کے اخراجات کے لئے میں نے اس سے ساٹھ روپے بطور قرض لئے شادی کی رسومات اور دیگر امور سے فراغت کے بعد میں نے اپنی والدہ کے ہمراہ پیرومرشد کی خدمت میں حاضری کا پروگرام بنایا۔ میرا وہ رشتہ دار کہنے لگا مجھے بھی لاہور جانا ہے چلو تمہارے ساتھ ہی چلتا ہوں رات دربار عالیہ فیض پور میں گزاریں گے زیارت اور دعا بھی ہو گی اور پھر میں لاہور چلا جاؤں گا۔ چنانچہ ہم تینوں گھر سے چل پڑے راستے میں اس کا خیال تبدیل ہو گیا کہنے لگا مجھے جلدی جانا ہے اب سیدھا چلا جاتا ہوں پھر کسی وقت حاضری دیدوں گا ہم نے کہا چلو پھر ہم بھی رات منگلا میں اپنے رشتہ داروں میں بسر کریں گے اور صبح واپسی پر حضرت صاحب کی خدمت میں حاضری دیں گے۔ ہم سب پرانے میرپور پہنچے اور وہاں سے جہلم جانے والی بس کا انتظار کرنے لگے مگر اس دن خلاف معمول بس نہ آئی شام ڈھلنے لگی تو ہم نے کہا کہ چلئے اب تو آگے جانا ممکن نہیں رات پیرومرشد کی خدمت میں حاضر ہوں اور پھر کل اگلا سفر کریں گے چنانچہ ہم دربار شریف میں پہنچے مغرب کی اذان ہو رہی تھی نماز ادا کی اور پھر حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی قدم بوسی کے لئے حاضر ہوئے۔ سلام عرض کیا اور بیٹھ گئے ابھی کوئی مزید گفتگو نہیں ہوئی تھی کہ آپ نے ہمیں دیکھا اور پھر مسکرائے پھر عجب شفقت بھرے لہجے میں فرمایا "تمہارا آنے کا ارادہ تو نہ تھا زبردستی آئے ہو" میں حیران تھا کہ اس بات کا ہم تینوں کے سوا کسی کو علم نہ تھا ہم ندامت کے مارے گردن جھکا کر بیٹھ گئے

عشاء کی نماز کے بعد دوبارہ حاضر ہو کر زیارت کی سعادت حاصل کی شادی کا

حال احوال پوچھا قرض کے بارے میں سوال کیا میں نے سب کچھ عرض کر دیا پھر ہمارے اس رشتہ دار سے گزر لوقات اور حالات پوچھے چونکہ وہ اچھا خاصا ملدار آدمی تھا اس کے باوجود دروغ گوئی سے کام لیتے ہوئے عرض کرنے لگا۔ حضور خاصا پریشان ہوں قرض بھی دینا ہے میرے حق میں دعا فرمائیں کہ اللہ پاک کشائش فرمائے۔ حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک توجہ بھری نظر سے دیکھا چہرے پر ناراضگی کے آثار نمودار ہوئے اور فرمایا "اپنے شیخ کے پاس آکر جھوٹ مت بولو" اس نے شائد اس میں اپنی رسوائی خیال کی اور بڑی ڈھٹائی سے کہا حضور بہت مقروض اور پریشان ہوں۔ حضرت صاحب خاموش تو ہو گئے مگر چہرے سے انتہائی خفگی اور ملال ظاہر ہو رہا تھا۔ میں نے بعد میں اس سے کہا کہ تو نے غضب کیا ہے اب سزا ضرور پاؤ گے وہ شخص دوسرے دن لاہور چلا گیا وہاں اس کے حالات خراب ہونا شروع ہو گئے پھر قرض لینے کی نوبت آئی جب قرض بہت زیادہ ہو گیا اور ادائیگی کی کوئی صورت نہ ہوئی تو وہ ایسا روپوش ہوا کہ گھر والوں کی تلاش بسیار کے باوجود آج تک اس کا کوئی سراغ نہیں مل سکا۔

سچ ہے کہ

علماء کے سامنے زبان اور اولیاء کے
سامنے دل سنبھل کر بیٹھنا چاہئے

سچی پیشنگوئیاں

حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ پر آئندہ پیش آنے والے بعض واقعات اس طرح منکشف ہو جاتے تھے کہ بعد میں وہ اسی طرح وقوع پذیر ہوتے اور آپ بھی اس یقین کے ساتھ بتلاتے کہ گویا آپ اسی وقت انہیں رونما ہوتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔

ایک مرتبہ آپ کے حقیقی بھائی کو ایک زہریلے سانپ نے کاٹ لیا گھر والے سب پریشان تھے کہ سانپ بہت زہریلا ہے اب ان کے بچنے کی کوئی امید باقی نہیں۔ اس وقت آپ کسی دور دراز مقام کے دورے پر تھے آپ کو اطلاع بھجوائی گئی تاکہ آپ واپس تشریف لے آئیں۔ لیکن جب قاصد نے اطلاع دی تو آپ نے نہایت اطمینان و یقین سے جواب دیا "نہیں وہ اس کاٹے سے نہیں مریں گے ابھی تو اس نے دوسری شادی بھی کرنی ہے" اس وقت آپ کی پہلی بیوی بقید حیات تھیں لوگوں نے بڑا تعجب کیا لیکن ہوا وہی جو آپ نے فرمایا تھا آپ کے بھائی بالکل تندرست ہو گئے۔ زہر کا اثر جاتا رہا۔ عرصہ بعد ان کی بیوی انتقال کر گئیں۔ اور انہوں نے دوسری شادی کر لی۔

راولپنڈی کے ایک معروف بزرگ حضرت خواجہ حافظ عبدالکریم صاحب عیدگاہ شریف والوں نے ایک مرتبہ میرپور آنے کا پروگرام بنایا۔ میرپور میں ان کے کئی مرید اور معتقد موجود تھے۔ انہوں نے آپ کے استقبال اور دیگر

مصروفیات کی تیاریاں کیں مریدین نے آپ کے قیام کے لئے بھی انتظام کیا ان کے ایک خاص مرید اور خلیفہ ان تیاریوں میں پیش پیش تھے۔ اتفاق سے وہ میرپور کی ایک مسجد میں کھڑے تھے اچانک حضرت ثانی صاحب رحمتہ اللہ علیہ بھی مسجد میں آپہنچے اس خلیفہ کو دیکھا اور فرمایا "تمہارے مرشد جب یہاں مسجد میں آئیں گے تو دوپہر کو قیلولہ اس مقام پر کریں گے آپ نے ہاتھ کے اشارے سے جگہ بتلائی۔ وہ خلیفہ خالی فرش دیکھ کر دل ہی دل میں کہنے لگا بھلا یہ خالی فرش بھی حضرت کے قیلولہ کے قابل ہے؟ لیکن اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ جب حافظ صاحب تشریف لائے بالکل اسی جگہ قیلولہ فرمایا جہاں حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے بتلایا تھا۔

حضرت خواجہ حافظ محمد علی رحمتہ اللہ کے
بعض یادگار روحانی سفر جو مختلف
مزارات مبارکہ اور حج بیت اللہ کی
غرض سے کیئے ان سفروں کے دوران بعض
عجیب کیفیات و احوال کا مختصر تذکرہ

حضرت خواجہ حافظ محمد علی رحمتہ اللہ علیہ کے بعض یادگار روحانی سفر

حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے تمام سفر اولیاء کاملین کے مزارات مبارکہ کی زیارت اور حصول ایقان و عرفان اور فیضان کے لئے ہوا کرتے تھے یا حج مبارک کے لئے سفر فرمایا۔ ان مقامات کے سفر کے دوران بسا اوقات بڑے کٹھن اور دشوار مراحل سے دوچار ہونا پڑتا لیکن سفر کی صعوبتیں کبھی بھی آپ کے مصمم ارادہ' عقیدت' تعلق کو کمزور اور پائے استقلال کو متزلزل نہ کر سکیں آپ کبھی تو تنہا ہی عازم سفر ہو جاتے اور کبھی کبھار بعض مخصوص سنگیوں مریدین کو ہمراہی کا شرف عطا فرماتے۔ چنانچہ جن سفروں کے دوران آپ نے سنگیوں (مریدین) کو ساتھ رکھا اور انہوں نے دوران سفر جو کیفیات' مناظر' عجائبات اور مراحل دیکھے انہی کی زبانی نہایت اختصار کے ساتھ سپرد قلم ہیں۔

آستانہ عالیہ آوان شریف حاضری کے ایک یادگار سفر کا حال

حاجی عبدالرشید ساکن ڈھانگری بالا' آوان شریف کے ایک یادگار سفر میں حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ہمسفر تھے وہ یوں اظہار خیال کرتے ہیں کہ یہ ان دنوں کی بات ہے جب منگلا ڈیم ابھی نہیں بنا تھا اور حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ فیض پور شریف جلوہ فرما تھے کہ ایک روز آوان شریف حاضری

کا پروگرام بنایا۔ چوہدری محمد لطیف ایک طالب علم راجہ ممتاز خان اور مجھے ازراہ شفقت ہمراہی کا شرف بخشا۔ یہ مختصر سا قافلہ نہایت ذوق و شوق سے تیار ہو کر روانہ ہوا سب سے پہلے گوڑھا سیداں شریف پرانا میرپور سے متصل سیدالعارفین حضرت سید نیک عالم شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے دربار پرانوار میں حاضری دی اس کے بعد دربار عالیہ کھڑی شریف حضرت بابا پیرے شاہ غازی رحمتہ اللہ علیہ اور عارف باللہ حضرت میاں محمد بخش رحمتہ اللہ علیہ کے مزارات مقدسات پر حاضری دی وہاں سے روانہ ہو کر جہلم میں حضرت پیر سلیمان پارس رحمتہ اللہ علیہ اور پھر باؤلی شریف پہنچ کر حضرت بابا جی صاحب حضرت خواجہ محمد خانعالم ' حضرت خواجہ محمد بخش' حضرت غلام محی الدین اور مخدوم المشائخ حضرت صاحبزادہ محمد غوث رحمھم اللہ اجمعین کے مزارات طیبات پہ عقیدت کے پھول نچھاور کئے پھر وہاں سے گجرات کی جانب روانہ ہوئے اور حضرت سید محمد کبیر الدین المعروف شاہدولہ دریائی رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں پرکیف حاضری سے قلب و روح کو جلا بخش

مرشد کی نسبت سے عقیدت کا منظر

گجرات سے ہم حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی معیت میں مہمندہ شریف حضرت قاضی محبوب عالم رحمتہ اللہ علیہ سجادہ نشین آوان شریف کی بارگاہ قدسیہ میں حاضری کے لئے عازم سفر ہوئے۔ جونہی دردولت کے قریب پہنچے تو حضرت ثانی حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ عقیدت و محبت سے بیقرار ہو

گئے۔ اور آگے بڑھے تو کاشانہ اقدس کے باہر ایک نوجوان کھڑا نظر آیا حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے چہرہ انور پر خوشی اور عقیدت کے آثار نمودار ہوئے فورا" آگے تشریف لے گئے اور انتہائی ادب و احترام کے ساتھ سلام کیا اور اس نوجوان کے ہاتھ چومنے لگے۔ ہم متحیر تھے کہ شریعت و طریقت کے عظیم پیکر سنت نبوی کا کامل مظہر اس نوجوان کے ہاتھ اتنی عقیدت و محبت سے چوم رہا ہے لیکن ہم خاموش رہے اور اپنے مرشد کی پیروی کرتے ہوئے ہم نے بھی نوجوان کی دست بوسی کا شرف حاصل کیا۔ قبلہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے ہماری جانب دیکھا گویا ہماری قلبی تشویش پہ نظر تھی فرمایا یہ حضرت سلطان المشائخ قاضی سلطان محمود رحمتہ اللہ علیہ کے خاندان کے چشم و چراغ حضرت قاضی محبوب عالم رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں۔ تب جا کر ہم پر نسبت کی عظمت کی حقیقت منکشف ہوئی۔

حضرت قاضی محبوب عالم رحمتہ اللہ علیہ سے یادگار ملاقات

ممندہ شریف میں حضرت قاضی محبوب عالم رحمتہ اللہ علیہ کی قدمبوسی کے لئے کاشانہ اقدس میں داخل ہوئے خدام نے فورا ملاقات کرائی اور بتایا کہ شائد آپ کی خوش قسمتی ہے کہ آج حضور قاضی صاحب پر حالت استغراق طاری نہیں ورنہ جب عشق الہی کا جذبہ محبت رسول ﷺ میں جب مستغرق ہو جائیں تو دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جاتے ہیں خورد و نوش تو درکنار کسی سے کوئی بات بھی نہیں فرماتے خود وارفتگی کے اس عالم میں یوں ساکت و جامد ہو جاتے ہیں کہ ہم وقفہ وقفہ سے آپ کی کروٹ بدلتے ہیں یہ کیفیت

مسلسل کئی کئی گھنٹے اور بسااوقات کئی کئی دنوں تک طاری رہتی ہے۔ ہم نے جیسے ہی حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ہمراہ قدم بوسی کا شرف حاصل کیا تو کمال محبت و شفقت سے مالا مال فرمایا۔ قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ تو قلبی و والہانہ تعلق کی انتہا تھی عجب روح پرور منظر تھا جو الفاظ کے قالب میں نہیں ڈھالا جا سکتا بلکہ صرف محسوس کیا جا سکتا ہے بڑی دیر تک تصوف پر گفتگو اور علمی موشگافیاں ہوتی رہیں ایک دن وہیں قیام رہا اور دوسرے دن اجازت لے کر آوان شریف کی جانب عازم سفر ہوئے۔

سواری کا غائبانہ انتظام

ممندہ شریف حضرت قاضی محبوب عالم رحمتہ اللہ سے اجازت کے بعد حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے ہمیں حکم فرمایا اگر کسی تانگے کا انتظام ہو جائے تو اچھا ہے ہم تینوں اذن پا کر تانگہ کے حصول کے لئے باہر نکل پڑے کئی کوچوانوں سے بات کی منہ مانگی اجرت کی پیشکش کی لیکن کوئی بھی تیار نہ ہوا سب کا کہنا تھا کہ بہت مشکل راستہ ہے کچی سڑک جگہ جگہ گڑھے اور بعض جگہ تو ریت کے ڈھیر ہیں جہاں سڑک تو سڑک راستے کا بھی پتہ نہیں چلتا۔ ہم مایوس ہو کر واپس آ گئے قبلہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ اٹھے اور فرمایا "چلو سب تانگے کی تلاش کرتے ہیں" چنانچہ ہم آپ کے پیچھے پیچھے ہو لئے جونہی چار دیواری کے دروازے سے قدم باہر نکالا کھٹ سے ایک تانگے والا آن سامنے کھڑا ہوا قبلہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ سے نہایت ادب کے ساتھ عرض کرنے لگا "یا حضرت آپ کہاں تشریف لے

جائیں گے؟" فرمایا "آوان شریف" یوں محسوس ہو رہا تھا کوچوان خوشی سے مچل گیا ہے عرض کرنے لگا حضور مجھے یہ سعادت عطا فرمائیں اور میرے تانگے کو سواری کا اعزاز بخشیں آپ نے فرمایا ٹھیک ہے اب آپ تانگے پر تشریف فرما ہوئے ہم بھی ساتھ بیٹھ گئے اور چلتے چلاتے انہی دشوار گزار راستوں سے گزرتے ہوئے آوان شریف پہنچے تانگے سے اترے آپ نے کوچوان سے فرمایا بھئی کتنے پیسے بنتے ہیں؟ کوچوان تو خوشی سے مچلا اور عقیدت سے بچھا جا رہا تھا کہنے لگا "حضور! میرے لئے کیا یہ دولت کم ہے کہ آپ جیسی بلند پایہ و اعلیٰ سیرت ہستی میرے تانگے کو سواری کا اعزاز بخشے میں ہرگز اجرت نہیں لوں گا بس آپ میرے لئے صرف دعا فرما دیجئے آپ نے فرمایا دعا تو ضرور ہو گی لیکن اجرت تو ہر صورت لینا پڑے گی۔ بڑے اصرار کے ساتھ آپ نے کوچوان کو اجرت میں کچھ رقم عنایت فرمائی اور پھر وہ واپس ہوا لیکن ہم پہ راز کبھی نہ کھلا کہ وہ کوچوان کون تھا اور کیسے فوراً ہی حاضر ہوا منظر تو کچھ یوں تھا کہ جیسے پہلے سے انتظام کر رکھا ہو۔ لیکن یہ انتظام کس نے اور کیسے کیا تھا؟ یہ معاملہ سمجھنے سمجھانے کا نہ تھا۔

دربار عالیہ آوان شریف حاضری کی کیفیت

اب ہم دربار عالیہ آوان شریف پہنچ چکے تھے حاضری کے پرکیف مراحل طے کئے رات کے قیام کے لئے قبلہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا درویش لوگوں کو مسجد میں ہی قیام کرنا چاہئے یہاں ذکر و اذکار بھی ہو جائے گا۔ دراصل قبلہ حضرت صاحب کا ہمیشہ کا معمول ہی مسجد میں قیام کا

تھا۔ حکم پا کر ہم بھی آپ کے ساتھ ہی رات کو مسجد میں ٹھہرے۔ نماز عشاء کے بعد کچھ ذکر و اذکار ہوا اور پھر ارشاد فرمایا۔ اب آرام کرو اور سو جاؤ" اگرچہ دل تو چاہتا تھا کہ اس پر کیف ماحول کے انوار و تجلیات سے چشم و دل کو منور اور شاد کام کرتے رات گزار دیں اس لئے نیند کا تو کہیں پتہ ہی نہ تھا لیکن جب آپ نے حکم دیا اور پھر خود بھی ایک طرف ہو کر لیٹ گئے تو ہم بھی آنکھیں موند کر دل کی دنیا میں کھو گئے اور مسجد کے فرش پر دراز ہو گئے۔ کچھ وقت گزرا تو میں نے دیکھا کہ قبلہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ جہاں آرام فرما تھے وہ جگہ خالی ہے میں نے اٹھ کر دیکھا تو آپ تشریف فرما نہ تھے میرے دوسرے دو ساتھی بھی اٹھ بیٹھے مسجد میں ادھر ادھر دیکھا لیکن آپ کو نہ پایا ہمیں فکر لاحق ہوئی کہ آپ کی ظاہری بینائی بھی کمزور ہو چکی ہے اور رات بھی اندھیری ہے ہم نے خیال کیا کہ ہو نہ ہو حضور مزار شریف پر حاضر ہوں چنانچہ ہم تینوں چپکے سے آہستہ آہستہ اس تاریکی میں بمشکل تمام مزار شریف پر پہنچے دھیمی دھیمی آواز میں کچھ پڑھنے کا احساس ہوا تو ہم پہچان گئے کہ یہ قبلہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ ہیں ہم نے اپنے سانسوں کی آواز بھی روک لی تاکہ آپ کو ہماری آمد کی اطلاع نہ ہو لیکن وہاں کیا چیز چھپی تھی فوراً فرمایا تم نے آرام کیوں نہیں کیا؟ آرام ضروری تھا پھر فرمایا وضو ہے عرض کی حضور! نہیں فرمایا اچھا جاؤ وضو کر کے آؤ ہم وضو کر کے آئے فرمایا جو کچھ پڑھ سکتے ہو پڑھو" ہم نے ارشاد کی تعمیل کی بڑی دیر کے بعد پڑھنے پڑھانے سے فارغ ہوئے تو آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے ہم نے بھی ہاتھ

اٹھا دیئے۔ آپ نے دعا فرمائی تو ہم پر عجب کیفیت طاری ہو گئی دعا کیا تھی ہمارے قلوب میں سرور اور روح میں نور ہی نور محسوس ہو رہا تھا ہم نے وہ لذت و کیف' وہ لطف و سرور اور وہ نور و حضور نہ کبھی سوچا تھا نہ ہماری چشم تصور اور وہم و گمان میں سما سکتا تھا۔ ہم اس دولت معیت پر ساری عمر نازاں و شاداں ہیں۔ کسی نے سچ کہا تھا "ایں سعادت بزور بازو نیست"

حضرت پیر لنگر (نوگزا) رحمتہ اللہ علیہ حاضری

دربار عالیہ آوان شریف حاضری کی حسرت پوری کرنے اور روحانی فیوض و کملات میں اضافہ کے بعد جب تسکین قلب ہو گئی تو حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اب واپسی پر ہم حضرت بابا لنگر شاہ رحمتہ اللہ علیہ (نوگزا) کے دربار پر حاضری دیں گے چنانچہ اجازت لے کر حسب پروگرام بابا لنگر پیر لنگر رحمتہ اللہ علیہ کے دربار کی جانب روانہ ہوئے۔ مزار مبارک پر حاضری دی تو بڑی عجیب روح پرور کیفیت طاری ہوئی ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ صاحب مزار سے ملاقات فرما رہے ہیں اور ہم اس پرکیف منظر کو اپنے قلوب میں محسوس کر رہے ہیں۔ مزار شریف پر بڑی دیر تک قیام کیا پڑھنے پڑھانے اور مراقبہ کے بعد دعا فرمائی فراغت کے بعد باہر نکلے تو ارشاد فرمایا اب واپسی کا سفر اختیار کریں گے۔

جب واپسی کا سفر شروع فرمایا تو حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ فرمانے لگے یہاں کے صاحب مزار ہمارے ساتھ کوئی نہ کوئی خوش طبعی فرمایا کرتے ہیں دیکھئے آج کیا معاملہ پیش آتا ہے رات کی تاریکی تیزی سے پھیل رہی تھی

حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کوٹ جمیل سے ایک بس بھمبر جاتی
ہے ہم اس پر سوار ہو کر بھمبر کے راستے واپس میرپور جائیں گے اس لئے کچھ
دور اس اسٹاپ کی طرف ایک کچی سڑک کے ذریعے جانے کا آغاز کیا کچھ ہی
دور پہنچے تھے کہ وہ کچی سڑک گم ہو گئی ہم راستہ بھول گئے اور انجانی سمت میں
یونہی رات کی تاریکی میں چلنے لگے قبلہ حضرت صاحب نے میری جانب دیکھا
مسکراتے اور فرمایا لیجئے! اب دل لگی شروع ہو گئی اچھا بتاؤ تمہیں سورہ یٰسین
شریف یاد ہے؟ عرض کی حضور! پوری تو یاد نہیں کچھ حصہ یاد ہے فرمایا ٹھیک
ہے جتنی یاد ہے پڑھتے جاؤ اور بے فکر و بلاخوف آگے بڑھتے جاؤ میں نے
تعمیل ارشاد کیا اور گھپ اندھیری رات میں بہت دور آگے نکل گیا پھر وہاں
ایک اجنبی عمر رسیدہ بزرگ جاتے ہوئے ملے اور مجھ سے فرمایا بیٹا آپ نے
کہاں جانا ہے؟ میں نے جواب دیا باباجی میرپور جانا ہے لیکن راستہ بھول گئے
ہیں جس کچی سڑک پر جا رہے تھے وہ گم ہو گئی ہے اب بڑی مشکل میں ہیں
اجنبی بزرگ فرمانے لگے بیٹا! ذرا نیچے جھک کر دیکھو سڑک یہیں کہیں نہ ہو؟
میں نے جھک کر پاؤں کی جانب دیکھا تو سڑک پر کھڑا تھا مجھے بہت حیرت ہوئی
دل میں سوچا یا اللہ یہ کون شخص ہیں اس اندھیری رات میں یہاں کیسے ملے
معاملہ کیا؟ کہ اتنے میں وہ بزرگ آگے بڑھنے لگے میں نے عرض کی باباجی
میرے دو ساتھی اور بھی میرے پیچھے آ رہے ہیں آپ ان کے آنے تک یہیں
ٹھہریں فرمایا! بیٹا میں مسافر ہوں دور جانا ہے یہ فرما کر وہ چل دیئے یہ جا اور وہ
جا نہ جانے کہاں سے کہاں پہنچ گئے میں حیران پریشان کھڑا تھا کہ اتنے میں قبلہ

حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ بھی تشریف لے آئے فرمایا سڑک مل گئی؟ عرض کی جی حضور مل گئی آپ نے بے ساختہ اور بن پوچھے فرمایا "یہ سڑک بتانے والے خود صاحب مزار حضرت بابا پیر لنگر تھے یہ برگزیدہ ہستیاں لباس بدل لیتی ہیں راستہ سے بھلایا تھا تو راستہ پر لگا بھی گئے۔ یہ ہمارے ساتھ ان کی دل لگی تھی ہم راستہ پر چلنے لگے کچھ دیر بعد اذان ہو گئی ہم نے سرراہ نماز باجماعت ادا کی اتنے میں بس بھی آ گئی اور ہم بس پر سوار ہو کر بھمبر کے راستے میرپور پہنچ گئے اس طرح یہ یادگار سفر مکمل ہوا۔

حضرت شاہدولہ کے دربار میں رقت انگیز حاضری

صوفی قادر بخش اس سفر کی روئداد یوں سناتے ہیں کہ غالباً" ۱۹۳۵ء کے لگ بھگ ایک دفعہ حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے آوان شریف اور گجرات شریف اس دفعہ جوش محبت و عقیدت جنون عشق میں بدل گیا تھا آپ نے پہلے گھر سے ہی ننگے پاؤں اپنے مرشد خانہ دربار عالیہ آوان شریف حاضری کے لئے سفر کا آغاز کیا۔ قبلہ حضرت صاحب جیسی ذات گرامی ننگے پاؤں رواں دواں تھی اور ساتھ میں بھی اسی طرح آپ بحر عقیدت میں غلطاں تھے اور میں شرف ہمراہی پہ نازاں ۔ بارگاہ مرشد میں والہانہ و وارفتہ حاضری کے پرسوز و گداز مناظر کو میں نے آنکھوں میں سمیٹ لیا اور نہاں خانہ دل کو نور معرفت سے جگمگا کر مشام جاں کو گلہائے عقیدت سے مہکا کر دربار عالیہ آوان شریف سے اجازت پا کر پھر گجرات میں حضرت خواجہ محمد کبیرالدین عرف شاہدولہ دریائی رحمتہ اللہ علیہ کے دربار پر انوار پر اسی شان سے حاضری نصیب ہوئی

تعجب خیز بات تو یہ تھی کہ دوران سفر ننگے پاؤں میرے پیروں میں ان گنت کانٹے چبھ جاتے آبلے پڑ جاتے لیکن صبح اٹھ کر اپنے پاؤں کو دیکھتا تو یوں محسوس ہوتا کہ نہ کبھی کوئی کانٹا چبھا نہ آبلہ پڑا نہ کبھی پیدل چلا۔ سردیوں کا موسم تھا دربار شریف سے ملحقہ مسجد میں رات قیام کیا۔ معمولات اور اوراد و وظائف سے فارغ ہو کر آرام کے لئے لیٹ گئے میری آنکھ لگ گئی تھوڑی دیر بعد آنکھ کھلی تو دیکھا کہ قبلہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ اپنی جگہ موجود نہیں۔ مجھے یقین تھا کہ آپ حضرت شاہدولہ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر تشریف لے گئے ہیں مجھے اپنے آپ پر غصہ آ رہا تھا میں اٹھا وضو کیا اور قبلہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی تلاش میں مزار شریف پر حاضر ہوا میں نے دیکھا کہ آپ مزار شریف کے اندر رونق افروز ہیں اور آپ کے ساتھ ایک آدمی اور بھی موجود ہے اور وہ نہایت سوز و گداز کے ساتھ بلند آواز میں یہ مصرعے پڑھ رہا ہے۔

پیر دے دروازے اتے لیکھ جگائی جا
بھکھیا لبھے نہ لبھے صدا لگائی جا
پیر دی گلی دے کتے سینے نال لائی جا

جیسے ہی میں دربار شریف کے اندر پہنچا قبلہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے شفقت بھری نگاہ سے دیکھا اور فرمایا صوفی قادر بخش تم بھی سید العارفین حضرت پیر نیک عالم شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا کلام حضرت شاہدولہ رحمتہ اللہ علیہ کو سناؤ میں نے حسب الارشاد چند اشعار پڑھے میرے دل کی کیفیت بھی کچھ

آگے صفحہ نمبر 154 ملاحظہ ہو

مزارات پہ حاضری کا بے پناہ اشتیاق تھا اس مقصد کے لئے آپ نے اتنے کثرت سے سفر کئے کہ ان سب کا احاطہ تحریر میں لانا ممکن ہی نہیں۔ آپ کی طبیعت مبارکہ جب اور جس وقت چاہتی آپ فوراً ان مقامات کے لئے روانہ ہو جاتے نہ رات کا خیال نہ دن کا' نہ دھوپ کا خدشہ نہ سفر کی صعوبت کا اندیشہ بس جیسے ہی من میں آتا آپ روانہ ہو جاتے کبھی کبھار کسی کو ساتھ لے لیتے اور کبھی تنہا ہی جانب منزل روانہ ہو جاتے جب کوئی ہمسفر ہوتا تو اس کی دلداری کا اس قدر خیال فرماتے کہ اسے کسی قسم کا احساس نہ ہونے دیتے ایسے ہی ایک سفر کا حال آپ کے خاص خادم حاجی فقیر محمد صاحب اس طرح بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ نے متعدد مزارات پہ حاضری کا ارادہ فرمایا۔ اس سفر میں میرے علاوہ میاں باغ علی مرحوم' حافظ محمد افضل پرہیڑوی ایک طالب علم راجہ ممتاز اور چند دوسرے سنگی بھی ہمراہ تھے ہمارا یہ مختصر سا قافلہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے زیر سایہ روانہ ہوا سب سے پہلے پرانا میرپور کے قریب گوڑھا سیداں شریف میں سراج العارفین حضرت سید نیک عالم شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پرانوار پر حاضری دی وہاں سے حضرت پیرے شاہ غازی دمڑی والی سرکار کی بارگاہ میں کھڑی شریف حاضر ہوئے وہاں سے روانہ ہو کر پیر سلیمان پارس رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر جہلم پہنچے پھر سرائے عالمگیر حضرت پیر ملتانی رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں جانا ہوا پھر باؤلی شریف کے مزارات پر حاضری کا خوب لطف اٹھایا بعد ازاں گجرات میں حضرت شاہدولہ رحمتہ اللہ علیہ کے حضور حاضری دی ان کے علاوہ گجرات میں کچھ مزارات پر

عجیب تھی رات کا آخری پہر، ہو کا عالم، ولی کامل کا مزار مبارک اور مرشد پاک کے حکم سے عارفانہ کلام خدمت میں پیش کرنا۔

میں اس کرم کے کہاں تھا قابل

یہ سب حضور کی بندہ پروری ہے

حضور قبلہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ کی نظر تھی میں نے چند اشعار پیش کئے تو آپ پر رقت طاری ہو گئی پھر آپ دھاڑیں مار مار کر بلند آواز سے رونے، تڑپنے اور پھڑکنے لگے۔ میں نے اس سے پہلے کبھی بھی آپ کو اس جذب وکیف سے روتے اور تڑپتے نہ دیکھا تھا وہ روحانی کیفیت ہمیشہ میرے قلب و نظر پہ چھائی رہے گی۔ بڑی دیر بعد دعا فرمائی پھر اٹھے نماز تہجد ادا فرمائی صبح ہوئی تو مجھے اچانک حکم فرمایا "مجھے سرہند شریف جانا ہے تم واپس گھر چلے جاؤ" میرا دل تو نہیں چاہتا تھا مگر حکم عدولی بھی نہ کر سکتا تھا اس لئے نہ چاہتے ہوئے بھی غمزدہ دل اور بوجھل قدموں کے ساتھ گھر کی جانب روانہ ہو گیا۔ شائد اس لئے کہ آگے بارگاہ مجدد پاک رحمتہ اللہ علیہ میں جو وجد وکیف کا سماں ہونا تھا مجھ میں اس کے تحمل کی صلاحیت و قوت ہی نہ تھی جس کے پیش نظر آپ نے مجھے واپس بھیج دیا

دامن ہی میرا تنگ تھا ان کے یہاں کمی نہیں

مزارات مبارکہ کی حاضری کا بے پناہ اشتیاق اور ایک سفر کا حال

حضرت خواجہ حافظ محمد علی رحمتہ اللہ علیہ بزرگان دین اہل اللہ کے

بھی گئے وہاں سے روانہ ہو کر سرِشام سرکار آوان شریف سلطان المشائخ قاضی سلطان محمود رحمتہ اللہ کے آستاں پہ جبیں رسائی کا شرف حاصل کیا رات کو عشاء کی نماز حافظ محمد افضل کے پیچھے باجماعت ادا کی۔ حافظ صاحب نے قرات طویل کر دی بعد اختتام فرمانے لگے حافظ صاحب اب اتنی طویل قرات کے دوران قیام سے قاصر ہوں رات آوان شریف ہی قیام رہا صبح چائے آئی چینی علیحدہ ایک پیالی میں تھی سنگیوں کی تعداد سے ایک پیالی کم تھی میں نے چینی والی پیالی سے چینی ایک کپڑے میں ڈال لی۔ ایک چھوٹی پیالی میں نمک تھا کسی سنگی نے چینی سمجھ کر نمک چائے میں ڈال کر پیش کر دی۔ آپ نے ہماری دلجوئی کے لئے تیز نمک والی چائے نوش فرمائی قربان جایئے اس اخلاق کریمانہ پر کہ ذرہ برابر خفگی کا بھی اظہار نہ فرمایا بلکہ لبوں پہ شیریں مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی اسی دوران ایک ضعیف العمر مائی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی بھولیو دعا کرو میری نظر ٹھیک ہو جائے آپ نے ارشاد فرمایا مائی گھبراؤ نئیں تیری آنکھوں میں عزرائیل علیہ السلام سرمہ ڈالنے والے ہیں۔ ہم تو اسے محض مزاح سمجھے مگر حقیقت اس وقت آشکار ہوئی جب چند یوم بعد اس مائی کے انتقال کی خبر سنی۔ آوان شریف سے روانہ ہو کر قریب ہی مزارات نوگزہ ہائے کی زیارت کی اور پھر لاہور کے لئے عازم سفر ہوئے۔ لاہور پہنچ کر سیدھے سیدی داتا گنج بخش علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ عالیہ میں سلام عقیدت پیش کیا پھر وڈے میاں رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں بھی حاضری ہوئی ایک رات لاہور میں ہی قیام پذیر رہے دوسرے دن .شندور شریف حضرت دیوان

حضوری رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضری دی دربار عالیہ پر حاضری کے دوران قبلہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ نے اپنے سنگیوں کی محفل ذکر سجائی تو لطف و سرور کی عجیب سہانی نسیم سحر نے ہمارے قلب و روح کو مسحور کر دیا ہم نے سر کی آنکھوں سے عقل بیدار کے ساتھ یہ سماں دیکھا کہ شجرو حجر اور نباتات و جمادات پر چار سو وجد کی کیفیت طاری ہے یہ منظر ہم سب کے لئے متاع حیات تھا وہاں سے واپسی کی راہ لی اور اس یادگار سفر کی منزلیں طے کرتے ڈھنگروٹ شریف حضرت اعلیٰ خواجہ حافظ محمد حیات رحمتہ اللہ کی چوکھٹ کو چوما اور پھر سائیں نور مجذوب رحمتہ اللہ کے مزار پر سلام کر کے واپس فیض پور شریف پہنچے۔

سفر حجاز کی کیفیات

حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے سفر حج کے دوران حرمین طیبین کے مقامات مقدسہ اور صحابہ و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مزارات طیبات اور دیگر یادگاروں کی حاضری اور روح پرور کیفیات تو خود آپ ہی جانتے تھے اور ان کا اظہار بھی بہت کم فرماتے تھے تاہم جو چند خدام جس حد تک ساتھ ہوتے وہ بعض معاملات سے پردہ اٹھاتے ہوئے دوسرے سنگیوں کے جذبہ شوق کی تسکین فراہم کر دیتے تھے۔ اولیاء اللہ کی بارگاہ میں حاضری کا جذبہ شوق اس انتہا تک تھا کہ سفر حج کے دوران بھی ان برگزیدہ ہستیوں کے مزارات پر حاضری کا خصوصی اہتمام فرماتے اور یہ لجپال حضرات بھی اپنی نوازشوں کی برسات اسی شفقت سے فرماتے۔

سفرِ حج و زیارت

حضور قبلہ حضرت ثانی صاحب رحمتہ اللہ علیہ اور حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ پیر محمد فاضل رحمتہ اللہ علیہ معہ حضرت رابع قبلہ حضرت محمد عتیق الرحمٰن صاحب اور ان کی والدہ محترمہ مدظلہا ۱۹۶۴ء مطابق ۱۳۸۴ھ کو حرمین شریفین کا سفر کیا اور ان سب نے ایک ساتھ حج شریف ادا کیا۔

۱۵ مارچ ۱۹۶۴ء بروز اتوار حضور سیدی قبلہ عالم حضرت خواجہ حافظ محمد علی رحمتہ اللہ علیہ معہ اپنے پانچ سالہ پوتے قبلہ حضرت محمد عتیق الرحمٰن صاحب مدظلہ فیض پور شریف سے الوداع ہو کر دینہ اور دینہ سے لاہور پہنچے۔ لاہور میں چوہدری محمد عبدالقیوم صاحب صوفی محمد یعقوب صاحب مرحوم اور صوفی فقیر محمد صاحب بھی ہمراہ تھے اور یہاں پہنچتے ہی سیدنا حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ کے مزار پر انوار پر حاضری دی لطف کی بات یہ کہ جب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ داتا دربار پہنچے تو زائرین کا بے پناہ ہجوم سلام و عقیدت پیش کرنے کے لئے اُمڈ آیا آپ پر محبت و عقیدت کے پھول نچھاور کر رہے تھے کوئی دست بوسی کوئی دم اور کوئی دعا کے لئے التجا کر رہا ہے کافی زائرین آپ کے گرد جمع ہو گئے کافی دیر تک یہی منظر جاری رہا۔ بعض نے التجا کی حضور! ہمارے غریب خانہ پر قدم رنجہ فرمائیں لیکن آپ بڑی محبت سے فرماتے وقت بہت کم ہے اور یہیں دعا کر دیں گے قبلہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ہمراہ جو احباب طریقت تھے وہ محو حیرت تھے کہ ظاہری تعارف کے بغیر اس قدر ہجوم کی گرویدگی کی حقیقت کیا ہے جو بات

سمجھ میں آئی یہ سیدی حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کی محبت، شفقت اور خصوصی توجہ قبلہ حضرت صاحب کی جانب ہوئی۔ اور اس سے یہ منظر قائم ہوا۔

حضرت داتا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مزار شریف پر حاضری کے بعد لاہور چھاونی میں مقیم حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے داماد حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن صاحب کی قیام گاہ پر کچھ قیام فرمایا اور کھانا تناول کیا رات نو بجے کی پرواز پر لاہور سے کراچی پہنچے۔ کراچی صدر میں قائم سلطان ہوٹل میں قیام ہوا۔ اور اس کے تیسرے دن بعد ۱۸ مارچ بروز بدھ وار حضور قبلہ عالم حضرت ثالث حضرت خواجہ پیر محمد فاضل رحمتہ اللہ علیہ معہ اہلیہ محترمہ کے کراچی پہنچے۔ اور کچھ روز ان سب بزرگوں نے کراچی میں قیام فرمایا۔ کراچی میں اپنے قیام کے دوران حضرت عبداللہ شاہ غازی اور منگھو پیر رحمتہ اللہ علیہ کے مزارات پر حاضریاں دیں۔ حاجی عباس علی صاحب تنگدیو بھی ان دنوں کراچی میں مقیم تھے اور ان کی بھی آپ کی خدمت میں مسلسل حاضری رہی ۲۰ مارچ بروز جمعہ المبارک کو قبلہ عالم نے ہوٹل میں مقیم تمام عازمین حج کو دعوت طعام دی۔

حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ کی ایک حاضری کا واقعہ

حجاز مقدس روانگی سے پہلے کراچی میں قیام کے دوران ساحل سمندر پر واقع حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمتہ اللہ علیہ ایک حاضری کا حال بھی صوفی

فقیر محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک روز قبلہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ احباب خانہ کے ہمراہ عبداللہ شاہ غازی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری کا حکم فرمایا میں بحیثیت خادم کراچی تک ہمراہ تھا دوران سفر حضور سیدی قبلہ حضرت ثالث رحمتہ اللہ علیہ حضور مائی صاحبہ مدظلہا حضرت رابع قبلہ حضرت صاحبزادہ محمد عتیق الرحمٰن مدظلہ العالی بھی ساتھ تھے ہم روانہ ہو کر مزار مبارک کے نیچے پہاڑی کے دامن میں پہنچے۔ مزار مبارک چونکہ پہاڑی کی چوٹی پر واقع ہے اور مزار مبارک تک پہنچنے کے لئے نیچے سے ہی دو رویہ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر جانے اور حاضری دینے کا حکم دیا چنانچہ یہ حضرات اوپر تشریف لے گئے اور آپ خلاف معمول وہیں پہاڑی کے دامن میں ایک طرف ہو کر ٹھہر گئے کہ اتنی دیر میں کہیں سے ایک مائی دودھ کا پیالہ لے کر حاضر ہوئی سلام کیا اور دودھ کا پیالہ پیش کیا پہلے تو آپ نے نوش فرمانے سے انکار فرمایا۔ اور پھر مائی نے اصرار کیا اور نہ جانے آہستہ سے کیا کہا کہ آپ نے ہاتھ بڑھایا پیالہ لیا اور اس میں سے چند گھونٹ دودھ نوش فرمایا۔ مائی بقیہ دودھ اور پیالہ لے کر چلی گئی۔ لیکن یہ سارا ماجرا میری سمجھ میں نہ آیا۔ شاید آج حضرت عبداللہ شاہ غازی رحمتہ اللہ علیہ اپنے جسم مثالی کے ساتھ آپ سے ملاقات فرمانے تنہائی کے عالم میں وہاں تشریف لے آئے تھے۔ اور تواضع کے لئے دودھ کا پیالہ بھیجا یہ بھی ممکن ہے کہ دودھ کے پیالے کی صورت میں تقویٰ و طہارت اور علم ظاہر و باطن کا تحفہ ہو واللہ اعلم بالصواب۔ اس حاضری کے بعد بذریعہ ہوائی جہاز حرمین شریفین کی حاضری کے لئے روانگی

ہوئی۔

حرمین شریفین کی حاضری

۱۳ اپریل ۱۹۶۴ء بروز پیر آپ کراچی سے ہوائی جہاز پر سوار ہو کر شام ساٹ بج کر پچیس منٹ پر جدہ شریف اور جدہ شریف سے مکہ شریف پہنچے۔ اور پھر حج شریف ادا ہوا قبلہ عالم حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مرید خاص حاجی فضل کریم صاحب جو حج و زیارت کے لئے پہلے ہی پہنچے ہوئے تھے نے جدہ میں آپ کا استقبال کیا بعد ازاں مکہ مکرمہ میں قیام کے ساتھ ہی حج شریف کے اوقات آ گئے اور ان سب نے حج شریف ادا کیا۔ اس دوران مولانا عبدالحامد بدایونی کراچی والے بھی کچھ سفر میں ساتھ رہے مکہ مکرمہ قیام کے دوران احباب طریقت و متعلقین بھی ملاقاتوں کے لئے اکثر آتے رہے حضرت صاحبزادہ قاضی محمد صادق صاحب چھچیاں والوں کی والدہ ماجدہ بھی اسی سال حج پر گئی تھی۔ اور وہ بھی حضرت کے ڈیرے پر ملاقات کے ئے حاضر ہوئیں۔ ۱۱ مئی ۱۹۶۴ء بروز پیر مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ پہنچے اور حضور اکرم نور مجسمہ رحمتہ دو عالم علیہ السلام کے مزار اطہر پر حاضری کا شرف حاصل ہوا مسجد نبوی شریف میں نمازیں ادا ہوئیں اس کے ساتھ جنت البقیع اور دیگر مقامات مقدسہ پر حاضریاں دیں ۲۰ مئی بروز بدھ وار مدینہ منورہ میں قیام کے بعد جدہ شریف پہنچے اور جدہ شریف سے واپسی ہوئی

دوران حج علماء و مشائخ سے ملاقاتیں

دوران حج روحانی عرفانی ایقانی و نورانی کیفیات مناظر اور حاضریوں کی

سعادت کے علاوہ کثرت کے ساتھ علماء و مشائخ سے ملاقاتیں رہیں۔ حضرت رابع حضرت قبلہ محمد عتیق الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی کا کہنا ہے کہ میں کم عمری کی وجہ سے ان تمام حضرات کے اسمائے گرامی سے واقف نہ تھا اور نہ اکثر کا تعارف مجھے حاصل تھا۔ لیکن میں حیران تھا کہ عرب و عجم کے علماء کرام صوفیائے عظام اور مشائخ ذوی الاحترام مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں اس کثرت کے ساتھ سیدی قبلہ عالم حضرت ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضور سیدی و سندی کلا قبلہ عالم حضرت ثالث رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات کے لئے تشریف لاتے ہیں اور گھنٹوں علم و تصوف کی موشگافیاں ہوتیں۔ جیسے ان حضرات کے برسوں کے مراسم ہیں اگرچہ اکثر سے میری شناسائی نہ تھی۔ لیکن چند کے اسمائے گرامی مجھے یاد ہیں ان میں مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی رحمتہ اللہ علیہ اور مولانا عبدالغفور المدنی نقشبندی مجددی رحمتہ اللہ علیہ قابل ذکر ہیں علاوہ ازیں حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت مولانا مفتی احمد یار خان رحمتہ اللہ علیہ اور مولانا صادق حسین جہلم والے بھی اکثر ملاقات کے لئے آپ کی جائے قیام پر حاضر ہوئے۔

حضرت خواجہ خواجگاں

رہنمائے سالکاں مقتدائے عاشقاں، پیشوائے عارفاں

حضرت خواجہ حافظ محمد علی رحمتہ اللہ علیہ

کے کوائف و احوال وصال باکمال

اور

بعد از وصال حیات ولی کی زندہ جاوید مثال

و نظارہ بے مثل و مثال

وصال کے اشارات

حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے وصال سے قبل ہی اپنے معتقدین و متعلقین کو اشارے کنائے میں اپنے وصال کے بارے میں بتلا دیا تھا مولانا صوفی شاہ محمد صاحب فیصل آبادی بڑے محبوب مرید تھے ان کا کہنا ہے کہ میں پیرومرشد کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس سال آپ کی گفتگو کی کیفیت کچھ بدلی ہوئی تھی۔ بار بار فرماتے' بندے کی زندگی کتنی کم ہوتی ہے لیکن خیالات بہت وسیع ہوتے ہیں اسے یہ کبھی خیال ہی نہیں ہوتا کہ زندگی کے چند ایام باقی ہیں۔ بعد ازاں میں رخصت لیکر واپس فیصل آباد جانے لگا تو بہت سارے ساتھی خدمت میں موجود تھے۔ میری طرف نگاہ بھر کے دیکھا اور بڑے پیار سے فرمایا "خدا کے سپرد" مجھے اسی وقت یہ خیال پیدا ہو گیا کہ یہ وصال کا اشارہ ہے چنانچہ میری واپسی کے تھوڑے ہی دنوں بعد آپ کے وصال کی خبر موصول ہوئی۔

اس طرح اپنے مخلص و محب عقیدتمندوں کو رخصت کرتے وقت بار بار ان کی طرف دیکھتے اور فرماتے "خدا کے سپرد۔" اگر پھر ملاقات قسمت میں ہوئی تو ملیں گے۔ اچھا جاؤ خدا حافظ۔

وصال مبارک سے دو تین دن پہلے متحدہ جموں و کشمیر کے سابق ممبر

اسمبلی چوہدری عبدالکریم نے خدمت میں حاضری دی۔ کمزوری اور ناتوانی بڑھ گئی تھی چوہدری صاحب مرحوم نے عرض کیا حضور آپ کا روضہ یہاں ہی ہو گا؟ آپ نے مسکرا کر فرمایا روزہ تو یہاں ہی ہو گا کھلے گا کہیں اور اس میں ظرافت طبعی بھی تھی کہ چوہدری صاحب نے تو روضہ یعنی مزار پر انوار کا پوچھا تو آپ نے روزہ "صوم" فرما کر جواب ٹال بھی دیا اور اہل خرد کو یہ بھی بتا دیا کہ پہلا مدفن تو یہاں ہو گا مگر مستقل مسکن کہیں اور ہو گا جیسا کہ بعد میں ثابت ہوا کہ منگلا ڈیم بننے سے آپ کا مزار چک فیض پور شریف سے ڈھانگری شریف منتقل ہوا۔

وصال کا سانحہ فاجعہ

قوائے ظاہری میں اضمحلال بڑھنے لگا۔ ضعف اور کمزوری کے اثرات نمایاں سے نمایاں تر ہوتے گئے مگر عبادت و ریاضت اور معمول کے اوراد و وظائف میں ذرا برابر فرق نہ آنے پایا۔ پھر ۶ ربیع الثانی ۱۳۸۴ھ ۱۵ اگست ۱۹۶۴ء بمطابق ۳۱ ساون ۲۰۲۱ب بروز ہفتہ سحری کے وقت تازہ وضو فرمایا۔ نماز تہجد ادا کی پھر تسبیح و تہلیل میں مصروف ہو گئے بعد ازاں نماز فجر ادا فرمائی پھر اپنے مسند پر تشریف فرما ہوئے۔ سورج جب شباب سے ڈھلنے لگا گھڑی کی سوئیاں ۱۲ بج کر ۲۶ منٹ پر پہنچیں تو زہد و عبادت اور ولایت کا یہ سورج بھی دارفانی سے غروب ہو کر عالم جاودانی میں طلوع ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون

دوسرے روز اتوار کے دن ۳ بجے نماز جنازہ ادا کی گئی۔ امامت کے فرائض آپ کے مسند نشین حضرت خواجہ مولانا حافظ محمد فاضل صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے انجام دیئے۔ علماء' مریدین' اور اہل ایمان نے جنازے میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ ہزاروں اشکبار آنکھوں نے آپ کا آخری دیدار کیا اور فیض پور شریف میں اپنی مسجد کے شمال مشرق میں آسودہ خاک ہوئے۔

پس مرگ حیات ولی کا منظر

غوث زماں حضرت خواجہ حافظ محمد علی رحمتہ اللہ علیہ کا ۶ ربیع الثانی ۱۳۸۴ھ کو وصال ہوا اور ۷ ربیع الثانی کو آستانہ عالیہ فیض پور میرپور میں مرقد مبارک میں استراحت فرما ہوئے۔ بعد ازاں منگلا ڈیم کی وجہ سے فیض پور شریف میں پانی آگیا اور علاقے کی تمام آبادی کا انخلا ہو گیا تو حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے جسد مبارک کو بھی یہاں سے منتقل کرنے کا پروگرام بنایا گیا۔ ہوا یوں کہ منگلا ڈیم تعمیر ہوا اور ڈیم بننے کے لئے دریاؤں کلپانی ڈیم میں روک دیا گیا جس سے پانی جمع ہونا شروع ہو گیا اور یہی پانی بڑھتے بڑھتے فیض پور شریف تک آ پہنچا۔ آستانہ عالیہ کے کئی حجرے متعلقین کی قیام گاہیں' وضو خانے حتیٰ کہ مسجد شریف بھی زیر آب آنا شروع ہو گئی۔ مسجد شریف سے بالکل متصل واقع مزار شریف کی طرف جب پانی نے رخ کیا تو کئی دنوں سے مزار شریف کی دوسری جگہ منتقلی کے آرزومند متعلقین پر اس خیال سے کہ شائد مزار منتقل نہیں کیا جائے گا۔ گھبراہٹ طاری ہو گئی۔ حضور قبلہ عالم حضرت پیر خواجہ محمد فاضل صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ مزار شریف کے اندر

گئے اور کچھ دیر بعد باہر نکلے اور فوراً مزار کی منتقلی کا حکم دے دیا۔ اس موقع پر حضرت قبلہ بابو محمد صادق مدظلہ العالی اور حضرت قبلہ منشی محمد شریف دامت برکاتہم العالیہ بھی موجود تھے۔ چنانچہ قبلہ عالم حضرت ثالثؒ کے اچانک قبر شریف کھولنے کا حکم فرمایا مورخہ ۷ ربیع الثانی ۱۳۸۷ھ ۱۶ جولائی ۱۹۶۷ء بمطابق ۲۰ ساون ۲۰۲۴ ب بروز اتوار سیکڑوں محبین کی موجودگی میں مرقد اقدس کھولی گئی اور تمام حاضرین یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ جسم مبارک تو بعد کی بات ہے پورے تین سال کا عرصہ گزرنے کے بعد بھی کفن ابھی میلا بھی نہیں ہوا تھا۔ اور چہرہ انور پر ہلکی مسکراہٹ سے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ لوگوں سے گریزاں ہو کر نیند کا بہانہ کر کے آنکھیں موند کر ابھی لیٹے ہیں۔ زیارت کرنے والوں کی آنکھیں محبت و مسرت سے پرنم تھیں کوئی سبحان اللہ اور ماشاء اللہ بے ساختہ پکار اٹھا کوئی درود پاک اور کوئی کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے جھوم رہا تھا۔ آج سب پہ یہ حقیقت آشکار ہو گئی تھی کہ اللہ کے ولی مرتے نہیں وہ تو نقل مکانی کرتے ہیں۔ آپ کو دوبارہ غسل دیا گیا' علماء' مشائخ' صوفیاء کی کثیر تعداد اور ہزاروں عوام نے دوبارہ نمازجنازہ پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔ ۳ بجے سے پہلے ہی پھر اسی طرح بارش شروع ہو گئی جس طرح تین سال قبل جنازہ سے پہلے برس رہی تھی اور جب اللہ کا ولی اللہ سے ملنے جائے تو رحمت باری جھوم کر کیوں نہ برسے! بعد ازاں اللہ کے اس زندہ ولی کو ڈھانگری شریف میں قبر مبارک میں اتارا گیا اور آپ کا مزار مقدس آج تک لاتعداد زائرین کے لئے سکون قلب و جاں باعث تازگی ایمان اور خلاصی

غم دوران کا ذریعہ بنا ہوا ہے۔

مزار کے اندر سے گفتگو

مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی وزیر آباد حضور قبلہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے بڑے عقیدت کیش تھے۔ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے عرس چہلم میں انہوں نے ایک باکمال خطاب کیا اور اس دوران خود ان پر بھی کیفیت طاری ہوئی اور سامعین حضرات کو بھی رلایا اور تڑپایا۔ دوران وعظ ذرا سا رکے تو محفل پر ایک رقت طاری ہو گئی پھر بے ساختہ بولے کہ میں ہر مزار پر جھکنے والا نہیں ہوں اور آج بھی مزار پرانوار پر میرا جھکنے کا کوئی ارادہ نہ تھا۔ میں نے مزار پر حاضری دی فاتحہ پڑھی آنکھیں بند کیں تو حکم ہوا ہزاروی! اگر کچھ لینا ہے تو جھک جا۔ میں نے حکم ملتے ہی قبر شریف کو بوسہ دیا تو اس وقت ارشاد ہوا "میرا محمد فاضل بڑا مسکین ہے"

حضرت ثانی خواجہ حافظ محمد علی رحمتہ اللہ علیہ
کی عبادات ' ریاضت ' معمولات و مجاہدات
کا نہایت اختصار سے تذکرہ

ریاضت و مجاہدات

حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ کم خوردن' کم گفتن و کم خفتن کا مکمل نمونہ تھے۔ آپ کا معمول ہو گیا تھا کہ ایک روٹی کا چوتھائی تناول فرماتے اور سالن بھی اس قدر کم استعمال فرماتے کہ روٹی کا آخری کنارہ سالن میں ڈال کر کھا لیتے۔ عمدہ لذیز اور نفیس غذا سے ہمیشہ پرہیز فرماتے ایک مرتبہ آپ کے خادم خاص حاجی راج محمد صاحب نے بڑی محبت اور شوق سے مرغ پکوایا اور آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا آپ نے حسب معمول تھوڑی سی روٹی ذرا سے سالن کے ساتھ تناول فرمائی اور بوٹیاں چھوڑ دیں حاجی صاحب نے عرض کی حضور میں نے بڑی محنت اور محبت سے مرغ کا گوشت پکوایا تھا آپ نے ارشاد فرمایا "راج محمد میں کھانا ذائقے کے لئے نہیں کھاتا۔ بعض بزرگ جو زیادہ کھانا کھاتے ہیں وہ ساری ساری رات عبادت میں بسر کرتے ہیں اور اس کھانے کا حق ادا کر دیتے ہیں۔ میں تو اتنی عبادت نہیں کرتا" یہ آپ کا انتہائی عجز و انکسار تھا واقف حال تو اس حقیقت سے بخوبی واقف تھے کہ آپ نماز فجر باجماعت ادا فرمانے کے بعد معمول کے اوراد و وظائف پورے فرماتے پھر احباب کے ساتھ ملاقات فرماتے انہیں فیوض و برکات سے مستفیض فرماتے اس کے بعد تلاوت قرآن میں مصروف ہو جاتے اس سے فراغت کے بعد کتب کا مطالعہ فرماتے بالخصوص تصوف کی کتب کا مطالعہ بڑے شوق سے انہماک سے کرتے۔ اسی دوران ملاقات کے لئے آنے والے حضرات سے ملاقات بھی فرماتے۔ تمام نمازیں باجماعت ادا فرماتے۔ عشاء کی نماز باجماعت

ادا فرمانے کے بعد بالکل تنہائی اختیار فرما لیتے اور دیر تک اوراد و وظائف پڑھتے رات بارہ بجے کے بعد نماز تہجد ادا فرماتے اور اس میں انتہائی طویل قیام فرماتے فراغت کے بعد رات کے آخری حصے میں عشق رسول میں ڈوب کر بارگاہ رسالت میں ہدیہ درود پیش کرتے پھر طویل مراقبہ فرماتے۔ اذان فجر سے تھوڑی دیر پہلے نہایت مختصر سا وقت آرام فرماتے اور اذان کے ساتھ ہی اٹھ بیٹھتے۔ شائد یہ آرام بھی سنت نبوی سمجھ کر کرتے تھے۔ ایک ارادتمند سنگی عبدالرزاق ساکن ڈھانگری بہادر حال مقیم میرپور نے پردہ اٹھاتے ہوئے بیان کیا کہ میں نے ایک مدت مدید حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے پڑوس اور خدمت گزاری میں بسر کی ہے۔ حضرت صاحب کا معمول تھا کہ ہمیشہ رات کا بیشتر حصہ جاگ کر عبادت الٰہی میں گزارتے تھے۔ ایک دن ایسا ہوا کہ میرے دادا جان کے پیر صاحب کے خاندان کے ایک بزرگ تشریف لائے ہوئے تھے میں ان کی زیارت کے لئے حاضر ہوا رات بڑی دیر تک محفل جمی رہی جب محفل ختم ہوئی تو میں واپس آیا رات کے دو حصے گزر چکے تھے مخلوق خدا گہری نیند سو رہی تھی میں نے دیکھا کہ حضرت حافظ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا کمرہ بند ہے لیکن اندر سے گریہ و زاری کی نہایت پر سوز دھیمی دھیمی آواز آ رہی ہے تھوڑی دیر کے لئے میں متفکر اور متعجب ہوا پھر کمرے کے دروازے کے قریب جا کر کان لگا کر حقیقت حال جاننے کے لئے غور سے سننے لگا تو اندر سے عشق الٰہی میں ڈوبی ہوئی عجزوانکسار میں کھوئی ہوئی درد و کرب سے رندھی ہوئی آواز میں کوئی صوفیانہ اشعار پڑھ رہا تھا جس کا ایک مصرع یہ تھا

جندے میریئے نی مٹی دیئے ٹھیریئے نی

میں نے توجہ سے سنا تو یہ گریہ و زاری اور آہ و بکا کر کے اس عالم تنہائی میں
مولیٰ کو منانے والی آواز حضرت خواجہ حافظ محمد علی رحمتہ اللہ علیہ کی تھی

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

حضرت ثانی خواجہ پیر حافظ محمد علی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے چار صاحبزادگان ہیں حضرت قبلہ عالم مولانا حافظ محمد فاضل رحمتہ اللہ علیہ حضرت صاحبزادہ بابو محمد صادق صاحب مدظلہ العالی حضرت صاحبزادہ محمد صدیق رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت صاحبزادہ منشی محمد شریف صاحب مدظلہ العالی حضرت صاحبزادہ قبلہ محمد صادق صاحب کے تین صاحبزادگان برطانیہ میں قیام پذیر ہیں۔ چوہدری عبدالقیوم صاحب' چوہدری عبدالغفور صاحب اور چوہدری عبدالحفیظ صاحب

حضرت صاحبزادہ قبلہ محمد شریف صاحب کے پانچ صاحبزادگان ہیں صاحبزادہ محمد یونس صاحب' صاحبزادہ غلام فرید صاحب' صاحبزادہ محمد عزیزالرحمٰن صاحب پیر طریقت حضرت مولانا صاحبزادہ محمد ذکریا نعمانی صاحب مدظلہ اور صاحبزادہ محمد یحییٰ صاحب رحمتہ اللہ علیہ

حضرت ثالث خواجہ پیر محمد فاضل رحمتہ اللہ علیہ کے چار صاجزادگان ہوئے حضرت صاجزادہ پیر محمد حبیب الرحمٰن اور حضرت صاجزادہ پیر محمد عتیق الرحمٰن حضرت صاجزادہ محمد دلیل الرحمٰن رحمتہ اللہ علیہ و حضرت صاجزادہ محمد حمیدالرحمٰن رحمتہ اللہ علیہ موخر ذکر دونوں بچپن میں وصال کر گئے تھے۔ -بچپن

باب ثالث

جامع الفضائل، عمدہ الخصائل
معدن الشمائل، حضور قبلہ عالم

حضرت خواجہ محمد فاضل رحمتہ اللہ علیہ

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

(اقبال)

حضور قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ
کی
ولادت مبارک
اور
تعلیم و تربیت

سراپا مبارک

دراز قامت' نحیف جسامت' ہاتھوں میں کشادگی اور نزاکت' سر پر عمامہ' چاندی کی تاروں جیسی چمکدار ریش مبارک' کھلتا ہوا دراز چہرہ' پیشانی سے ٹپکتا ہوا جمال' نیم وا آنکھیں شرم و حیا کی اعلیٰ مثال' دھیمی دھیمی چال' شیریں مقال جس نے ایک دفعہ زیارت کر لی زندگی بھر عالم تصورات میں لذت دیدار سے سرشار ہوتا رہا۔ یہ تھے پیکر علم شریعت' مخزن علم طریقت' عارف رموز حقیقت امام راہ ہدایت' شہباز جہان ولایت' جامع الفضائل' عمدہ الخصائل' معدن الشمائل' مرشد الکامل حضرت خواجہ محمد فاضل حضرت الثالث رحمتہ اللہ علیہ۔

جہان رنگ و بو میں آمد

دن اور تاریخ تو کہیں مذکور نہیں البتہ ۱۳۳۴ء بمطابق ۱۹۱۵ء کی ایک متبرک و مقدس گھڑی تھی جب آستانہ عالیہ ڈھنگروٹ شریف میں منبع رشد و ہدایت پیر طریقت حضرت خواجہ حافظ محمد علی حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں ایک بچے کی ولادت ہوئی والد گرامی نے آغوش عاطفت میں لیا۔ پہلی ہی نگاہ میں نومولود کی بلندی پرواز کو بھانپ لیا توجہ بھری ایک نگاہ ڈالی اور نہ جانے کس باطنی اذن سے نام محمد فاضل رکھا۔ شائد ولی کامل کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کی تاثیر تھی کہ آپ دنیائے علم و فضل اور زہد و ورع کے ماہ کامل بن کر اسم با مسمٰی ثابت ہوئے۔

ابتدائی تعلیم و تربیت

آپ نے ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے لاثانی والد حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ انہوں نے دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ روحانی توجہ کے ذریعے ابتدا ہی سے زہد و ورع، تقویٰ و توکل، رحم و سخاوت، محبت و مودت، صبر و تحمل، حلم و بردباری، عجز و انکساری، عفو درگذر، جمال و کمال، شان استغنا و بے نیازی، حق گوئی و بے باکی، حق شناسی و حق پرستی، ایثار و قربانی، شفقت و مہربانی، سحر خیزی و آہ نیم شبی، خلوص و للہیت، لطف و کرم الغرض جملہ صفات حمیدہ کا خوگر و پیکر بنا دیا۔

مادر زاد ولی

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ آپ کو خالق دوجہاں نے مادر زاد ولی بنا کر دنیا میں پیدا فرمایا تھا اور آپ کی اس شان کا اظہار بچپن میں ہی ہو گیا تھا۔ حاجی محمد عبداللہ موضع مواہ اس واقعہ کے راوی ہیں کہ ہم نے سنا ہے کہ حضرت صاحب قبلہؒ کی عمر ابھی پانچ چھ سال کی تھی۔ آپ ابھی تختی لکھا کرتے تھے کہ کسی شخص نے بڑے حضرت صاحب حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے حضور گزارش کی میرے گھر میں پریشانی اور ویرانی نے ڈیرے ڈال رکھے ہیں چین سکون، آرام، خیر و برکت سب کچھ برباد ہو گیا، تنگی، تکلیف، بیماری اور غربت چھا گئی ہے اور کوئی صورت امید کی نظر نہیں آتی۔ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے درد بھری کہانی سنی اور والد گرامی کے کچھ فرمانے سے پہلے ہی معصومیت کے انداز میں بولے "آپ کے گھر میں درخت ہوا کرتا تھا اس

پر ایک ڈیرا ہوا کرتا تھا تم لوگوں نے اس کی بے ادبی کی ہے جس کی وجہ سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے خیال فرمایا عرصہ ہو گیا میں اس شخص کے ہاں جاتا ہوں میں نے تو کبھی اس کے گھر میں کوئی درخت نہیں دیکھا۔ یہ بچہ کیا کہتا ہے اس آدمی سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ ہاں بہت عرصہ پہلے ہمارے گھر میں بیری کا ایک درخت ہوا کرتا تھا ہم نے اسے کاٹ کر مکان بنا لیا تھا اور اب بھی کبھی کبھی اس کی شاخیں دیوار میں سے پھوٹ نکلتی ہیں جنہیں کاٹ دیتے ہیں۔ حضرت ثالثؒ نے نہ کبھی ان کا گھر دیکھا اور نہ اس وقت آپ دنیا میں تشریف لائے تھے جبکہ وہ درخت کاٹا گیا تھا مگر آپ کی نگاہ ولایت نے یہ سب کچھ دیکھ لیا اور بتلا بھی دیا۔

مزید تعلیم کا حصول

ابتدائی تعلیم کے بعد والد گرامی کے ارشاد کے مطابق مزید تعلیم کے حصول کے لئے عالم اجل حضرت مولانا غلام نبی صاحب رحمتہ اللہ علیہ پنڈوری اور استاذ العلماء حضرت مولانا محمد ابراہیم سیاکھوی رحمتہ اللہ علیہ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ بعد ازاں شیخ الحدیث والقرآن حضرت مولانا محمد یوسف رحمتہ اللہ علیہ محلہ نلوئی پرانا میرپور سے کریما' پندنامہ' نام حق' تحفہ رسولیہ' گلستاں' بوستاں' مالا بدمنہ' زلیخا خلاصہ کیدانی' منیتہ المصلی' قدوری' کنزالدقائق وغیرہ کتب پڑھیں

علامہ عبداللہ کھمباہی کی پیشن گوئی

حضرت ثالث قبلہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ جب میرپور میں

درس نظامی کی ابتدائی کتب پڑھتے تھے تو اس دوران ایک دن استاذ الاساتذہ حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کھمباہی جو بہت بڑے درویش صفت عالم تھے اور پہاڑ والے مولوی صاحب کے نام سے مشہور تھے درس میں تشریف لے آئے اور سب طلباء کی کاپیاں ملاحظہ فرمانے لگے۔ ملاحظہ فرمانے کے بعد ایک کاپی کو غور سے دیکھا۔ سب طلباء کی موجودگی میں ادارے کے استاذ محترمؒ سے مخاطب ہو کر کہنے لگے: "یہ کاپی جس طالب عالم کی ہے وہ اپنے دور کا عالم بے بدل ہو گا۔" پھر پوچھا یہ کس کی کاپی ہے؟ جواباً بتایا گیا یہ مولانا محمد فاضل صاحب کی ہے۔ مولانائے محترم کی نگاہ آپ پر جم گئی فرمایا: یہ کس علاقہ کے رہنے والے ہیں؟ استاد گرامیؒ نے تعارف کرایا تو مولانا کھمباہی یہ سن کو خوش ہوئے کہ یہ حضرت اعلیٰ ڈھنگروٹ شریف کے پوتے اور حضرت ثانی کے لخت جگر ہیں۔

گجرات کے درس میں شمولیت

آپ نے تیرہ چودہ سال کی عمر میں میرپور کے درس میں مروجہ تعلیم حاصل کر لی تو اپنے والد ماجد حضرت ثانی قبلہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ہمراہ آوان شریف اور پھر گجرات میں حضرت شاہدولہ دریائی رحمتہ اللہ کے مزار پرانوار پر حاضری دی۔ اسی دوران معلوم ہوا کہ گجرات شہر میں کابلی دروازہ کی مسجد شاہ حسین میں ایک درس ہے اور صرف و نحو کے فن کے مشہور استاد مولانا عبداللہ صاحب پڑھاتے ہیں۔ آپ اسی درس میں داخل ہو گئے اور قانونچہ کھیوالی سے لے کر صرف و نحو کی تمام کتب کی تعلیم حاصل کی۔

مولانا عبداللہ کے درس کو چھوڑنے کی وجہ

آپ نے ذہانت و فطانت ورثے میں پائی تھی اس کے ساتھ ساتھ والد گرامی جو ولی کامل تھے ان کی توجہ سونے پر سہاگہ ثابت ہوئی۔ آپ کے استاد آپ کی اس ذہانت کے پیش نظر آپ سے بڑی محبت کرتے اور سب طلباء سے زیادہ آپ پر توجہ دیتے۔ اس بلا کی ذہانت کے علاوہ اولیاء اللہ کی عقیدت و محبت آپ کی فطرت میں شامل تھی۔ آپ اکثر اپنے ہم درس طلباء کے سامنے بھی کرامات اولیاء کا تذکرہ اور مدحت و محبت کا بڑے حسن ادب سے اظہار فرماتے۔ کچھ طلباء استاد کی آپ پر مخصوص توجہ سے نالاں تھے۔ اتفاق سے مولانا عبداللہ صاحب جو دیوبندی عقیدہ رکھتے تھے گھر کی چھٹی گزار کر واپس آئے تو طلباء نے استاد سے شکایت کی کہ آپ ان کو تمام طلباء پر فوقیت دیتے ہیں لیکن یہ تو پکے بدعتی ہیں۔ مولانا یہ سن کر بہت پریشان ہوئے۔ دوسرے دن جب آپ کتاب لے کر پڑھنے کے لئے آگے بڑھے تو مولانا صاحب نے کہا ابھی ٹھہر جاؤ۔ دوسری دفعہ بھی ایسا ہی ہوا۔ آپ نے کتاب اٹھائی اور ادھر کا رخ نہ کیا۔ آخر مولانا نے خود بلایا اور سمجھانے کے انداز میں کہا: میں تو آپ کو بہت اچھا سمجھتا تھا لیکن آپ جماعت علی شاہ وغیرہ کی طرح بدعتی نکلے۔ آپ نے جواب دیا: جی ہاں۔ آپ نے جیسا سنا ہے بالکل ٹھیک ہے میں بالکل ویسا ہی ہوں ذرہ برابر فرق نہیں۔ یہ جواب دے کر آپ واپس آئے اور جانے کے لئے سامان باندھا۔ اجازت کے لئے مولانا عبداللہ صاحب کے پاس گئے۔ اب انہیں ایک ذہین طالب علم کے درس چھوڑنے کا قلق ہوا

اور کہنے لگے بھئی آپ رک جاؤ اسباق بہت اہم ہیں۔ اسباق جاری رکھو۔ عقائد اپنے اپنے ہوتے ہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ آپ نے معذرت کی اور جواب دیا: "جیسا میں خود ہوں ویسا ہی کوئی تلاش کروں گا۔" جب استاد نے ارادہ مصمم دیکھا تو اجازت دی اور کافی دور تک ساتھ جا کر الوداع کیا۔

گجرات شہر میں انجمن خدام الصوفیہ کے درس میں شمولیت:

آپ مولانا عبداللہ کے درس سے رخصت ہو کر گجرات شہر میں ہی انجمن خدام الصوفیہ کے درس میں تشریف لائے۔ یہاں آپ کو اپنے قول کے مطابق اپنے ہم مسلک اچھے اساتذہ مل گئے۔ یہاں عالم اجل حضرت علامہ محمد عبدالغفور ہزاروی رحمتہ اللہ علیہ استاد العلماء حضرت علامہ سلطان احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ مصروف تدریس تھے۔ آپ نے دونوں ہستیوں سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ یہاں علمی پیاس کے ساتھ ساتھ روحانی جلا کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ دن کو علوم دینی پڑھتے اور رات کے وقت جب باقی طلباء سو جاتے تو آپ خاموشی سے اٹھ کر حضرت خواجہ محمد کبیرالدین المعروف حضرت شاہدولہ دریائی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضری دیتے۔ رات وہاں گزارنے کے بعد صبح طلباء کے بیدار ہونے سے پہلے ہی درسگاہ میں پہنچ جاتے۔

حضرت شاہدولہ رحمتہ اللہ علیہ کی خاص نظر

حضرت ثالث رحمتہ اللہ علیہ کو حضرت شاہدولہ دریائی رحمتہ اللہ علیہ

سے انتہائی گہری عقیدت و محبت تھی جو آپ کو اپنے والد گرامی قدر سے ورثے میں ملی تھی اور اب روزمرہ کی حاضریوں نے اس میں چار چاند لگا دیئے تھے۔ اس دوران راتیں دربار میں گزارنا آپ کا معمول بن گیا تھا۔ ایک روز اتفاق ایسا ہوا کہ کسی ناگزیر مجبوری کی بنا پر آپ رات کو دربار میں حاضر نہ ہو سکے لیکن حاضر نہ ہو سکنے کے افسوس اور پریشانی میں رات کو بستر پر لیٹے کروٹیں بدلتے رہے اسی دوران کہیں آنکھ لگ گئی تو خواب کے عالم میں دیکھتے ہیں کہ حضرت شاہدولہ رحمتہ اللہ کی قبر شریف کے سامنے ایک بوڑھیا مائی اپنے بیٹے کی قید سے رہائی کے لئے عرض کر رہی ہے اور حضرت شاہدولہ رحمتہ اللہ علیہ اپنے نصف جسم مبارک کو قبر سے باہر نکال کر حضرت قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ سے ارشاد فرما رہے ہیں: "آج اگر آپ حاضر نہیں ہو سکے تو ہم خود آپ کے پاس آ گئے ہیں۔" اللہ اللہ ان اللہ والوں کا یہ تعلق خاطر۔ یہ محبت' یہ نسبت' یہ رواداری اور یہ دلداری۔

الغرض گجرات میں انجمن خدام الصوفیہ کے درس سے عالم اجل حضرت علامہ عبدالغفور ہزاروی رحمتہ اللہ علیہ وزیر آباد اور استاذ العلماء استاذ الکل حضرت علامہ سلطان احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ جاصلانوالہ منتقل ہو گئے تو حضور قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ بھی جاصلانوالہ پہنچ گئے اور استاذ العلماء حضرت علامہ سلطان احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے درس میں داخل ہو گئے اور خوب خوب اپنی علمی پیاس بجھانے میں منہمک ہو گئے۔ یہاں چند برس تک پوری تندہی اور انہماک کے ساتھ تحصیل علم میں ہمہ تن مصروف

رہے اور درس نظامی کی تکمیل کی۔ آپ خود بھی اکثر بطور تحدیث نعمت اظہار فرمایا کرتے تھے کہ استاذ الکل حضرت علامہ سلطان احمد دامت برکاتہم العالیہ کے پاس حصول تعلیم کے لئے بہت محنت کرنا پڑی اور استاذ گرامی قدر دامت فیوضکم نے بھی نہایت احسن طریقے اور منفرد انداز میں دولت علم سے مالا مال فرمایا۔

دورہ حدیث بریلی شریف میں

حاصلا نوالہ سے اکتساب علم کے بعد علم حدیث شریف کی تحصیل کے لئے آپ نے برصغیر کی معروف درسگاہ جامعہ نعمانیہ لاہور کا رخ کیا وہاں استاد العلماء مولانا محب النبی رحمتہ اللہ علیہ سے بخاری شریف کا ایک ہی سبق پڑھا تھا۔ کہ مسجد وزیر خان لاہور میں حزب الاحناب کے جلسہ میں شرکت کے لئے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد سردار احمد رحمتہ اللہ علیہ کی آمد ہوئی۔ اس موقع پر حضرت مولانا حشمت علی خان لکھنوی اور صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی بھی تشریف لائے ہوئے تھے قبلہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت شیخ الحدیث رحمتہ اللہ علیہ کی تلاش شروع کی تو حضرت شیخ الحدیث رحمتہ اللہ علیہ مسجد حضرت سید احمد شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ میں نماز عشاء میں مشغول تھے جب نماز پڑھ چکے تو آپ کی ان سے ملاقات و نیاز حاصل ہوئی۔ حضرت شیخ الحدیث رحمتہ اللہ علیہ نے پوچھا کہ کیسے آنا ہوا۔ آپ نے عرض کیا کہ دورہ حدیث شریف کے لئے بریلی شریف چلنے کا خیال ہے اس پر آپ نے پوچھا کہ کیا بریلی شریف چلنے کا آپ کا ارادہ معمم ہے

عرض کیا کہ ارادہ بالکل پختہ ہے لیکن اس وقت میرے پاس زاد راہ کم ہے
آپ اگر کرایہ ادا فرما دیں تو میں گھر سے دام منگوا کر دوں گا اس پر شیخ الحدیث
رحمتہ اللہ علیہ نے نہایت شفقت اور خندہ پیشانی سے فرمایا۔ کہ صبح آٹھ بجے
آ جانا ہم اپنے ہمراہ لے کر چلیں گے چنانچہ صبح آپ کے ساتھ ہو گئے اور
راستہ میں امرت سر میں قیام و آکلم ہوا اور رات کو حضرت شیخ الحدیث رحمتہ
اللہ علیہ کی تقریر ہوئی اور رات ساڑھے بارہ بجے گاڑی پر سوار ہو کر نماز ظہر
کے وقت بریلی شریف پہنچے نماز ظہر مسجد بی بی جی مرحومہ دارالعلوم مظہر
الاسلام میں ادا کی اور بعد محلہ سوداگراں میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلی رضی اللہ
عنہ کے مزار شریف پر حاضری ہوئی اور حضرت مولانا حامد رضا خان رحمتہ اللہ
علیہ سے ملاقات ہوئی انہوں نے شیخ الحدیث رحمتہ اللہ علیہ سے خیریت معلوم
کرنے کے بعد آپ کے متعلق پوچھا کہ یہ کہاں کے رہنے والے ہیں آپ
نے بتایا ان کا ضلع جہلم ہے اس پر انہوں نے نام پوچھا آپ نے نام بتایا کہ ان
کا نام محمد فاضل ہے اس پر حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا خان صاحب نے فرمایا
"الفاضل المفضل الکامل الاکمل" یہ وہ خطاب ہے جو فاضل بریلوی رضی اللہ
عنہ کے لخت جگر نے آپ کو پہلی ہی ملاقات میں دے دیا۔ سچ ہے "قدر جوہر
را جوہری مشناسد"

آپ نے بریلی شریف سے ڈھنگروٹ شریف میں خط لکھ کر اپنے
پروگرام سے مطلع کیا اور بذریعہ ڈاک رقم بھی منگوالی رقم ملتے ہی آپ شیخ
الحدیث مولانا محمد سردار احمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش ہوئے

اور کرایہ میں خرچ کی گئی رقم پیش کی۔ جسے شیخ الحدیث رحمتہ اللہ علیہ نے لینے سے انکار کر دیا۔ اور فرمایا کہ ہم نے یہ کام للہ کیا تھا۔ اس دور میں مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان رحمتہ اللہ علیہ شیخ الجامعہ مظہر اسلام تھے اور مولانا عبدالعزیز صاحب رحمتہ اللہ علیہ شیخ الحدیث تھے اور مولانا سردار احمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ ان کے نائب تھے حضرت صاحب قبلہ عالم نے ان دونوں ہستیوں سے حدیث شریف پڑھی اور شعبان المعظم ۱۳۵۱ھ میں علوم ظاہری کی مکمل و اکمل تکمیل کے بعد سند فراغت حاصل کی۔ حصول علم میں اپنی زندگی کے مکمل بیس ۲۰ سال صرف کیے۔

قطبیت کا خطاب

بریلی شریف دوران تعلیم کا یہ واقعہ معروف عالم دین مولانا مفتی غلام قادر صابری کشمیری حال کراچی نے بتایا کہ میں ان دنوں بریلی شریف میں زیر تعلیم تھا۔ ایک روز حضرت قبلہ شیخ الحدیث مولانا سردار احمد صاحب" چند علماء کے ساتھ گزر کر کہیں جا رہے تھے کہ ایک کونے میں ایک طالب علم کو نہایت خاموشی کے ساتھ سمٹ کر بڑے ادب سے سر جھکا کر مطالعہ کرتے دیکھا۔ فرمایا یہ کون ہیں؟ کسی نے بتایا حضور! یہ مولانا محمد فاضل ہیں اور حدیث شریف کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ آپ نے گہری نظر سے دیکھا اور فرمایا: "سبحان اللہ یہ وقت کے قطب ہیں۔"

فراغت کے بعد مراجعت

آپ جب بریلی شریف سے فارغ التحصیل ہوئے تو مولانا مصطفی رضا خاں رحمتہ اللہ نے فرمایا: مولانا صاحب آپ نے پڑھ تو لیا ہے لیکن ابھی گڑھے نہیں' ابھی کچھ عرصہ مزید رکنا پڑے گا" ان کا مدعا یہ تھا کہ کچھ عرصہ یہیں پڑھائیں۔ آپ نے عرض کی حضور کچھ ایسی گھریلو مجبوریاں اور ذمہ داریاں ہیں کہ مزید قیام ممکن نہیں ہو گا۔ چنانچہ انہوں نے بخوشی اجازت عطا فرمائی۔ آپ کو رخصت کرنے کے لئے آپ کے اساتذہ' رفقاء' ہم جماعتوں اور دیگر طلباء نے اپنی محبت اور تعلق کی بنا پر علیحدہ علیحدہ الوداعی تقاریب کا پروگرام بنایا۔ لیکن آپ اجازت ملتے ہی واپسی کے لئے ریل کا ٹکٹ خرید چکے تھے اب زیادہ دن قیام ممکن نہ تھا اس لئے سب نے مل کر ایک ہی الوداعی تقریب منعقد کی۔ یہ تقریب اتنی شاندار' باوقار اور یادگار تھی کہ آپ بیشتر مواقع پر اس کا ذکر فرماتے ہوئے اسے دعوت شیراز کہا کرتے تھے۔ آپ کو اساتذہ' تلامذہ اور رفقاء نے بڑے پرتپاک انداز میں رخصت کیا۔ آپ سیدھے گھر تشریف لائے والد گرامی رحمتہ اللہ علیہ کی قدم بوسی کی اور پھر جن اساتذہ کرام سے آپ نے تعلیم حاصل کی تھی سب کے پاس خود چل کر گئے اور فرداً فرداً سب سے ملاقات فرمائی۔

حضور قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ
اور
اتباع شریعت

اتباع شریعت و سنت

آپ کا وجود مسعود پیکر شریعت و سنت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کا پرتو کامل تھا' آپ کا اٹھنا' بیٹھنا' سونا' جاگنا' دیکھنا' سننا' کھانا' پینا' اوڑھنا' بچھونا' لباس' انداز' اطوار' عادات' گفتار' کردار' رفتار' تعلقات' معاملات مکمل طور پر سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے سانچے میں ڈھلے ہوئے تھے۔

لباس میں سادگی

آپ ہمیشہ سادہ مگر صاف ستھرا لباس پہنتے تھے۔ ہمیشہ تہبند و کرتہ اور اوپر کھدر کی چادر استعمال فرماتے۔ کبھی کبھی اونی دیسی کمبل بھی اوڑھ لیتے۔ سر پر عمامہ مبارک سجاتے تھے۔ جوتے سادہ چمڑے کے استعمال فرماتے۔ تہبند ہمیشہ ٹخنوں سے اونچا رکھتے اور اپنے حلقہ احباب سے بھی اس کی سختی سے پابندی کراتے۔ اس معاملہ میں اس قدر اہتمام فرماتے کہ کوئی بھی شخص بلاامتیاز صغیر و کبیر' عالم و جاہل جو بھی ہوتا سرعام اس کی سرزنش فرماتے۔

ایک عالم دین کا واقعہ

ایک بہت بڑے عالم دین تھے نہایت شریں بیاں اور مقبول عام خطیب تھے لوگوں میں بڑی عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے اور لوگ انہیں عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تھے۔ وہ بڑے طمطراق کے ساتھ حضرت صاحب کی خدمت میں محفل گیارہویں شریف میں حاضر ہوئے آپ سے ملاقات ہوئی دیکھا تو ان کا تہبند ٹخنوں سے نیچے زمین کو چھو رہا تھا۔ پھر کیا تھا حضرت کے چہرے پر ناگواری کے آثار نمودار ہوئے اور آپ نے پورے

جلال کے ساتھ انہیں مخاطب کر کے فرمایا "مولانا! لوگ آپ کو عاشق رسول ﷺ کہتے ہیں لیکن آپ کیسے عاشق رسول ہیں کہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نفی کر رہے ہیں۔ تہبند ٹخنوں سے اوپر ہونا چاہئے۔

بانکی مونچھوں سے نفرت

آپ اپنے متعلقین اور مریدین کو ہمیشہ سنت کی پابندی کی تلقین فرماتے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے حلقہ ارادت میں اکثر باشرع حضرات ملیں گے۔ ایک مرتبہ جمعتہ المبارک کے بعد سنگی ختم شریف قیوم اربعہ پڑھنے کے لئے حجرہ کے باہر برآمدے میں جمع ہوئے۔ ایک سنگی بڑی بڑی خمدار بانکی مونچھیں رکھے آپ کے سامنے آ بیٹھا۔ آپ نے اس کے چہرے پر جلال کی نگاہ ڈالی اور پھر ایک حدیث شریف پڑھ کر اس کی تشریح بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اس حلیے کے لوگ حوض کوثر کی سیرابی' پل صراط کی راہداری اور میری شفاعت تینوں سعادتوں سے محروم رہیں گے۔" پھر نہایت غصے کی حالت میں فرمایا: "کسی کو ناگوار گزرتی ہے تو گزرے میں تو حق بات ضرور کہوں گا۔"

ایک سنگی کی ڈاڑھی منڈانے پر مرمت

مولوی محمد صادق صاحب میاں عبدالمالک صاحب سے اس واقعہ کی روایت کرتے ہیں کہ ایک سنگی باریش تھا اور دربار شریف کا بڑا نیاز مند تھا لیکن نامعلوم کس بنا پر اس نے ڈاڑھی منڈوا دی اور زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ اس وقت حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ بقید حیات تھے اور مسجد میں تشریف فرما

تھے۔ حضرت ثالث صاحب علیہ الرحمتہ وضو بنا رہے تھے وہ بڑی عقیدت کے ساتھ آپ کی دست بوسی کے لئے آگے بڑھا۔ آپ نے اس کا یہ حال ملاحظہ فرمایا تو ایک دم جلال میں آگئے اور باہر نکل جانے کا حکم فرمایا پھر وہ دوسری جانب سے حضرت ثانی رحمتہ اللہ کی خدمت میں جانے میں کامیاب ہو گیا۔ انہوں نے پوچھا تو نے یہ کیا ظلم کیا؟ اس نے رونے جیسی حالت میں عرض کیا حضور! لوگ مجھے طعنے دیتے اور تنگ کرتے تھے کہ یہ ڈاڑھی والے اندر سے بے ایمان ہوتے ہیں۔ آپ نے برجستہ فرمایا: "ڈاڑھی منڈانے والے اندر اور باہر دونوں جانب سے بے ایمان ہوتے ہیں۔" لوگ کہتے ہیں تو کہتے رہیں تم آئندہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ڈاڑھی ہرگز نہ منڈانا۔ چنانچہ اس نے توبہ کر کے اپنی اصلاح کر لی۔

ہر کام دائیں ہاتھ سے

آپ کا ارشاد گرامی تھا کہ کھانے' پینے اور لینے دینے میں ہمیشہ دایاں ہاتھ استعمال کرو۔ اس میں برکت بھی ہے اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہے۔ راقم صوفی طالب حسین ایک دفعہ غالباً" حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے سالانہ ختم شریف کے موقع پہ گھر سے دودھ لے کر حاضر ہوا۔ رات دربار میں گزاری۔ صبح واپسی پر رخصت کرتے ہوئے حضرت ثالث رحمتہ اللہ نے مجھے دودھ کا برتن دینے کے لئے آگے بڑھایا۔ میں نے بے خیالی میں اپنا بایاں ہاتھ پکڑنے کے لئے بڑھایا تو آپ نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ دوبارہ' سہ بارہ ایسا ہی ہوا۔ میں کچھ نہ سمجھ سکا تو آپ نے مسکرا کر فرمایا: "اسکول میں طلباء کی اسی

طرح تربیت کرتے ہو۔؟" میں نے نادم ہو کر عرض کی حضور غلطی ہو گئی آئندہ احتیاط کروں گا۔ اسی طرح ایک مرتبہ ایک آدمی تعویز لینے آیا آپ اسے تعویز مرحمت فرمانے لگے تو اس نے بایاں ہاتھ آگے بڑھایا۔ آپ نے اپنا دست مبارک کھینچ لیا اور ارشاد فرمایا: "دائیں ہاتھ سے لینا اور دینا سنت ہے۔" ایسا اکثر ہوتا کہ جب بھی کسی نے تعویذ یا کوئی چیز لیتے ہوئے بایاں ہاتھ بڑھایا تو آپ نے اپنا دست مبارک واپس کر لیتے اور آئندہ کے لئے دائیں ہاتھ سے لینے و دینے کی تلقین فرماتے۔

سنت کے مطابق کھانا

حضرت صاحب ہمیشہ سنت کے مطابق بیٹھ کر اور ہاتھ سے کھانا تناول فرماتے۔ کھانے کے برتن بالکل صاف کرتے اور گھر میں بالعموم کھانے پینے کے لئے مٹی کے برتن استعمال فرماتے۔ آپ لوگوں کی بھی اسی انداز میں تربیت فرماتے۔ میاں محمد رفیق صاحب کا کہنا ہے کہ ایک مرتبہ میں فیض پور شریف حاضر ہوا اور طلباء کے ساتھ بیٹھ کر لنگر سے کھانا کھانے لگا۔ اسی اثناء میں حضرت صاحب تشریف لے آئے اور طلباء کے سر پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمانے لگے آج میں دیکھتا ہوں کون انسانوں کی طرح کھاتا ہے اور کون حیوانوں کی طرح؟ جو سنت کے مطابق اپنا برتن صاف کریں گے وہ انسان اور جو سالن یا کھانا برتن میں چھوڑیں گے وہ حیوان ہیں۔"

چمچ کا عدم استعمال

حضرت ثالث رحمتہ اللہ علیہ ہاتھ کی تین انگلیوں سے کھانا تناول فرمایا

کرتے اور کھانے کے لئے چمچ کا کبھی استعمال نہ فرماتے اور واضح حکم فرماتے کہ طلبا اور متوسلین بھی اسی سنت پر عمل پیرا ہوں۔ مولانا محمد کمال الدین صاحب صدر مدرس جامعہ اسلامیہ چک سواری بیان کرتے ہیں کہ ہمارے چک سواری کے ایک سنگی چوہدری محمد اسلم صاحب کے دادا کا انتقال ہو گیا۔ چوہدری صاحب بڑے نیاز مند تھے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض پرداز ہوئے کہ حضور چالیسویں کے ختم پر خود تشریف لائیں اور دعا فرمائیں۔ آپ نے قبول فرمایا اور مقررہ دن طلباء کو بھی بھیجا اور خود بھی قدم رنجہ ہوئے۔ دعا کے بعد کھانے کا اہتمام تھا۔ ڈشیں' ڈونگے اور چمچ وغیرہ لگا دیئے گئے تو حضرت صاحب نے مجھے پاس بلایا اور فرمایا: "مولوی صاحب اپنے طالب علموں سے کہیں کہ وہ چمچوں سے کھانا نہ کھائیں بلکہ سنت کے مطابق ہاتھ سے کھانا کھائیں پھر حدیث شریف پڑھی من تمسک بسنتی عند........فله مائة اجر شهيد جس شخص نے میری امت میں اعتقادی و عملی فساد برپا ہونے کے وقت میری سنت کو مضبوطی سے تھامے رکھا اسے ایک سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔" پھر فرمایا: "موجودہ وقت میں جو شخص ایک سنت پر عمل کرے گا اسے سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔"

باوضو رہنا

حضرت قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ ہمیشہ باوضو رہا کرتے تھے یہاں تک کہ بغیر وضو کے کسی آدمی سے بھی ملاقات نہیں فرماتے تھے۔ حافظ محمد نذیر بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ زمانہ طالب علمی میں میرا ایک ساتھی طالب علم بیمار

ہو گیا اسے علاج کے لئے میرپور بھیج دیا گیا۔ میں نے اس کی عیادت کے لئے جانے کا ارادہ کیا اور نماز فجر سے قبل ہی اجازت کے لئے حاضر ہوا۔ آپ حجرہ کے برآمدہ سے اندر جا رہے تھے مجھے دیکھتے ہی فرمایا: میرپور جانا ہے؟ میں نے عرض کی حضور اپنے ساتھی محمد افضل کی عیادت کے لئے ارادہ یہی کیا ہے۔ میں ملاقات اور دست بوسی کے لئے آگے بڑھنے لگا تو فرمایا: چلے جاؤ میں اس وقت وضو سے نہیں ہوں اس لئے ابھی ملاقات نہیں ہو سکتی۔ انشاء اللہ میرپور سے تمہاری واپسی کے بعد ملاقات ہو جائے گی۔ حضرت مولانا محمد عصمت اللہ صاحب کا بیان ہے کہ جب وہ دربار عالیہ میں طلبہ کو درس نظامی پڑھاتے تھے اس دوران انہیں کہیں جانا تھا ملاقات کے لئے حاضر ہوئے تو فرمایا آپ کو جلدی ہے تو ابھی چلے جاؤ اور اگر جلدی نہیں تو ذرا ٹھہر جائیں مجھے ابھی وضو بنانا ہے اور بغیر وضو کے میں مصافحہ نہیں کرتا۔

ملاقات کرنے والوں کو وضو کی ہدایت

حاجی غلام سرور کا بیان ہے کہ میں ہمیشہ کہیں بھی آتے اور جاتے وقت پہلے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر ملاقات کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ حسب عادت حاضر ہوا وہاں پہلے سے دو پیر بھائی بیٹھے تھے۔ آپ نے مجھ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا: وضو ہے؟ میں نے عرض کیا حضور نہیں۔ دوسرے دو سنگیوں سے بھی یہی سوال فرمایا وہ تو ادھر ادھر کر گئے میں فوراً اٹھا تازہ وضو کر کے حاضر ہوا تو آپ نے سختی سے ہدایت فرمائی کہ جب بھی کسی بزرگ سے ملاقات کرنا ہو باوضو ہونا چاہئے اس کے بعد سے یہ میری زندگی کا معمول بن

گیا۔

خم دار اونچی مونچھ

حاجی عبدالعزیز موضع راجہ حانی اپنا حال یوں بتاتے ہیں کہ میں بڑی بڑی کنڈل دار اونچی مونچھیں رکھتا تھا۔ اٹھنا بیٹھنا بھی غنڈے قسم کے لوگوں کے ساتھ تھا۔ وہی حلیہ۔ وہی کردار وہی اطوار لیکن مقدر جاگے تو کسی ضرورت کے تحت حضرت ثالث رحمتہ اللہ علیہ کی محفل میں آن پہنچا۔ آپ حسب معمول دوسرے احباب سے گفتگو فرمانے کے بعد میری جانب متوجہ ہوئے ایک عمیق توجہ بھری نگاہ میری مونچھوں پر ڈالی فرمایا گھر کہاں ہے؟ عرض کی حضور راجہ حانی۔ فرمایا یہ مونچھیں اوپر نہیں نیچے ہونی چاہئے۔ بس نگاہ ولی کام کر گئی۔ ارشاد دل میں اتر گیا۔ میرے ظاہر و باطن میں انقلاب آ گیا۔ واپس گیا مونچھیں صاف اور سنت کے مطابق پوری داڑھی رکھ چکا تھا۔ عرصہ بعد پھر حاضر ہوا قدم بوسی کی سعادت حاصل ہوئی۔ حسب سابق احباب سے فراغت کے بعد میری جانب متوجہ ہوئے ارشاد ہوا: کہاں رہتے ہو؟ عرض کی حضور نے پہچانا نہیں؟ فرمایا نہیں! عرض کی حضور! وہی خمدار اونچی مونچھوں والا ہوں۔ یہ سنتے ہی خوش ہو گئے۔ بار بار مجھ پر نگاہ شفقت و محبت ڈالتے۔ پھر کیا تھا میرے حالات صبح شام بدلتے گئے۔ غربت و افلاس سے نجات ملی۔ عرب شریف جانے کا موقع مل گیا۔ خوب روحانی اور ظاہری دولت کمائی۔ پھر ایک مرتبہ حضور کی قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا۔ کمال شفقت و محبت سے حالات پوچھے بڑی مسرت کا اظہار فرمایا پھر فرمانے لگے تمہارے پیر (حضرت صاحبزادہ

محمد عتیق الرحمٰن) اوپر والی منزل میں ہیں ان کے پاس چلے جاؤ۔ اب اس سگ دربار کا یہ عالم ہے کہ اگر ہفتہ عشرہ حاضری نہ ہو سکے تو سکون و چین نہیں ملتا۔ میں اپنے رب کا اس نعمت پر کس طرح شکر ادا کروں؟

جود و سخا

شان توکل

اللہ تعالیٰ نے آپ کو قلندرانہ شان استغناء عنایت فرمائی تھی آپ نے دنیا طلبی تو دور کی بات ہے کبھی اس کا خیال بھی دل میں نہ آنے دیا اور نہ کبھی کچھ کل کے لئے پس انداز کر کے رکھا۔ آپ مال دنیا کو اپنے قریب نہیں آنے دیتے تھے۔ مولانا عبدالعزیز مانگا منڈی لاہور والوں کا کہنا ہے کہ ایک مرتبہ میں ایک مسجد میں دوران سفر لیٹا تھا کہ وہاں چند دیندار افراد اور ابھی آ گئے انہوں نے مشائخ وقت کا تذکرہ چھیڑ دیا۔ ایک شخص میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت پیر سید جماعت علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے حضور یوں مدح سرا ہوا کہ یہ ایسے خدا رسیدہ ہستیاں تھیں کہ انہوں نے کبھی دنیا کو اپنے قریب نہیں آنے دیا۔ میں نے ان کی تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ ہاں یہ درست ہے اور اب اس برصغیر میں حضرت پیر محمد فاضل صاحب رحمتہ اللہ ڈھانگری شریف کی ذات ایسی رہ گئی ہے کہ ایک جہاں ان کے اس وصف استغناء کا مداح ہے۔ آپ کے پاس جو کچھ بھی آتا وہ اسے لنگر اور آنے والے حضرات کی اعانت میں خرچ فرما دیتے۔

لنگر کی کیفیت

آپ کا لنگر ہر خاص و عام کے لئے ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ لنگر کا یہ سلسلہ حضرت اعلیٰ خواجہ حافظ محمد حیات رحمتہ اللہ علیہ سے ہی جاری تھا۔ مگر

آپ کے دور میں لنگر کی وسعت اور انتظامات حیران کن حد تک وسیع ہوئے لنگر کا چوبیس گھنٹے جاری رہنا اور کوئی اجنبی ہو یا شناسا' بڑا ہو یا چھوٹا جب بھی اور جسوقت بھی آیا لنگر کے حصے کے بغیر نہیں لوٹنے دیا۔ جو کھانے کے وقت آیا اسے کھانا' جو ناشتے کے وقت آیا اسے ناشتہ جو اس کے علاوہ آیا تو اسے چائے ضرور عنایت فرمائی۔ ہر جمعہ المبارک کو بعد نماز جمعہ ختم خواجگاں شریف ہوتا۔ ختم غوثیہ اور ختمات قیوم اربعہ پڑھے جاتے اور تمام شرکاء لنگر کھاتے۔ ہر مہینہ گیارہویں شریف کے موقع پر وسیع پروگرام اور لنگر میں تین چار قسم کے کھانے تیار ہوتے اور ہزاروں افراد اس سے فیض یاب ہوتے یہ دونوں سلسلے اب بھی بدستور جاری ہیں۔

پیکر سخاوت

آپ سخاوت کا ایسا پیکر تھے کہ ہر آنے والے کو مستفید فرماتے۔ مہمان' مریدین' طلباء اور علماء سب پر سخاوت کے دریا بہاتے تھے۔ حافظ محمد حنیف آف کڑوٹہ سوہاوہ والے بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۷۰ء کا واقعہ ہے کہ ایک روز آپ نے مجھے اپنے پاس بلایا۔ آپ نے دلائل الخیرات شریف کی منزلوں پر نشانات لگائے اور مجھے عنایت فرما کر ارشاد فرمانے لگے پڑھتے رہا کرو۔ ذکر و اذکار بھی شروع کرایا۔ ایک ہفتہ بعد مجھے حکم فرمایا کہ میرپور سیکٹر سی۔۴ کی مسجد میں تدریس قرآن کے فرائض انجام دو اور ہر جمعرات کی شام کو میرے پاس آجایا کرو۔ کرایہ مل جائے گا۔ چنانچہ میں نے حکم کے مطابق حاضریاں دینا شروع کر دیں۔ آپ ہمیشہ آمد و رفت کا کرایہ دے کر رخصت فرماتے۔

قافلہ کی مالی مدد

حاجی عبدالرشید ڈھانگری بالا کا کہنا ہے کہ ایک دفعہ ہمیں قبلہ پیرومرشد نے حکم فرمایا کہ تمہیں اس سال سنگیوں سمیت رواتڑہ شریف کے عرس میں شرکت کے لئے جانا ہے۔ حسب حکم ہم تیار ہو کر روانگی کی اجازت لینے خدمت میں حاضر ہوئے تو ایک بڑا قافلہ بن گیا۔ آپ نے باری باری ہر ایک کو قریب بلایا اور کرایہ و سفر خرچ عنایت فرمایا۔ جب میری باری آئی تو فرمایا: تم گھر سے رواتڑہ شریف تحفہ کے لئے ایک سو روپیہ لے کر آئے ہو اس لئے تمہیں سفر خرچ دینے کی ضرورت نہیں۔ میں یہ سن کر حیران ہو گیا کہ میں واقعی گھر سے رواتڑہ شریف کے لئے سو روپیہ لے کر چلا تھا مگر حضرت کو کس نے بتایا میرے علاوہ کسی اور سنگی کو اس کا پتہ بھی نہیں تھا۔ سچ ہے کہ مرشد کامل ہر جگہ اپنے مرید کی نگرانی کرتا اور حالات سے باخبر ہوتا ہے۔

سفید پوش کا بھرم رکھتے

آپ کی فیاضی سے تو ہر ایک مستفید ہوتا تھا مگر سفید پوشی اور مالی ضرورتمندوں پر آپ کی خاص توجہ ہوا کرتی تھی۔ حاجی محمد عنایت حسین ساکن موضع سیاکھ حال کھڑی شریف کا بیان ہے کہ ایک شخص بابا کاکا نامی ہوا کرتے تھے وہ مجھ سے اکثر التجا کرتے کہ مجھے بھی اپنے پیرومرشد کی بارگاہ میں کبھی لے چلو۔ ایک دفعہ اسی دھن میں کسی سے بیس روپے قرض لیکر میرے پاس آئے اور کہنے لگے اب تو لے چلو میں نے کرایہ کے لئے بیس روپے ادھار لے لئے ہیں۔ راستے میں کرایہ بھی میں نے خود ادا کر دیا۔

زیارت سے مشرف ہوئے تو بابا کاکا نے عقیدت مندی کا اظہار کرتے ہوئے بیس روپے حضرت کی خدمت میں بطور نذرانہ پیش کئے۔ آپ کا دریائے کرم جوش میں آگیا۔ ایک شفقت بھری نگاہ بابا صاحب پر ڈالی۔ ارشاد فرمایا: بابا یہ رقم جس سے قرض لائے تھے اس کو جا کر لوٹا دینا۔ اللہ اللہ مرید تو در کنار کوئی عقیدت مند بھی دربار میں آتا تو آپ اس کے پوشیدہ حال سے نگاہ باطن سے ملاحظہ فرما لیتے اور اسے بھی تکلیف نہ اٹھانے دیتے۔ جب اجازت لے کر رخصت ہونے لگے تو آپ نے بابا کاکا کو دونوں طرف کا کرایہ عنایت فرمایا۔

صوفی لیاقت علی قریشی سرائے عالمگیر نے بتایا کہ ایک مرتبہ ایک سنگی صوفی محمد یونس جسے ساتھی بیلی کے نام سے پکارتے تھے وہ میرے ساتھ حضرت قبلہ عالم کی زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ ملاقات کے بعد واپس ہونے لگے تو حضرت نے اپنے خادم صوفی فقیر محمد کو فرمایا کہ مہمان سنگی کو کرایہ دے دیں اور مجھے بھی پچاس روپے عنایت فرمانے کا حکم دیا۔ جب ہم روانہ ہونے لگے ابھی دربار شریف کے احاطہ میں ہی تھی کہ صوفی یونس کہنے لگے کاش تھوڑے سے پیسے اور عنایت فرما دیتے جو کرایہ سے بچ جاتے تو میں بطور تبرک رکھ لیتا کبھی خرچ نہ کرتا۔ ابھی ایک منٹ بھی نہ گزرنے پایا تھا کہ صوفی فقیر محمد بھاگتے ہوئے آئے اور کچھ پیسے میرے ساتھی کو دے کر کہنے لگا حضرت صاحب نے حکم دیا ہے کہ اس سنگی کو کچھ رقم اور دیدو شائد کرایہ کم ہو۔

عطیہ کی برکت

سائیں محمد صدیق کوٹلہ پیل وادی بناہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں

قبلہ حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ زیارت کے بعد اجازت چاہی تو فرمانے لگے کہاں جانا ہے! عرض کی حضور داتا صاحب کے ہاں لاہور حاضری کا ارادہ ہے۔ فرمایا اچھا جاؤ۔ میں رخصت ہو کر تھوڑی دور گیا تھا دل میں خیال کیا زاد راہ کے لئے تو کچھ پاس نہیں پہنچوں گا کیسے؟ اتنے میں ایک شخص بھاگتا ہوا آیا اور مجھے آواز دے کر کہنے گا واپس آ جاؤ تمہیں حضرت صاحب بلا رہے ہیں میں واپس خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے میرے ہاتھ میں بیس روپے دیئے اور فرمایا اب جاؤ۔ میں روانہ ہو گیا لاہور کے لئے بس پر سوار ہوا تو بس والے نے کرایہ بھی نہ لیا میں خوش تھا کہ حضرت صاحب کا دیا ہوا تبرک محفوظ رہے گا۔ بس میں کچھ ایسے لوگوں نے میری مالی امداد کی جنہیں میں جانتا تک نہ تھا۔ جب داتا دربار حاضری دے کر واپس گھر پہنچا تو میرے پاس خاصی رقم موجود تھی۔ میں سمجھ گیا کہ یہ سب حضور کے عطا کردہ تبرک کا نتیجہ ہے چنانچہ میں نے وہ تبرک اپنے پاس آٹھ دس سال محفوظ رکھا اور مجھے کبھی تنگدستی کا سامنا نہ کرنا پڑا اور نہ ہی گھر میں کسی چیز کی کمی واقعہ ہوئی۔ بعد میں بدقسمتی سے وہ تبرک مجھ سے ضائع ہو گیا۔

بظاہر اس واقع سے یوں لگتا ہے کہ اس وقت حضرت قبلہ عالم کے پاس صرف یہی بیس روپے ہوں گے جو ناکافی تھے باقی آپ کی باطنی توجہ تھی جس سے برسوں کا کام کر دکھایا۔

طلباء پر خاص عنایت

حضرت ثالث رحمتہ اللہ علیہ طلباء پر خاص نظر عنایت فرمایا کرتے تھے۔

ان کے آرام و طعام پر خصوصی توجہ دیتے اور کسی قسم کی تنگی نہ ہونے دیتے۔ ڈاکٹر صوفی عبدالخالق صاحب پرائی والے نے اس سلسلے کا ایک واقعہ بیان کیا کہ میں دربار عالیہ کی درس گاہ میں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ اسکول کی تعلیم حاصل کرنے چک سواری جایا کرتا تھا۔ گرمیوں کے دن تھے ایک روز میں چک سواری سے واپس دربار میں پہنچا تو حضور عالی نے فرمایا: فقیرا دوبارہ چک سواری جانا ہے۔ میں نے عرض کی حضور حاضر ہوں۔ آپ نے پانچ روپے برف لانے کے لئے اور چار روپے آنے جانے کا کرایہ دیا پھر جیب میں ہاتھ ڈالا پانچ روپے مزید عنایت فرما کر حکم دیا تھکے ہوئے آئے ہو چک سواری سے کچھ لے کر کھا لینا اور کچھ پیسے برکت کے لئے جیب میں بھی رہنے دینا۔ میں فوراً گیا اور برف لے کر حاضر ہوا۔ فرمایا ایک ٹب پانی کا بھرو۔ حکم کی تعمیل کی پھر اس میں برف ڈالی پانی خوب ٹھنڈا ہو گیا آپ خود ٹب کے پاس بیٹھ گئے اور اپنے ہاتھوں سے جگ بھر بھر کر دیتے اور فرماتے جاؤ مسجد میں موجود تمام طلباء کو ٹھنڈا پانی خوب سیر کر کے پلاؤ اور مسکرا کر فرمایا کہ بولو کہ "ہے ٹھنڈا پانی، نہ دوانی نہ چوانی، ہے بڑی آسانی"

سب طلباء نے خوب سیر ہو کر پانی پی لیا تو میں نے عرض کی حضور اب کوئی نہیں پیتا۔ اس گرمی میں سب نے خوب خوب جی بھر کر پی لیا ہے۔ آپ نے نہایت خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے خوش طبعی کے طور پر فرمایا "جاؤ جو پانی نہیں پیتا اس کے اوپر جگ ہی انڈیل دو۔"

حافظ مظہر اقبال نے اسی نوعیت کا ایک اور واقعہ بیان کیا کہ حضرت نے

آوان شریف میں دینی تعلیم کی تدریس کے لئے مجھے حکم فرمایا اور چار طلباء بھی میرے ساتھ بھیجے۔ رخصت کے وقت ادب و احترام برقرار رکھنے کی خصوصی ہدایات فرمائیں۔ تمام طلباء کے لئے بستر بھی عنایت فرمائے۔ چار طلباء کے لئے جیب خرچ کے طور پر چار سو روپے اور مجھے وظیفے کے علاوہ پانچ سو روپے مزید عنایت فرما کر رخصت کیا۔

حضور قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ
کے
مجاہدات و ریاضت

عابد شب زندہ دار

یوں تو زمانہ طالب علمی سے ہی راتوں کو اہل اللہ کے مقابر و مزارات پر بسر کرنا اور ٹھنڈی، سرد اور طویل راتوں کی گھمبیر خاموشی میں تنہائی کے عالم میں اپنے خالق کو منانے کے لئے عبادت شاقہ آپ کا معمول تھا لیکن فراغت کے بعد تو دن مخلوق خدا کے اصلاح احوال و خدمت کے لئے وقف تھا اور رات بھر ذکر و فکر اور عبادت و ریاضت میں گزارنا ہی مقصود حیات تھا۔ شاید یہ تو کسی کو بھی معلوم نہیں کہ آپ کتنی گھڑیاں آرام کرتے تھے اور جب سوتے تو بھی سنت خیرالانام سمجھ کر اسے بھی عبادت بنا لیتے۔

شب بیداری کا انداز

رات اگر کوئی خاص حاجت مند یا ملاقاتی کسی غرض سے آپ کی خدمت میں پہنچتا اس کی آواز و دستک سے پہلے ہی آپ اسے پوچھ لیتے۔ آنے والے کو یوں محسوس ہوتا کہ شائد آپ اسی کے انتظار میں بیدار تھے لیکن حقیقت یہ تھی کہ آپ تنہائی میں عبادت و ریاضت میں مصروف ہوتے تھے اور خلق خدا کو مستفید کرنا آپ کی ڈیوٹی اللہ کی طرف سے لگی تھی اسلئے اس سے بھی غافل نہ تھے۔ صوفی ظفر مجاہد سابق ساکن فتح پور کا بیان ہے کہ میں فیض پور شریف میں حضرت ثانی (بڑے حضرت صاحب) رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں رہتا تھا حضرت کی مجھ پر بڑی نظر اور شفقت تھی۔ اکثر رات کی تنہائیوں میں مجھے خدمت کی سعادت عطا فرماتے۔ اس دوران حضرت ثالث رحمتہ اللہ علیہ بھی فیض پور تشریف فرما تھے۔ اکثر ایسا ہوتا کہ بڑے

حضرت صاحبؒ مجھے رات کو کبھی بارہ بجے کسی دن ایک دو اور تین بجے کوئی مسئلہ پوچھنے یا مشورہ کے بہانے حضرت ثالث کے حجرہ میں جانے کا حکم دیتے اور جب میں آپ کے حجرہ کے دروازے پر حاضر ہو کر دستک دینا چاہتا تو آپ اس سے پہلے ہی دھیمی سی آواز میں فرماتے مجاہد کیا بات ہے؟ میں نے کبھی ایسا موقع نہیں پایا کہ دستک دی ہو۔ میں حیران تھا کہ آپ سوتے کب ہیں اور پھر مجھے بن دیکھے پہچان کیسے لیتے ہیں؟ اور پھر دستک سے پہلے ہی کیوں بول پڑتے ہیں۔ شائد اپنی پردہ داری منظور خاطر تھی۔

رات خدمت خلق و عبادت

حاجی فقیر محمد صاحب آف کرونٹہ سوہاوہ کا بیان ہے کہ جب حضرت ثالث قبلہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ بریلی شریف سے فارغ ہو کر تشریف لائے تو ڈھنگروٹ شریف کے آستانہ عالیہ کی مسجد میں پانی کی بڑی تنگی تھی۔ نمازیوں کو سخت پریشانی کا سامنا تھا۔ انہی ایام میں ایک دفعہ میں آستانہ مرشد پر حاضر ہوا۔ رات کو مسجد کے قریب احاطہ میں مجھے چارپائی بستر عنایت فرمایا۔ مجھ سے کوئی دس گز دور ایک اور بوسیدہ سی چارپائی پڑی تھی۔ جب سب لوگ سو گئے تو مجھے آہٹ سی محسوس ہوئی جیسے کوئی اس پرانی چارپائی سے اٹھا ہے پھر مسجد کی ٹینکی میں پانی کا گھڑا انڈیلنے کی آواز آئی اور بڑی دیر تک یہ معاملہ ایسا ہی چلتا رہا۔ پھر ایسا لگا کہ کسی شخص نے وضو کیا ہے اور وہ آہستہ سے مسجد میں داخل ہوا ہے۔ مجھے ایسے شخص کی خدمت و عبادت پر رشک آیا اور پھر اسے دیکھنے کا اشتیاق پیدا ہوا۔ اب رات کا تیسرا پہر ہو چکا تھا میں چارپائی سے

اٹھا مسجد میں داخل ہوا تو حیرت کی انتہا نہ رہی کہ رات بھر ٹینکی میں پانی بھر کر
اب بارگاہ الٰہی میں رقت انگیز انداز میں سر بسجود ہونے والے قبلہ حضرت
صاحب رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔

آہ نیم شبی

حضرت ثالث قبلہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ شب زندہ دار ہی نہ
تھے بلکہ بسا اوقات خشوع و خضوع اور عشق حقیقی میں ڈوب کر بڑے پرسوز
انداز میں گریہ و زاری کرتے۔ مستری صوفی محمد حسین صاحب اپنا چشم دید منظر
یوں کھینچتے ہیں کہ ایک رات سب سوئے ہوئے تھے ہر سو ہو کا عالم طاری تھا۔
آپ اپنے حجرہ میں تنہا تھے۔ نہ جانے رات کو کب میری آنکھ کھلی تو کہیں
قریب سے کسی کے بلک بلک کر رونے کی آواز آئی۔ اس آواز میں اتنا درد تھا
کہ میں بے حد پریشان ہو گیا فوراً اٹھا ادھر ادھر دیکھا غور سے سنا تو رونے کی
آواز آپ کے حجرہ سے آ رہی تھی۔ دروازے کے قریب گیا کان دروازے پر
لگا کر سنا تو آپ بارگاہ ایزدی میں اپنی التجائیں پیش کر رہے تھے اور دھاڑیں مار
مار کر رو رہے تھے۔

سوز عشق حقیقی کا ایک منظر

حافظ محمد نقیب صاحب موضع بنل پونچھ والے بیان کرتے ہیں کہ میں
اکثر و بیشتر سفر و حضر میں حضرت ثالث کی خدمت گزاری میں رہتا رہا۔ آپ
رات کو عبادت و ریاضت ہمیشہ چھپ چھپا کر اس طرح پوشیدہ کرتے کہ کسی کو
خبر نہ ہونے پائے۔ نماز تہجد تو آپ کا بچپن ہی سے ایسا معمول تھا کہ شاید ہی

کبھی ناغہ ہوا ہو۔ ایک مرتبہ کسی سفر کے دوران سحری کے وقت میری آنکھ کھلی تو میرے کانوں میں بڑے رقت آمیز لہجے میں پرسوز آواز اور دھیمے انداز میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک نعت شریف کا شعر پڑھنے کی آواز آئی۔ شعر یہ تھا

مجرم بلائے آئے ہیں جاؤک ہے گواہ
پھر رد ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے

میں سمجھ گیا کہ یہ قبلہ حضرت صاحب ہیں۔ مگر لہجے میں سوز و درد کچھ اتنا تھا کہ اٹھ بیٹھا۔ آہستہ سے آگے بڑھ کر جو دیکھا کہ آپ یہ شعر بار بار پڑھتے جاتے ہیں اور آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگی ہوئی ہے۔

عبادت و ریاضت میں کبھی ناغہ نہ ہوا

بڑے حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مرید خاص اور حضور قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ کے نہایت منظور نظر و شاگرد صوفی عبدالخالق صاحب حضرت ثالث رحمتہ اللہ علیہ کے خاص خدام میں سے ہیں اکثر سفر میں خدمت میں حاضری انہیں میسر آتی۔ ان کا قول ہے کہ عام حالات تو درکنار' سخت ترین علالت و جسمانی تکالیف کے ایام میں بھی کبھی آپ کے نوافل' تہجد' اشراق' چاشت اور اوابین کبھی قضاء نہیں ہوئے۔ صوفی صاحب کا بیان ہے کہ جب آپ عارضہ قلب کے امتحان میں مبتلا ہوئے تو ملٹری ہسپتال راولپنڈی میں ممتاز ماہر امراض قلب ڈاکٹر جنرل محمد ذوالفقار علی خان کے زیر علاج رہے۔ اس دوران میں شب و روز خدمت میں حاضر رہا۔ ایک رات بہت شدید

تکلیف رہی لیکن آپ ساری رات تکیہ لگائے بیٹھ کر تسبیح پڑھتے رہے۔ صبح جنرل صاحب معائنہ کے لئے ڈاکٹروں کی ٹیم کو ساتھ لے کر آئے۔ حال پوچھا تو حضرت صاحب نے حسب معمول فرمایا: "اللہ پاک کی بڑی مہربانی ہے۔" جنرل صاحب نے آرام کا مشورہ دیا تو میں نے بتایا کہ آج رات بھی عشاء کی نماز کے بعد سے اب تک اسی طرح بیٹھے مصروف عبادت رہے ہیں ایک لمحے کے لئے بھی زبان و تسبیح نہیں رکی۔ ڈاکٹر صاحب نے تعجب سے جواباً کہا کہ میری تشخیص کے مطابق حضرت صاحب کو چھ ایسی مہلک بیماریاں ایک ساتھ لاحق ہیں کہ اگر ان میں سے کسی آدمی کو ایک بیماری بھی لاحق ہو جائے تو اسے کسی چیز کا ہوش تک نہیں رہتا۔ یقیناً حضرت صاحب میں کوئی اتنی بڑی روحانی قوت ہے جو ان سب پر حاوی ہے اور آپ ان سب کے باوجود یادخدا میں منہمک ہیں۔ حضور قبلہ عالم حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ دوران علالت اولاً باہر کسی ہسپتال میں جانے کے لئے آمادہ نہیں تھے۔ معروف معالج ڈاکٹر سید محی الدین المعروف ڈاکٹر پیرزادہ صاحب میرپور آپ کا علاج کرتے رہے اور انہوں نے راولپنڈی ہسپتال جانے کا اصرار کیا تاہم آپ آمادہ نہیں ہو رہے تھے۔ آپ کے لخت جگر حضرت رابع صاحبزادہ محمد عتیق الرحمن مدظلہ نے جب ہسپتال لے جانے کے لئے عرض کیا تو فرمایا دل تو نہیں چاہتا تاہم جس طرح آپ چاہیں ہم چلے چلیں گے۔ مختلف موقعوں پر حضرت صاحبزادہ محمد عتیق الرحمن مدظلہ آپ کو کوثر نرسنگ ہوم راولپنڈی' ابرار سرجری راولپنڈی' فوجی فاؤنڈیشن راولپنڈی' اور ایم ایچ راولپنڈی لے جاتے رہے۔ ہمیشہ یہی ہوا کہ

آپ ہسپتال پہنچتے ہی حضرت صاحبزادہ پیر محمد عتیق الرحمٰن دامت برکاتہم کو فرماتے کہ ہم انشاء اللہ یہاں رہیں گے آپ ڈھانگری شریف چلے جائیں۔ سنگیوں کی دیکھ بھال جاری رکھیں اور انہیں کہیں کہ وہ ہسپتال میں آنے کی تکلیف نہ کریں۔ اس کے باوجود آپ کی خدمت میں حاضر ہونے والوں کا تانتا بندھا رہتا۔ صوفی محمد عبدالخالق صاحب' ڈھانگری شریف والے وہ خوش نصیب نیازمند ہیں جنہیں ان تمام ہسپتالوں میں بطور خاص آپ کی خدمت میں حاضر رہنے کا موقع ملا۔

حضور قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ
کی
بعض کرامات

آستانہ عالیہ ڈھانگری شریف کے دیگر اکابر مشائخ عظام کی طرح حضرت ثالث رحمتہ اللہ علیہ کی سب سے بڑی کرامت یہ تھی کہ آپ کی ذات سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا کامل عکس تھی۔ گفتار و کردار طور و اطوار' معاملات و تعلقات' لباس اور وضع و قطع عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مظہر اور اتباع خیرالوریٰ علیہ السلام کا اکمل نمونہ تھی۔ یہاں تک کہ اپنے سامنے کسی دوسرے کا کوئی خلاف سنت قول و فعل کبھی برداشت نہیں کیا۔ بایں ہمہ اسلامی تعلیمات کی اشاعت و ترویج کے لئے بسا اوقات آپ کی ذات سے بے شمار کرامات کا ظہور ہوا۔ اگرچہ آپ خود کو ہمیشہ چھپائے رکھتے اور ایسی باتوں کے اظہار سے گریز فرماتے لیکن اس کے باوجود "مشک آں باشد کہ ببوئید" کے مصداق کرامات کا لوگوں کو علم ہو جاتا اور احباب خود اس بات کا تذکرہ محفوظ کر لیتے جن کا سلسلہ یوں تو بہت طویل ہے۔ مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر چند ایک واقعات سپرد قلم ہیں۔

دریا عبور کرنے کا عجیب واقعہ

موضع نرماہ کے رہنے والے صوفی محمد ایوب مرحوم بڑے دیندار' پرہیزگار اور دیانتدار شخص تھے انہوں نے بیان کیا کہ مجھ سمیت تین چار درویش حضرت ثالث رحمتہ اللہ علیہ کے ہمراہ ڈھنگروٹ شریف سے فیض پور شریف حاضری کے لئے روانہ ہوئے۔ درمیان میں دریائے جہلم تھا ہم دریا کے کنارے پہنچے تو دیکھا کہ دریا پر ایک ہی چھوٹی سی کشتی ہے۔ حضرت ثالث رحمتہ اللہ علیہ نے حکم فرمایا "تم سب کشتی پر سوار ہو جاؤ" ہم حکم پا کر سوار

ہو گئے اور آپ خود دریا کے کنارے کھڑے رہے۔ کشتی چل پڑی۔ ہمارا خیال تھا کہ کشتی کا ملاح ہمیں دوسرے کنارے پر اتار کر واپس جائے گا اور پھر حضرت صاحب سوار ہو کر تشریف لائیں گے اس پر بڑا وقت لگے گا لیکن جب ہم دریا کے دوسرے کنارے پہنچے تو ہماری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ حضرت ثالث رحمتہ اللہ علیہ ہم سے پہلے ہی کنارے پر کھڑے ہمارا انتظار فرما رہے ہیں۔ تب ہمیں یقین ہو گیا کہ اہل اللہ تو کشتیاں ترایا کرتے ہیں خود کشتی کے محتاج نہیں ہوتے۔

ایک طالب علم کے کپڑے جلنے کا واقعہ

آستانہ عالیہ کی درسگاہ کے طلباء میں یہ واقعہ زبان زد خاص و عام رہا ہے۔ ماسٹر محمد حنیف صاحب ساکن بلوانٹ نرماہ کا بیان ہے کہ میرے دادا جو آستانہ عالیہ کے متوسلین میں سے تھے اور ہمیشہ بڑے اہتمام کے ساتھ ڈھانگری شریف کے سالانہ عرس میں شرکت کیا کرتے تھے ایک سال عرس پاک کی تقریب میں حاضری کے لئے روانہ ہوئے۔ راستے میں چندرون کے مقام پر ایک بڑھیا نے کہا کہ میرا بیٹا حافظ عبدالرزاق ڈھانگری شریف درس میں پڑھتا ہے میں نے اس کے کپڑے درزی کو دے رکھے ہیں۔ آپ تھوڑی دیر انتظار کریں میں وہ کپڑے لا کر دیتی ہوں۔ آپ وہ میرے بیٹے کو دیدیجئے۔ آپ انتظار کرنے لگے تقریباً تین گھنٹے کی تاخیر کے بعد کپڑے ملے آپ دربار شریف پہنچے تو حضرت ثالث رحمتہ اللہ علیہ نے دیر سے آنے پر ناراضگی کا اظہار فرمایا اور ارشاد فرمایا جب گھر سے چلا کرو تو سیدھے آجایا کرو یوں راستے

میں نہ بیٹھ جلیا کرو۔ اب لنگر میں شرکت کا موقع بھی گنوا دیا ہے۔ بات آئی گئی ہو گئی۔ انہوں نے کپڑے حافظ عبدالرزاق کو دے دیے۔ حافظ صاحب نے کپڑے لے کر اپنے صندوق میں رکھ دیئے۔ کچھ روز بعد حافظ صاحب نے کپڑے پہننے کے لئے صندوق کھولا تو دیکھا کہ باقی سامان اور کپڑے وغیرہ تو محفوظ ہیں لیکن جو کپڑے والدہ نے بھیجے تھے وہ جل کر راکھ ہو چکے تھے۔ حیرانی کی بات تو یہ تھی کہ باقی کسی کپڑے اور سامان کو آگ نے چھوا تک نہیں۔ حافظ صاحب نے یہ حیرت انگیز واقعہ حضرت ثالث رحمتہ اللہ کی خدمت میں عرض کیا آپ نے مسکرا کر ارشاد فرمایا: "حافظ صاحب جاؤ صندوق کھول کر پھر دیکھو۔ حافظ عبدالرزاق کا کہنا ہے کہ اب جو میں نے صندوق کھولا تو اس سے بھی زیادہ تعجب خیز منظر دیکھا۔ کپڑوں کی راکھ غائب تھی اور اس جگہ کچھ نقد رقم موجود تھی۔ بعدازاں وہ رقم گنی گھر جا کر والدہ سے کپڑوں کی قیمت پوچھی تو معلوم ہوا کہ کپڑوں کی پوری پوری قیمت موجود تھی تب مجھے یہ یقین ہو گیا کہ پہلا معاملہ حضرت ثالث رحمتہ اللہ علیہ کی نگاہ جلال کا اثر تھا اور دوسرا شفقت و مہربانی کی باطنی توجہ کا مظہر اور کرامت۔

زائد رقم خود بخود جیب میں آگئی

ماسٹر سلطان احمد ساکن کھڈال موضع نرماہ خود اپنا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں کہ میں نے کسی مقصد کے حصول کے لئے کچھ رقم کی منت مانی۔ اللہ پاک نے مقصد میں کامیابی عطا فرمائی تو میں نذر کی رقم ادا کرنے کے لے دربار عالیہ میں حاضر ہوا۔ حضرت ثالث رحمتہ اللہ سے ملاقات ہوئی۔ رات دربار شریف

میں بسر کی۔ صبح رخصت ہونے کے لئے حاضر ہوا۔ کچھ رقم گیارہویں شریف کی خدمت میں پیش کی اور ساتھ ہی منت کی رقم بھی ادا کرنے کا ارادہ کیا چونکہ میرے پاس کھلے پیسے نہیں تھے اس لئے پورا نوٹ خدمت میں پیش کر دیا اور دل میں خیال کیا کہ منت تو پوری ہو گئی جو رقم زائد ہے اس کی کوئی بات نہیں۔ بعدازاں اجازت لے کر گھر کی جانب روانہ ہوا۔ بس اسٹاپ پر پہنچا اور بس میں سوار ہو گیا۔ کرایہ ادا کرنے کے لئے جیب میں ہاتھ ڈالا پیسے نکالے تو دیکھا کہ جو رقم کھلا نہ ہونے کی وجہ سے حضرت ثالث رحمتہ اللہ کو زائد دے آیا تھا وہ میری جیب میں سب سے اوپر موجود ہے۔ میں حیران تھا کہ حضرت صاحب سے کھلا نہ ہونے' منت کی رقم کے تعین یا رقم زائد ہونے کا تو ذکر ہی نہیں کیا پھر آپ نے منت کی مقررہ رقم قبول فرمالی اور زائد خود میری جیب میں آ گئی یہ کیا معمہ ہے؟ یہ سوچ سوچ کر میں فرط محبت و عقیدت سے جھوم اٹھا اور اللہ والوں کی طاقت و عظمت کا ہمیشہ کے لئے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے معترف ہو گیا۔

ناکارہ بازو فوراً تندرست ہو گیا

موضع زماہ بلوانٹ کے ایک ارادتمند سید محمد کا کہنا ہے کہ لڑائی کے دوران میرا بازو زخمی ہو گیا۔ علاج معالجہ کرایا لیکن "مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی" یہاں تک کہ بازو سوکھنا شروع ہو گیا۔ متعدد ڈاکٹروں سے رجوع کیا مگر سب نے لاعلاج قرار دے دیا۔ میں انتہائی پریشان اور غمزدہ تھا جب حکیموں اور ڈاکٹروں سے بالکل مایوس ہو گیا امید کی آخری کرن سمجھتے ہوئے حضرت ثالث

رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا دکھ برستی آنکھوں عرض کیا۔ آپ نے بڑی توجہ سے تفصیل معلوم کی اور کچھ غور فرما کر ارشاد فرمایا فلاں ڈاکٹر بڑا ماہر ہے اسے بھی دکھا لو۔ میں تو مایوس ہو ہی چکا تھا۔ پرنم آنکھوں اور پردرد لہجے میں التجا کی "حضور بس اب تو میرے ڈاکٹر آپ ہی ہیں" میری زباں سے یہ الفاظ کچھ ایسے درد و کرب سے نکلے کہ دریائے رحمت جوش میں آگیا۔ مسکراتے ہوئے بارگاہ الہی میں بے ساختہ ہاتھ اٹھا دیئے۔ ادھر ہاتھ اٹھنا تھے کہ میرے بازو کا درد کم ہونا شروع ہو گیا اور میرے سوکھے ہوئے بازو میں خون دوڑتا ہوا محسوس ہوا۔ پھر چند یوم بعد میرا بازو ایسا تندرست و توانا ہو گیا جیسے کبھی اس میں کوئی تکلیف تھی ہی نہیں۔ وہ دن اور آج کا دن جسم میں کہیں اور درد ہو جائے تو ہو جائے اس بازو میں کبھی معمولی سی تکلیف بھی نہیں ہوئی۔

پوشیدہ حال سے آگاہی

نرماہ کے رہنے والے ایک ارادتمند نور محمد بیان کرتے ہیں کہ میں نے کسی مقصد کے لئے حضرت ثالث رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے کچھ نذر مان رکھی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مقصد میں کامیابی عطا فرمائی اور نذر کی رقم حضرت کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے علیحدہ کر کے گھر میں رکھ لی تاکہ جب حاضری ہو تو پیش کر دوں۔ اسی دوران ایک روز اپنے کسی کام کے لئے میرپور جاتا ہوا پھر دل میں کشش محسوس ہوئی تو سیدھا ڈھانگری شریف حاضر ہوا۔ حضرت سے ملاقات ہوئی تو خیال آیا کہ میں نذر کی رقم تو

گھر چھوڑ آیا ہوں پھر کچھ سوچ کر فیصلہ کیا کہ نذر کی رقم اپنے پاس سے پیش کر دیتا ہوں جو رقم گھر رکھی ہے وہ میں استعمال کر لوں گا۔ میں نے اتنی رقم جیب سے نکالی اور حضرت کی خدمت میں پیش کر دی۔ حضرت ثالث رحمتہ اللہ علیہ نے ایک شفقت بھری نگاہ سے دیکھا اور ارشاد فرمایا: "نیاز کی رقم تو تمہارے گھر میں ہے مجھے وہی لا کر دینا یہ اپنی رقم رکھ لو" یہ سنتے ہی میری آنکھیں فرط عقیدت سے پرنم ہو گئیں کیونکہ جب نذر مانی تو میرے علاوہ کسی کو پتہ نہ تھا جب رقم علیحدہ کر کے رکھی تو کسی کو پتہ نہ تھا لیکن اب معلوم ہوا کہ میرے مرشد کامل کو میرے حال سے آگاہی حاصل ہے۔

باران رحمت کا جھوم کر برسنا

۱۹۷۱ء کا سال تھا وطن عزیز میں ہر جانب خشک سالی کے مہیب سائے منڈلا رہے تھے یو لگتا تھا کہ فلک کی گود مدتیں گزریں ابر سے خالی ہے۔ زمین کی کوکھ سبزہ وگیاہ سے بھانج ہو چکی تھی۔ ندیاں نالے خاک اڑا رہے تھے۔ چشموں و آبشاروں کی جھنکار ماند پڑ کر کھنڈرات کا منظر پیش کر رہے تھے۔ جنگلوں اور باغات سے پرندوں کی چہچہاہٹ ختم ہو کر شہر خموشاں کا گماں ہو رہا تھا۔ قحط سالی کے ناگ انسانوں کو ڈس رہے تھے۔ دعا' التجا' نماز' استغفار اور صدقہ و خیرات کا جگہ جگہ اہتمام ہوا لیکن یوں لگتا کہ غضب الہٰی کی آگ کبھی بجھنے نہ پائے گی۔ ایک روز کچھ رمزشناس احباب حضرت ثالث رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بڑے رقت انگیز لہجے میں دعا کے لئے ملتجی ہوئے۔ آپ نگاہیں جھکائے بڑی دیر تک بحر تفکر میں غلطاں رہے پھر معاً" سر

اوپر اٹھایا احباب کی جانب متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا: "سنیو کل آجانا سب مل کر ارحم الراحمین کی بارگاہ میں توبہ و استغفار کریں گے۔ نماز استسقا پڑھ کر رب العلمین کے حضور التجا پیش کریں گے۔" دوسرے دن جن جن لوگوں نے سنا دور و نزدیک سے جوق درجوق ایک میدان میں جمع ہو گئے۔ ہر شخص کے چہرے پر خوف کی ہوائیاں اڑ رہی تھیں لیکن دل میں اک انجانی سی امید کی کرن روشن تھی۔ سب کی نظریں آستانہ عالیہ کی جانب لگی تھیں اتنے میں ایک ارادتمند کی نگاہ آپ پر پڑی وہ فرط جذبات سے تڑپ کر پکار اٹھا "دیکھو وہ حضرت صاحب تشریف لا رہے ہیں اب بارش ضرور ہو گی۔" آپ تشریف لائے متوجہ ہو کر عجزوانکسار کا پیکر بن کر فرمانے لگے "بھئی رب آخر رب ہے بندے کا کام سوال کرنا ہے وہ بے نیاز ہے مانے یا نہ مانے یہ اس کی مرضی۔ ایسی بات ہرگز نہیں کرنی چاہئے" پھر سب نے آپ کے ساتھ نماز استسقا پڑھی، توبہ و استغفار کی، پھر قبلہ رو ہو کر قبلہ عالم نے اپنے ہاتھ الٹے کر کے بارگاہ الٰہی میں اٹھا دیئے حاضرین نے بھی آپ کی اقتدا کی۔ دعا ختم ہوئی نہ جانے کہاں سے کڑکتی دوپہر، چلچلاتی دھوپ کے دوران صاف شفاف آسمان پر بادل کی ہلکی ہلکی چھکیاں نمودار ہو کر باہم پیوست ہونا شروع ہوئیں۔ لوگ امید و بیم کے ملے جلے جذبات لے کر گھروں کو لوٹے۔ ابھی گھروں میں پہنچے ہی تھے کہ رحمت باری جوش میں آگئی۔ ابرباراں کی گھٹائیں جھوم اٹھیں رحمت کی بارش برسنا شروع ہو گئی اور پھر برستی ہی چلی گئی۔ ندی نالے جل تھل ہو گئے پھر تو بارش کا ایسا سلسلہ شروع ہوا کہ کچے مکانات گرنا شروع ہو گئے اور

پکے مکانات بھی ٹپکنے لگے پھر کچھ لوگ آپ کے خاص خدام کے پاس آکر عرض پرداز ہوئے کہ جاؤ حضرت والا سے عرض کرو کہ بارش تھمنے کی دعا کریں ورنہ ہمارے مکانات منہدم ہو جائیں گے اور ہمیں باہر میدانوں میں خیمے لگانا پڑیں گے۔ پھر بارش رکی اور خلق خدا نے اپنی آنکھوں سے یہ نظارہ دیکھ لیا کہ رب اپنے ولی کی لاج کس طرح رکھتا ہے۔

لاعلاج مریضہ فوراً ٹھیک ہو گئی

حاجی جان محمد بوعہ کلاں' حال سیکٹر بی۔۳' میرپور والے چشم دید واقعہ بیان کرتے ہیں کہ وصال مبارک سے چند یوم پہلے ایک جمعہ کے دن میں خدمت عالیہ میں حاضر تھا۔ حضرت ثالث رحمتہ اللہ اپنے حجرہ مبارکہ کے باہر برآمدے میں تشریف فرما تھا۔ اتنے میں چند حضرات خدمت میں حاضر ہوئے مودبانہ سلام عرض کیا بظاہر بڑے پریشان اور متفکر نظر آ رہے تھے۔ بڑے دردمندانہ لہجے میں عرض پرداز ہوئے "حضور ہماری ایک نوجوان لڑکی ہے جو شدید بیمار ہے ہر طرح کا علاج کرایا لیکن ڈاکٹروں حکیموں کی سمجھ میں کچھ نہیں آتا۔ کوئی دوا اثر نہیں کرتی۔ اب تو حالت بہت خراب ہو گئی ہے۔ کئی دنوں سے مسلسل بے ہوش پڑی ہے' نہ زندوں میں ہے نہ مردوں میں۔" ارشاد فرمایا: "لڑکی کہاں ہے؟ عرض کی حضور چارپائی پر ڈال کر لائے تھے باہر رکھی ہے۔" یہ سننا تھا کہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے۔ ہمیشہ حاجت مند مریض آپ کی خدمت میں پیش کئے جاتے تھے لیکن آج آپ خود چل کر مریضہ کے پاس تشریف لائے۔ زبان مبارک پر کچھ کلمات

طبیبات آہستہ آہستہ جاری تھے۔ جونہی بڑے دروازے سے باہر تشریف لائے کچھ دور مریضہ دنیا جہاں سے بے خبر' بے حس و حرکت' نیم مردہ حالت میں پڑی تھی آپ چارپائی کے قریب آن کھڑے ہوئے اور کچھ پڑھتے ہوئے ایک توجہ بھری نگاہ چارپائی پر ڈالی۔ وہ لڑکی جو ہلنے کی سکت نہ رکھتی تھی فوراً اٹھ بیٹھی اور بے ساختہ آداب بجا لائی۔ سب لوگ حیرت سے دم بخود تھے کہ اس نیم جاں لاشے میں آن واحد میں اتنی طاقت و توانائی کہاں سے آگئی اسے ہوش کیسے آگیا اور اس کی بیماری کہاں اڑ گئی۔ سب کی زباں پہ سبحان اللہ تھا اور دلوں میں موجزن عقیدت کے جذبات آنکھوں کے ذریعے چھلک پڑے تھے اور میرے کانوں میں کہیں دور سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد مبارک کے الفاظ گونجتے محسوس ہو رہے تھے اتقوا بفراسة المومن فانه ینظر بنورالله پھر وہ لڑکی اس طرح ٹھیک ٹھاک حالت میں اپنے ورثا کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ کر واپس گئی جیسے یہ کبھی بیمار تھی ہی نہیں۔

بیٹا ہونے کی تمنا پوری ہو گئی

حاجی فضل داد موضع ڈھانگری بہادر سہر اپنی آپ بیتی یوں سناتے ہیں کہ میرے بیٹے چوہدری لال کے ہاں کوئی نرینہ اولاد نہیں تھی سب گھر والوں کی خواہش تھی کہ اللہ پاک ایک بیٹا عطا فرما دے مگر یہ آرزو بھر نہ آئی۔ آخر کار مایوسی نے آن گھیرا۔ خاصی عمر بیت چکی تھی۔ ایک دن میں قبلہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا بالکل تنہائی کے لمحات میسر آئے۔ کوئی اور موجود نہ تھا مجھے اپنے بیٹے کی محرومی اور سب گھر والوں کی

مایوسی کا کرب ڈسنے لگا۔ نگاہیں مرشد پاک کے چہرہ مبارک پر جما دیں۔ دھڑکتے دل لرزتے ہونٹوں بھرائی ہوئی آواز میں عرض کی' "حضور میرے لڑکے لال کے گھر کوئی بیٹا..... الفاظ میرے حلق میں اٹکتے ہوئے محسوس ہوئے۔ جملہ پورا نہ کر سکا آنکھوں سے دو گرم گرم قطرے آنسوؤں کے ٹپک کر زمین میں جذب ہو گئے اور میں بے حس و حرکت بیٹھا رہا۔ اتنے میں دریائے رحمت جوش میں آگیا میرے مرشد' میرے آقا' میرے ہادی کی نگاہوں کے ساتھ ہی سر مبارک بھی بارگاہ ایزدی میں جھک گیا۔ بے ارادہ ہاتھ دعا کے لئے اوپر اٹھ گئے اور بے ساختہ ارشاد فرمایا "فضل داد فکر نہ کر اللہ پاک تیرے لڑکے کو بیٹا عطا فرمائے گا۔" ساتھ ہی ایک تعویذ بھی تسلی کے لئے دیا۔ میں پورے یقین و اطمینان کے ساتھ اٹھا اور گھر آگیا ابھی ایک سال بھی نہ گزرنے پایا تھا کہ اللہ نے میرے مرشد کے نکلے ہوئے الفاظ کو پورا کر دکھایا مجھے اللہ نے پوتا عطا فرمایا گھر کی رونقیں لوٹ آئیں۔ چار سو خوشیاں پھیل گئیں ہم سب کے دل مرشد کامل کی عقیدت کے جذبات سے لبریز اور سر بارگاہ الٰہی میں اظہار تشکر کے لئے سجدہ ریز تھے۔

جنات سے بچا لیا

ڈاکٹر عبدالخالق موضع پرائی راوی ہیں کہ حضور قبلہ عالم حضرت ثالث علیہ الرحمتہ کے ایک مرید نذر محمد نامی شخص تھے وہ موضع پرائی کے صوفی محمد زمان صاحب کے ہاں مہمان آئے۔ رات کو انہی کے ہاں قیام کیا۔ نماز عشاء ادا کی۔ سونے کے لئے تیار ہوئے باہر اندھیرا تھا ضروری انسانی حاجت کے لئے

باہر نکلے اور گھر کے قریب ہی ایک جگہ پیشاب کرنے کے لئے بیٹھے۔ صوفی صاحب برآمدے میں کھڑے تھے یکایک آواز آئی "یا ڈھانگری والی سرکار بچانا" جلدی سے نگاہ اٹھا کے دیکھا تو یوں لگا کہ نذر محمد کو کسی چیز نے اٹھا کر آسمان کی طرف پھینک دیا ہے پھر زمین پر گرنے کی آواز سنائی دی۔ دوڑ کر پہنچے نیم بے ہوشی کی حالت میں نذر محمد کو اٹھا کر گھر میں لائے۔ کلام الٰہی پڑھ کر پھونکا تو جن حاضر ہو کر کہنے لگا اس نے اس جگہ پیشاب کیا جہاں میرا سر بیٹھا ہوا تھا۔ اسے اس حرکت کا مزہ چکا دیتے مگر جوں ہی میں نے ہاتھ ڈال کر اسے آسمان کی جانب اچھالا تو اس نے ڈھانگری والی سرکار کو پکارا۔ عین اسی وقت حضرت خواجہ محمد فاضل وہاں تشریف لے آئے اور کڑک کر فرمایا "خبردار! یہ ہمارا سگ ہے اسے مت تکلیف پہنچاؤ" بس ہم نے حضرت کا حکم سن کر اسے چھوڑ دیا ہے۔ یہ واقعہ صوفی محمد زمان کے اہل خانہ کے سامنے واقعہ ہوا ان کے یقین و ایمان کی تو کیفیت ہی کچھ اور ہو گئی ان سے علاقے کے جن افراد نے سنا وہ بھی نذر محمد کی قسمت اور نسبت پر رشک کرتے ہوئے مدتوں چرچا کرتے رہے اور کہتے کہ ہاں پیر ہو تو نذر محمد کے پیر جیسا۔ کہاں ڈھانگری شریف اور کہاں پرائی کوسوں کے فاصلے سے اپنے مخلص مرید کی فریاد سن کر آن واحد میں دستگیری کے لئے پہنچ جانا اور کمال ولایت کسے کہتے ہیں؟

مرید کے حال سے آگاہی

سوہاوہ ضلع جہلم کے ایک نواحی گاؤں قلعہ راجگان میں حضرت ثالث کے ایک مخلص، محب، نیک سیرت عالم دین مرید مولوی محمد سعید صاحب رہتے

تھے۔ علاقے میں دینی خدمات انجام دیتے تھے۔ تقویٰ یا دیانتداری اور پرہیزگاری میں مشہور تھے لوگ آپ کا انتہائی عزت و احترام کرتے تھے۔ گاؤں کے ایک شخص کی دو بچیوں کی شادی ایک ہی دن تھی۔ نکاح پڑھانے کے لئے مولوی سعید کو بلوایا گیا۔ نکاح کے موقع پر بچیوں سے ایجاب و قبول کے لئے مولوی صاحب بچیوں کے پاس گواہوں کے ساتھ جانے لگے تو مہر کی رقم ایک ایک سو روپیہ مقرر ہوئی۔ علاقائی رواج کے مطابق سسرال والوں نے ایک ایک سو روپے کے دو نوٹ مولوی صاحب کو دیئے اور کہا کہ ایجاب و قبول کے وقت یہ مہر کی رقم اپنے ہاتھ سے بچیوں کو ادا کر دینا۔ مولوی صاحب نے دونوں بچیوں کو ایک ایک نوٹ خاموشی سے تھما دیا۔ نکاح سے فارغ ہوئے تو اہل خانہ نے مولوی صاحب پر شک کیا کہنا شروع کر دیا کہ مولوی پیسے کھا گیا بچیوں کو نہیں دیئے۔ جب اڑتی ہوئی یہ بات مولوی صاحب کے کانوں تک پہنچی تو صدمے اور پریشانی سے تڑپ اٹھے۔ اہل خانہ کو بلایا اور کہا کہ اللہ کے سامنے میں اس الزام میں بے قصور ہوں لیکن اگر تمہیں یقین نہیں تو خدارا مجھ سفید پوش عزت دار آدمی کو رسوا نہ کرو یہ دو سو روپے مجھ سے لے لو۔ انہوں نے رقم لے لی۔ لیکن بات سرگوشیوں کی شکل میں پھیل گئی۔ مولوی صاحب بہت غمزدہ اور پریشان ہوئے۔ اپنے گھر چلے گئے۔ گاؤں کے ایک بزرگ شخص راجہ غلام حیدر کا کہنا ہے کہ وہ ان کے گھر گیا۔ باہر کے کمرے میں داخل ہوا تو دیکھا کہ مولوی صاحب سرہانے پر کوئی چیز رکھ کر دونوں ہاتھوں سے چہرے کو چھپائے اس پر جھکے ہوئے ہیں آہٹ ہوئی چہرہ

اٹھایا تو میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ مولوی صاحب زاروقطار رو رہے ہیں اور سرہانے قرآن مجید کھول کر رکھا ہے۔ پوچھنے پر آہوں اور سسکیوں کے ساتھ مولوی صاحب نے ماجرا بیان کیا۔ مولوی صاحب نے دو دن بغیر کچھ کھائے پیئے پریشانی کے عالم میں گزار دیئے۔ تیسرے دن صبح کی ڈاک میں حضرت ثالث رحمتہ اللہ علیہ کاگرامی نامہ مولوی صاحب کو موصول ہوا جس میں تحریر تھا کہ "مولوی صاحب بس' اتنی سی آزمائش میں گھبرا گئے ہو۔ جس نبی کا کلمہ پڑھتے ہو اور جس کے دین کی تبلیغ و اشاعت کرتے ہو اس پر تو الزامات کے انبار اور مصائب کے پہاڑ ٹوٹے پر زباں پر شکوہ نہ لائے۔ تم بھی صبر کرو اپنے مشن کو آگے بڑھاتے چلو امتحان اور آزمائش میں پورے اترو' اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے حامی و ناصر ہیں۔"

یہ مکتوب بعض خاص لوگوں نے پڑھ لیا۔ مولوی صاحب کی بے گناہی بھی ثابت ہو گئی اور عزت و توقیر میں بھی چار چاند لگ گئے۔ لیکن عقل ناتواں تو سربگریباں ہے کہ شادی کے بعد اس گاؤں سے نہ تو کوئی دربار عالیہ ڈھانگری شریف گیا نہ حضرت یہاں تشریف لائے پھر ان دنوں ڈھانگری شریف سے ڈاک بمشکل تیسرے دن یہاں پہنچتی تھی پھر اسی دن بلکہ اسی وقت سارے واقعہ اور مولوی صاحب کی کیفیت کس طرح حضرت ثالث علیہ الرحمتہ تک پہنچ گئی اور آپ نے اسی وقت خط لکھ کر ڈال دیا جو تیسرے دن موصول ہو کر باعث تسکین قلب و جاں بنا۔

یہ راز تو محرم اسرار نہاں ہی جانتے ہیں کہ مرشد کامل تو ہوتا ہی وہ ہے

جو کہیں بھی رہے اپنے مرید صادق کے پاس اس کے حال سے واقف اور اس
کی رہنمائی کا ساماں وہیں پہ باہم پہنچاتا ہے اس کی نگرانی و دلجوئی کرتا ہے۔

چور اندھا ہو گیا

غالباً" ۱۹۶۸ء کا سال تھا میرپور کوٹلی روڈ کی تعمیر کا کام جاری تھا۔ سرنڈا
کے مقام پر ایک پل بنایا جا رہا تھا کاریگر اور مزدور کام کر رہے تھے مٹی اور پتھر
لانے پر خرکار متعین تھے جو اپنے جانوروں پرلاد کر دور دراز مقلمات سے پتھرلا
رہے تھے۔ اسی دوران ایک سفید پوش آدمی کہیں سے آنکلا اور اپنی پریشان
حالی کا نہایت درمندانہ انداز میں ذکر کر کے روزگار کی التجا کی۔ خرکاروں کو اس
کی حالت زار پر رحم آگیا اور انہوں نے کہا تمہارے لائق تو کوئی روزگار نہیں
لیکن جب تک تمہیں روزگار نہیں ملتا ہمارے لئے کھانا پکاتے رہا کرو اور خود
بھی ہمارے ساتھ ہی کھانا کھا لیا کرو۔ چنانچہ چند یوم اس نے یہ کام بڑی عمدگی
اور دیانتداری سے انجام دیا انہیں بھی اس پر بھرپور اعتماد آگیا۔ اپنے کیمپ کا
سامان اور نقدی بھی اسی کی نگرانی میں چھوڑ کر اپنے کام پر چلے جاتے۔ کچھ دن
گزرے تو ایک دن وہ سب دور جگہ پر اپنے کام کے لئے چلے گئے۔ موقع پا کر
اس شخص نے قیمتی سامان اور نقدی لیا اور فرار ہو گیا۔ کچھ دور جھاڑیوں میں
جا چھپا تاکہ جب خرکار آئیں اور ڈھونڈ ڈھانڈ کر خاموشی سے بیٹھ جائیں تو
شام کے وقت نکل کر رات کی تاریکی میں کہیں دور نکل جائے۔ ادھر جب
خرکار واپس آئے تو ان میں سے بعض اپنی جمع شدہ کل پونجی لٹ جانے پر
دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ مزدور اور دوسرے لوگ یہ ماجرا دیکھ کر جمع ہو

گئے کسی نے انہیں مشورہ دیا کہ ڈھانگری شریف قریب ہے جاکر قبلہ حضرت
صاحب سے اپنی التجا پیش کر کے دعا کراؤ۔ چنانچہ انہوں نے اپنا ایک آدمی آپ
کی خدمت میں بھیجا اس نے حضرت ثالث سے روتے ہوئے بڑے رقت
انگیز لہجے میں فریاد کی۔ آپ کو اس کی حالت زار پر رحم آگیا۔ تھوڑی دیر
خاموشی اختیار فرمائی پھر ارشاد فرمایا "جاؤ اپنے ڈیرے پر چلے جاؤ انشاء اللہ تمہارا
مال تمہیں مل جائے گا۔" وہ شخص سیدھا اپنے ساتھیوں کے پاس آگیا اور
سارا ماجرا کہہ سنایا۔ کسی نے یقین کر لیا اور مطمئن ہو گیا کوئی یہ سمجھا کہ آپ
نے محض تسلی کے لئے فرما دیا ہے۔ اتنی دیر میں شام ہونے کو تھی خرکاروں کا
ایک نوجوان سا لڑکا گھڑا اٹھا کر کچھ دور فاصلے پر بہتے چشمے سے پانی بھرنے گیا
اس نے چشمے پر کھڑے ہو کر جو سامنے کچھ دور فاصلے پر جھاڑیوں پر نظر ڈالی تو
دیکھا کہ کوئی آدمی آگے کی طرف جا رہا ہے اچانک وہ بھٹک جاتا ہے اور اس
طرح رک کر ہاتھوں سے زمین ٹٹولنے لگتا ہے جیسے اسے راستہ نہ ملے اور نہ
کچھ نظر آئے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ واپس آیا اور اس جگہ سے اوپر ہٹکر پھر
آگے کی طرف چل پڑا لیکن تھوڑی ہی دور جاکر رک گیا اور زمین ٹٹولنے لگا۔
اسی طرح کئی مرتبہ اور آگے بڑھا اور پھر پیچھے ہٹا۔ کچھ دیر تو وہ نوجوان یہ تماشا
دیکھتا رہا پھر کچھ خیال آیا اور اس شخص کی طرف چل پڑا کچھ دور جاکر جو غور
سے دیکھا تو حیرت کی انتہا نہ رہی۔ یہ وہی چور تھا جو ان کی جمع پونجی اڑا لایا
تھا۔ نوجوان ہمت کر کے اس کے قریب گیا اور کڑک کر کہا تم نے ہمارا مال
چرایا ہے اب تم کیسے بھاگ سکتے ہو؟ یہ سننا تھا کہ وہ بے حال و نڈھال ہو کر

تڑپنے لگا نوجوان کو قریب بلایا مسروقہ نقدی اور قیمتی سامان اس کے حوالے کیا اور ندامت و خجالت سے آنسو بہاتا آگے چلنے لگا۔ اب اللہ کی قدرت کہ اسے راستہ بھی مل گیا۔ سب کچھ نظر آنے لگا اور اسی جگہ سے گزر کر ہمیشہ کے لئے نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

باطنی تصرف کے ذریعے استمداد

آپ کے ایک مخلص مرید حافظ ارشد محمود تحصیل کھاریاں کے ایک دینی ادارے میں مدرس تھے۔ عیدالاضحیٰ کے موقع پر علاقہ کے لوگوں نے قربانی کی کھالیں ادارے کے لئے جمع کیں انہیں فروخت کیا تو کوئی دس گیارہ ہزار روپے وصول ہوئے جو طلباء کے قیام و طعام وغیرہ مصارف کے لئے حافظ صاحبکے پاس ادارے میں ہی کسی جگہ محفوظ تھے۔ ایک رات حافظ صاحب اور طلباء سو رہے تھے کہ کچھ مسلح نقاب پوش ڈاکو مدرسے میں داخل ہوئے۔ حافظ صاحب اور طلباء جن کی تعداد پندرہ کے قریب تھی اور وہ سب بہت چھوٹی عمر کے تھے قرآن کریم حفظ کرتے تھے ان سب کو محاصرے میں لے لیا اور مطالبہ کیا کہ جمع شدہ رقم ان کے حوالے کر دی جائے۔ پہلے تو انتہائی خوفزدہ تھے پھر میں نے دل ہی دل میں اپنے پیرو مرشد حضرت ثالث رحمتہ اللہ علیہ کو یاد کیا۔ اللہ پاک سے دعا کی اور ہمت کر کے جواب دیا وہ رقم مدرسے کی ہے جو میرے پاس امانت ہے میں وہ تمہارے حوالے ہرگز نہیں کر سکتا۔ یہ سن کر ڈاکوؤں نے ہم سب کو ایک بڑی لمبی رسی سے باندھ لیا اور کرخت لہجے میں بولے "رقم نکالو ورنہ تم سب کو اغوا کر کے لے جائیں گے اور تمہارا وہ حشر کریں

گے جس کا کبھی تم نے تصور بھی نہ کیا ہو گا۔" میں نے انہیں پھر وہی جواب دیا وہ یہ سن کر طیش میں آ گئے اور ہمیں اسی طرح باندھے ہوئے گھسیٹ کر باہر کے گیٹ تک پہنچے۔ چھوٹے چھوٹے بچے ان خونخوار درندوں کی شکل میں موت کو سامنے دیکھ کر اس طرح سہم گئے کہ گویا ان کے جسم میں جان ہی نہیں رہی۔ گیٹ پر پہنچے ہی تھے کہ میری نگاہ اٹھی تو سامنے حضرت ثالث رحمتہ اللہ علیہ کھڑے تھے۔ ارشاد فرمایا: "گھبراؤ نہیں یہ تمہیں کچھ نہیں کر سکتے۔" پھر کیا ہوا ڈاکو یکایک خوفزدہ ہو کر ہم سب کو چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ میں نے طلباء کو کھولا واپس آئے' ہوش و حواس بحال ہوئے۔ اللہ کا شکر ادا کیا۔ میرے دل میں اپنے شیخ کی عظمت' قوت' تصرف اور عقیدت کے جذبات موج بن کر اٹھ رہے تھے۔ میں صبح ہوتے ہی خدمت میں حاضری کے لئے روانہ ہو گیا۔ دربار شریف میں پہنچا' قبلہ عالم تشریف فرما تھے۔ آگے بڑھ کر دست بوسی کی۔ آپ نے تبسم فرماتے ہوئے میری جانب دیکھا اور فرمایا: "حافظ صاحب رات والا کیا معاملہ تھا؟" یہ سنتے ہی میری آنکھوں کے کٹورے چھلک پڑے۔ عقیدت و محبت سے زارو قطار روتے ہوئے واقعہ عرض کرنے لگا تو ارشاد فرمایا: "بس بس پردہ پوشی اچھی چیز ہوتی ہے۔ خبردار آئندہ یہ بات کسی سے ذکر نہ کرنا۔" اسی وجہ سے میں نے آپ کی حیات ظاہری میں اس راز سے کبھی پردہ نہیں اٹھایا۔

بغیر بتائے مقصد پورا فرما دیا

سیالکوٹ سے آپ کے نیاز مند مرید حافظ شمشاد احمد صاحب ایک مرتبہ

قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری کے لئے روانہ ہوئے۔ حافظ صاحب کا کہنا ہے کہ چلتے وقت میری چھوٹی بچی نے کہا کہ واپسی پہ میرے لئے مونگ پھلی لیتے آنا۔ میں خدمت میں حاضر ہوا قدم بوسی کی سعادت حاصل کی۔ رخصت ہونے لگا تو آپ نے ایک خادم کو حکم دیا "حافظ صاحب کو مکئی کا آٹا دو" خادم نے تھوڑی دیر بعد ایک گھٹڑی مجھے دی میں حسب حکم گھٹڑی لے کر چل پڑا جب گھر پہنچا تو وہ گھٹڑی گھر والوں کو دی انہوں نے اسے کھولا تو اس میں مکئی کا آٹا اور ساتھ میں مونگ پھلی بھی نکلی۔ یہ دیکھ کر عقیدت سے جھوم اٹھا کہ سبحان اللہ میں تو بچی کی فرمائش بھول گیا تھا مگر مرشد کامل کے قربان جاؤں کہ نہ صرف غلام کی بچی کی فرمائش سے خود آگاہ تھے بلکہ اس کی خواہش بھی پوری فرما دی۔ یہ قبلہ عالم جانیں یا رب جانے کہ مونگ پھلی گھٹڑی میں کب اور کیسے آئی۔

عالم خواب میں شفقت کا انداز

حافظ محمد حنیف صاحب آف موضع کڑونتہ ذکر کرتے ہیں ۱۹۸۴ء میں ایک دن خلیفہ حاجی راجہ خان محمد پنچوروی میرے پاس تشریف لائے اور کہنے لگے کہ قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ نے حکم دیا ہے کہ آپ رواتڑہ شریف حضرت پیر سید بشیر حسین شاہ مدظلہ العالی کے درس میں جا کر تدریسی فرائض انجام دو۔ میں مرشد پاک کا حکم پاکر فورا تیار ہو گیا اور رواتڑہ شریف کے درس میں بحیثیت مدرس فرائض انجام دینے میں مصروف ہو گیا۔ کچھ عرصہ بعد ایک دن قبلہ عالم کی زیارت کے لئے ڈھانگری شریف حاضر ہوا آپ نے کسی بات پر مجھ سے

ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ میں واپس تو چلا گیا مگر دل کی بیقراری و گریہ زاری کا عجب حال تھا کھانے پینے' بول چال' پڑھنے پڑھانے غرض دنیا کی چیز اور ہر کام سے دل اچاٹ ہو گیا۔ کسی طرح بھی ایک پل چین نہیں تھا۔ ایک رات اسی پریشانی و اضطراب کے عالم میں لیٹ گیا۔ نہ جانے کب نیند غالب آئی آنکھ بند ہوئی تو قسمت کھل گئی مقدر جاگ اٹھے۔ مرشد کامل قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ کی خواب میں زیارت ہوئی آپ ایک کنوئیں پر چار زانو بیٹھے ہیں۔ بڑے پیار اور شفقت سے مجھے پاس بلایا اور میرا سر اپنے زانو پر رکھ کر مہربانی کا اظہار فرمانے لگے۔ بس میری آنکھ کھلی تو ساری پریشانی ختم ہو گئی اور میں سمجھ گیا کہ قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ اپنے خادم سے راضی ہو گئے ہیں اور شفقت و روحانیت کے شفاف پانی سے مجھے سیراب بھی فرما رہے ہیں اور میری پریشانی پر آگاہ ہو کر خواب میں تسلی و تشفی دینے خود تشریف لے آئے ہیں۔

نظر عنایت سے فرزند عطا کیا

موضع پرائی کے رہنے والے صوفی محمد سجاول جو خاص ارادتمند تھے خود اپنے متعلق یوں بیان کرتے ہیں کہ میری شادی کو خاصہ عرصہ بیت گیا تھا اللہ تعالیٰ نے نو بچیاں عطا فرمائیں فطری طور پر نرینہ اولاد کی خواہش تھی اپنی بیوی سے اولاد نرینہ کے متعلق مایوس ہو چکا تھا چنانچہ ایک بیوہ خاتون سے رابطہ کیا اور اس سے شادی کا فیصلہ کیا۔ شادی سے قبل قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دوسری شادی کرنے کے ارادے اور مقصد کا اظہار کیا۔ آپ نے میری عرض غور سے سماعت فرمائی۔ تھوڑی دیر کے بعد

ارشاد فرمایا صوفی محمد سجاول ایک سال ٹھہر جاؤ پھر اگر ضرورت اور مناسب سمجھو تو شادی کر لینا۔" آپ کا ارشاد میرے لئے قطعی فیصلے کا درجہ رکھتا تھا میں نے ایک سال کے لئے حسب الارشاد شادی کا معاملہ ملتوی کر دیا لیکن دل میں پختہ یقین تھا کہ اب مرشد کامل کی نظر عنایت ہو گئی ہے انشاء اللہ سابقہ بیوی سے ہی فرزند کی حسرت پوری ہو گی۔ ابھی سال گزرنے بھی نہ پایا تھا کہ قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ کی نظر کیمیا اور دعا سے اللہ پاک نے بچہ عطا فرمایا اور میری دلی تمنا پوری ہو گئی۔

سخت ضرورت کے وقت بغیر مانگے شہد عطا فرما دیا

معروف معالج ڈاکٹر فضل داد کا کہنا ہے کہ ایک مرتبہ مجھے شہد کی سخت ضرورت پیش آئی۔ قرب و جوار میں ہر طرف تلاش کیا مگر خالص شہد کہیں سے نہ ملا۔ میں مایوس ہو گیا۔ قبلہ عالم حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے ڈھانگری شریف حاضر ہوا۔ سلام کیا اور بیٹھ گیا۔ دل میں خیال آیا کہ شائد قبلہ حضرت صاحب سے عرض کروں تو شہد مل جائے لیکن زبان پر حرف مدعا نہ لا سکا کہ اتنے میں آپ نے ارشاد فرمایا "ڈاکٹر صاحب وہ سامنے شہد کی بوتل پڑی ہے اٹھا لو۔" میں نے شہد کی بوتل لے لی۔ لیکن حیران تھا کہ نہ میں نے عرض کیا اور نہ کسی اور نے بتایا پھر میری شدید ضرورت اور دل کا خیال آپ نے کیسے جانا اور پھر میری مشکل بھی حل فرما دی۔ سچ ہے کہ اللہ کا ولی اللہ کی نظر سے دیکھتا ہے۔

پیر صاحب چورہ شریف اور عطر کی شیشی

اس واقعہ کو مولانا محمد اشرف صاحب خطیب جامع مسجد ناڑ بیان کرتے ہیں کہ چورہ شریف کے پیر شبیر علی شاہ مدظلہ العالی دورہ فرماتے ہوئے اس علاقے میں آئے بے شمار معتقدین جامع مسجد ناڑ میں جمع ہو گئے۔ اس محفل میں میں بھی شریک تھا۔ دوران گفتگو قبلہ عالم حضرت صاحب کا ذکر چل نکلا۔ پیر صاحب فرط محبت سے جھوم اٹھے اور فرمانے لگے ڈھانگری شریف میں بھی بارہا حاضر ہوا ہوں اس مرد کامل کی شفقت اور نگاہ بصیرت ہی کچھ اور ہے پھر قبلہ عالم کے درجہ کمال پر فائز ہونے کا ایک واقعہ خود بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ میں راج دھانی کے علاقے میں تھا وہاں مجھے ایک خاص قسم کے عطر کی سخت ضرورت پیش آئی۔ متعلقین احباب نے بہت تلاش کیا مگر مطلوبہ عطر کہیں نہ ملا۔ بات ختم ہو گئی میں چند ساتھیوں سمیت وہاں سے روانہ ہو کر دربار عالیہ ڈھانگری شریف حضرت صاحب کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے۔ ملاقات کا شرف حاصل ہوا آپ نے ہمیں ایک ملحقہ کمرے میں قیام کے لئے فرمایا۔ ہم کمرے میں پہنچے تو کھانا آگیا۔ ابھی کھانا شروع بھی نہیں کیا تھا کہ قبلہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ دروازے سے اندر داخل ہوئے۔ ہم سب احتراماً کھڑے ہو گئے آپ آگے تشریف لائے آپ کے دست مبارک میں مجھے مطلوبہ عطر کی شیشی تھی ارشاد فرمایا: "شاہ صاحب یہ لو آپ کی امانت ہے۔" میں اور میرے ساتھی دنگ رہ گئے۔ اللہ والوں کے احوال و اطوار ہی عقل ظاہر میں سے ماوراء ہوتے ہیں۔

بھائی کے مرنے کی غائبانہ اطلاع

صوفی محمد زمان صاحب ساکن مسکین پور علاقہ پرائی بیان کرتے ہیں کہ ہمارے علاقے کے دو طالب علم جو آپس میں چچا بھتیجا تھے ایک کا نام صوفی عبدالکریم اور دوسرے کا حاجی محمد حسین تھا یہ دونوں ڈھنگروٹ شریف کے درس میں زیرِ تعلیم تھے۔ حضرت قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ کا ابتدائی دور تھا درس کے معاملات آپ ہی چلاتے تھے۔ ایک روز آپ نے ان دونوں طلباء کو اچانک بلایا اور فرمایا تمہیں ایک ہفتے کی چھٹی دی جاتی ہے تم فوراً گھر چلے جاؤ۔ دونوں نے عرض کی حضور! ابھی توپڑھائی کے دن چھٹیوں کاموسم بھی نہیں۔ ہماری تعلیم کا بھی بہت نقصان ہو گا اور پھر گھر پر نہ کوئی کام ہے نہ جانے کی کوئی ضرورت۔ آپ نے فرمایا "نہیں تم فوراً چلے جاؤ ہفتے بعد واپس آ جانا" یہ ارشاد سن کر ناچار دونوں چل پڑے۔ ابھی راستے میں ہی تھے کہ ایک آدمی آگے سے آتا نظر آیا اس نے بتایا کہ صوفی عبدالکریم جلدی جلدی گھر پہنچو تمہارا بھائی اچانک فوت ہو گیا ہے۔ یہ دونوں جلدی سے گھر پہنچے تو نماز جنازہ ادا ہو چکی تھی لیکن دونوں نے دفن سے پہلے چہرہ دیکھ لیا۔ گھر والے بھی حیران تھے کہ انہیں تو اطلاع نہ کرائی تھی اور نہ اتنا جلدی ممکن تھا پھر یہ کیسے پہنچے؟ جب انہوں نے سارا ماجرا بتایا تو سب کی سمجھ میں یہ بات آئی کہ یہ اگر گھر کے حالات سے بے خبر ہیں تو جس کے لڑ لگے ہیں وہ لجپال مہربان تو ہر بات سے باخبر ہے۔

نگاہ باطن کا ایک حیرت انگیز واقعہ

صوفی محمد شفیع صاحب کس والے آپ کے مرید خاص اور خدمت گزار تھے ہیں۔ اکثر دربار شریف حاضر ہوتے رہتے اور بسا اوقات کئی کئی دن قیام کرتے ایک مرتبہ شام کے وقت قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ نماز عشاء کے بعد اور بھی ساتھی احباب خدمت میں حاضر تھے۔ آپ نے فرمایا: "حاجی محمد شفیع آپ صبح ہوتے ہی جلدی سے ناشتہ کر کے سیدھے فوراً گھر چلے جانا۔ کسی کا ہرگز انتظار نہ کرنا۔" حاجی صاحب نے صبح ہوتے ہی ناشتہ کیا اور دربار شریف سے چل پڑے لیکن سیدھے گھر جانے کی بجائے کسی ضروری کام سے چک سواری جا پہنچے تاکہ کام کر کے گھر جائیں۔ اتفاق سے وہیں ایک آدمی ملا اس نے کہا حاجی صاحب میں تمہارے گاؤں سے آ رہا ہوں جلدی گھر پہنچو آج ہی تمہارا چھوٹا بچہ دندی سے گر کر فوت ہو گیا ہے۔ حاجی صاحب بھاگم بھاگ گھر پہنچے۔ بچے کی تجہیز و تکفین میں مصروف ہو گئے۔ مگر دل دھیان قبلہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی طرف تھا کہ دیکھو اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں فرمایا تھا آج نظر باطن کے ذریعے حادثہ ہونے سے پہلے ہی ملاحظہ فرما کر مجھے کس تاکید سے بھیجا۔ سچ ہے مرشد ہو تو ایسا نگہبان و رکھوالا۔

مشکل کشائی کا انوکھا انداز

مولوی محمد عالم صاحب ساکن ہلاں تلونیاں آپ کے بڑے جان نثار مرید تھے ان کا کہنا ہے کہ ایک سال رمضان شریف کے دوران قبلہ عالم رحمتہ

اللہ علیہ نے مجھے چترپڑی کے مقام پر متعین فرمایا وہاں ایک شیعہ مسلک کا شخص بھی رہتا تھا۔ اکثر میری اور اس کی بحث ہوتی اور الحمدللہ میں ہمیشہ غالب رہتا۔ ایک روز نماز تراویح کے بعد اس نے سوال کیا کہ مولوی صاحب یہ تو بتاؤ کہ سب سے پہلے کس پیغمبر نے نماز پڑھی؟ مجھے چونکہ اس کا صحیح جواب معلوم نہ تھا میری زبان سے نکل گیا کہ کل جواب دوں گا۔ میں نے رات کو غور کیا' تلاش کیا مگر درست جواب نہ مل سکا۔ میں بڑا پریشان ہوا کہ اگر کل جواب نہ دیا تو بڑی ندامت ہو گی اور یہ شخص تو بڑا پروپیگنڈا کرے گا۔ ساری عزت خاک میں مل جائے گی میں اسی خیال اور پریشانی میں بستر پر لیٹا سوچتے سوچتے سو گیا خواب میں قبلہ عالم حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ تشریف لے آئے اور فرمایا: ”محمد عالم گھبرائے کیوں ہو شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمتہ اللہ کی مشہور تصنیف مدارج النبوت تمہارے پاس موجود ہے اس کے فلاں صفحہ کو دیکھو تمہارے مطلوبہ سوال کا جواب موجود ہے۔ میں بیدار ہوا فوراً اٹھا وہی کتاب اٹھا کر کھولی جب وہی صفحہ نکالا تو بالکل اس سوال کا مفصل اور مدلل جواب موجود تھا۔ دوسرے دن میں نے اسے تسلی بخش طور پر جواب دیا جس سے وہ مبہوت ہو گیا۔ یہ ہے اللہ والوں کا دامن تھامنے کا فائدہ اور ان کی مشکل کشائی کا انوکھا انداز۔

خادم کی پاسبانی و حفاظت کا انوکھا انتظام

حافظ خادم حسین آف سیالکوٹ کا بیان ہے کہ آپ نے ایک مرتبہ رمضان المبارک میں مجھے نماز تراویح کے لئے تنگ دیو کے مقام ڈھوک باغیچہ

کی مسجد میں متعین فرمایا۔ ایک دن میں زیارت کے لئے حاضر ہوا تو ارشاد فرمایا "آج نماز تراویح کے بعد مرکزی موڑ والی مسجد میں چلے جانا۔" میں نے کوئی جواب تو نہ دیا مگر دل میں سوچنے لگا موڑ والی مسجد اتنی دور ہے راستہ اجاڑ بیابان' رات اندھیری میں یہ خوفناک راستہ کیسے طے کر کے پہنچوں گا۔ آپ نے میری جانب دیکھا اور فرمایا "کوئی ڈر نہیں لگے گا بس نماز تراویح سے فارغ ہو کر فوراً چلے جانا انشاء اللہ پہنچ جاؤ گے۔" اب میرے دل سے سارے وسوسے دور ہو گئے۔ میں واپس آیا نماز تراویح سے فارغ ہو کر تن تنہا چلدیا۔ گھپ اندھیری رات تھی راستہ بھی بجھائی نہ دیتا تھا مگر مرشد پاک کا حکم تھا میں روانہ ہوگیا۔ گاؤں سے باہر نکلا ہی تھا کہ کوئی شخص لالٹین لے کر میرے آگے آگے چلنے لگا۔ اس شخص کا نہ چہرہ نظر آیا نہ حلیہ بس میں اس کی روشنی کے پیچھے پیچھے چلتا گیا جب مرکزی موڑ والی مسجد کے قریب پہنچا تو وہ روشنی ایک طرف ہو کر سیدھی دور چلی گئی اور میں منزل مقصود پر پہنچ گیا۔ یہ سب انوکھا انتظام مرشد کامل نے اپنے ایک خادم کے لئے کیا تھا۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ وہ سخی لج پال ہیں جو دلوں کی تاریکی بھی دور فرماتے ہیں اور رات کے اندھیرے میں روشنی پہنچاتے ہیں۔ دنیا میں بھی اپنے غلاموں کی رکھوالی کرتے ہیں اور قبر کی اندھیری رات میں بھی انہی کے رخ زیبا سے اجالا ہو گا۔ انشاء اللہ

قریب المرگ مریضہ فوراً تندرست ہو گئی

صوفی عبدالرحمن ساکن موضع پلاک بیان کرتے ہیں کہ ایک روز ہم کئی سنگی حضرت قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک

ضعیف العمر شخص پرانا بوسیدہ لباس پہنے ہوئے حاضر ہوا۔ ادب سے سلام عرض کر کے بیٹھ گیا۔ آپ نے پوچھا کہاں سے آئے ہو؟ جواب دیا ناڑ سے۔ فرمایا کیسے آنا ہوا؟ اس شخص نے بڑی عاجزی سے عرض کیا حضور! میری ایک بچی بہت بیمار ہے کوئی ڈاکٹر حکیم نہیں چھوڑا لیکن سب نے لاعلاج قرار دے کر جواب دے دیا۔ ہر طرف سے مایوس ہو کر آپ کی خدمت میں لایا ہوں۔ حضور اب آپ ہی میری امید کی آخری کرن ہیں۔ خدارا میری بچی کے لئے کچھ کیجئے۔ آپ نے فرمایا بچی کو لے آؤ۔" وہ شخص فوراً باہر گیا اور ایک نوجوان نحیف و نزار کمزور لڑکی کو اس طرح اٹھائے ہوئے لایا کہ لڑکی کے پاؤں زمین پر گھسٹ رہے تھے وہ پاؤں بھی نہیں سنبھال سکتی تھی۔ لا کر آپ کے قریب زمین پر لٹا دی۔ آپ نے توجہ فرمائی پھر ہم سے گفتگو بھی فرماتے رہے اور لڑکی کو دم بھی کرتے جاتے۔ پھر ایک تعویذ عنایت کر کے ارشاد فرمایا۔ مٹی کے کسی برتن میں پانی ڈال کر اس میں تعویذ گھول لینا اور پھر لوہے کا کوئی ٹکڑا آگ میں لال سرخ کر کے اسی پانی میں بجھا دینا پھر یہ پانی بچی کو پلانا انشاء اللہ مولا پاک کرم فرمائیں گے" پھر فرمایا: "باہر برآمدے میں بیٹھو لنگر کھا کر جانا۔" وہ شخص لڑکی کو اٹھا کر باہر لے جانے کے لئے کھڑا ہوا تو نہ جانے میں نے کیا سوچ کر کہا لڑکی کو بلاؤ تو سہی۔" یہ الفاظ سن کر قبلہ عالم نے بڑی غور سے میری طرف دیکھا اور پھر مراقبے میں چلے گئے۔ آپ اسی حالت میں تھے کہ اس شخص نے لڑکی سے کہا "کڑیئے اٹھ" وہ لڑکی فوراً اٹھ بیٹھی پھر کھڑی ہو کر اپنے پاؤں سے چل کر باہر گئی۔ اپنے مرشد کی اس باکمال کرامت پر ہم سب

کے چہرے کھل اٹھے اور دل عقیدت سے باغ باغ ہو گئے۔

بھینس نے دودھ دیا

مولوی محمد عبداللہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ آوان شریف تشریف لے جا رہے تھے۔ ساتھ میں کچھ اور احباب بھی تھے۔ آپ نے راستے میں ایک جگہ تھوڑی دیر قیام فرمایا۔ ایک سنگی کو ایک مکان کی جانب اشارہ کر کے فرمایا جاؤ اس گھر سے چائے بنوا کر لے آؤ۔ وہ سنگی اس گھر پہنچا تو گھر کی مالکہ ایک خاتون سے کہا "حضور قبلہ عالم پیر صاحب ڈھانگری شریف والے تشریف لائے ہیں انہوں نے بھیجا ہے کہ جاؤ اس گھر سے چائے بنوا کر لے آؤ۔" پہلے تو خاتون نے دیکھا نہ جان نہ پہچان اور یہ اجنبی شخص چائے کی فرمائش لے کر آگیا۔ پھر خیال آیا کہ پیر صاحب کی بات کر رہا ہے۔ اس خاتون نے بڑی بے اعتنائی سے جواب دیا۔ بھئی بات یہ ہے کہ بھینس کو شیردار ہوئے ایک مہینہ ہو گیا ہے لیکن بھینس دودھ نہیں دیتی جاؤ اپنے پیر صاحب سے کہو کہ اگر بھینس دودھ دے تو میں چائے بنا دوں گی۔ خاتون نے شائد یہ بات ٹال مٹول کرتے ہوئے کہی تھی لیکن بھینس کے دودھ نہ دینے کا اسے صدمہ اور تکلیف بھی تھی۔ سنگی نے حاضر ہو کر اسی طرح عرض کر دی۔ حضور قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ بھی وجد میں آگئے فرمایا: "جاؤ اس خاتون سے کہو بھینس کے نیچے بیٹھ کر اس کا دودھ نکالو۔" خادم نے اس خاتون سے جا کر یوں ہی کہہ دیا۔ خاتون نے پہلے تو خیال کیا کہ اب تک اتنی کوششوں کے باوجود بھینس نے دودھ نہیں دیا تو اب کیسے دے گی لیکن سوچا کہ چلو دیکھنے میں

کیا حرج ہے۔ وہ خاتون بھینس کے پاس گئی تھنوں کو ہاتھ لگایا تو معلوم ہوا کہ بھینس تو پہلے سے ہی دودھ دینے کے لئے تیار ہے۔ تعجب حیرانگی اور خوشی کے احساسات و جذبات کے ساتھ دودھ نکالا فوراً چائے بنائی اور خدمت میں پیش کی۔ پھر تو اس پورے علاقے میں اس بات کا چرچا ہوا اور لوگوں کے دلوں میں قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ کی ایسی محبت و عقیدت پیدا ہو گئی کہ وہ اس راستے آپ کے گزرنے کا انتظار کرتے رہے۔

مکاشفات

حضور قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ

دلی آرزو پوری فرمادی

ایک مخلص اراتمند حافظ شمشاد احمد سیالکوٹ سے ایک مرتبہ حضرت قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حافظ صاحب کا کہنا ہے کہ میں قدم بوسی کے بعد وہیں بیٹھ گیا اتنی دیر میں حجام حاضر ہوا اور آپ کی حجامت کرنا شروع کر دی۔ میرے دل میں یہ خواہش انگڑائیاں لینے لگی کہ کاش آج قبلہ حضرت صاحب کے بال بطور تبرک مجھے مل جائیں تو میں انہیں محفوظ کر لوں۔ پھر سوچنے لگا کہ اگر حجام نے یہ باہر لے جانے کے لئے مجھے دیئے تو میں انہیں اپنے پاس رکھ لوں گا۔ جب حجام فارغ ہوا اور بال جمع کر لئے تو قبلہ عالم رحمتہ اللہ نے فرمایا بال مجھے دے دو۔ چنانچہ حجام نے بال پیش کر دیئے۔ آپ نے لے کر اپنے پاس رکھ لئے۔ میں اپنے دل کی آرزو پوری ہونے سے مایوس ہو گیا۔ کچھ دیر بعد واپسی کا ارادہ کیا۔ اجازت طلب کی۔ آپ نے اجازت عنایت فرمادی میں نے عطر کی ایک شیشی جو بطور تحفہ لایا تھا آپ کی خدمت میں پیش کی۔ آپ نے شیشی قبول فرما کر لے لی اور پھر وہ شیشی اور بال دونوں ایک کاغذ میں لپیٹ کر میرے چہرے پر ایک نظر ڈالی اور مسکراتے ہوئے مجھے عنایت فرما کر ارشاد فرمایا اب جاؤ۔ عقیدت و محبت سے میرے دل کی عجیب کیفیت تھی۔ آنکھوں کے کنارے بھیگ چکے تھے اور میں دل ہی دل میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوا چل پڑا جس نے مجھے ایسا کامل مرشد نصیب کیا جس پر میرے دل کی آرزو اور خیال بھی پوشیدہ نہیں۔

ڈوبی ہوئی لاش کی جگہ بتادی

مونگ چند روئیں کے مقام پر ایک گہرا نالہ تھا جس میں اکثر پانی رہتا۔

برسات کے موسم میں اسکا پانی بہت زیادہ ہو جاتا۔ ایک مرتبہ موسم برسات میں نالے کا پانی ٹھاٹھیں مار رہا تھا کہ اچانک ایک آدمی اس نالے میں ڈوب گیا۔ لوگ جمع ہو گئے اور تیراکوں نے لاش ڈھونڈنا شروع کی۔ نالہ دور دور تک غوطہ خوروں نے چھان مارا لیکن لاش کا کہیں پتہ نہ چلا۔ چند لوگوں نے مشورہ کیا اور نذر حسین نامی ایک شخص کو حضرت ثالث رحمتہ اللہ کی خدمت میں دعا کرانے کے لئے بھیجا۔ اس نے پورا ماجرا بیان کیا۔ آپ نے دعا فرمائی اور ارشاد فرمایا جاؤ پھر تلاش کرو۔ انشاء اللہ لاش مل جائے گی۔ اس نے واپس آ کر بتایا تو ماہر غوطہ خوروں نے پھر تلاش کرنا شروع کر دیا لیکن بے سود۔ لاش کہیں نہ ملی سب نے تھک ہار کر پھر اسی شخص کو حضرت کی خدمت میں بھیجا۔ نذر حسین کا بیان ہے کہ میں دوبارہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا مجھے دیکھتے ہی آپ نے ارشاد فرمایا: ”لاش نہیں ملی ناں؟“ میں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ آپ نے کچھ توقف فرمایا اور پھر مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا: ”جاؤ اسی جگہ ڈھونڈو جس جگہ وہ ڈوبا تھا۔“ میں نے آ کر آپ کا حکم سنایا تو ایک غوطہ خور نے اسی جگہ غوطہ لگایا پھر پانی سے باہر آ کر کہنے لگا ہاں! لاش اسی جگہ نیچے ریت اور ملبے میں پھنسی ہوئی ہے مگر نکالنا تنہا میرے بس میں نہیں چنانچہ ایک اور غوطہ خور کو ساتھ ملایا۔ دونوں نے غوطہ لگایا۔ چند ہی لمحے بعد وہ لاش پانی سے باہر لے آئے۔ یہ ماجرا دیکھ کر سب لوگ کہنے لگے کہ ہم سب آنکھوں والے یہاں موجود ہو کر بھی لاش کو تلاش نہ کر سکے مگر قبلہ عالم نے دربار شریف میں بیٹھ کر اس لاش کو یہاں پانی کی تہہ میں بھی ملاحظہ فرما لیا۔

پوشیدہ معاملات سے آگاہی

قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے محب و مخلص مرید الحاج مولوی محمد یوسف کو "میرا کانڈی" کی مسجد میں امامت اور تدریس کے لئے متعین فرمایا۔ مولانا موصوف وہاں سے اکثر و بیشتر خدمت میں حاضر ہو کر زیارت سے مشرف ہوتے۔ ایک مرتبہ دربار میں حاضری کے لئے روانہ ہوئے راستہ میں "کس ہاڑاں" کے مقام پر اپنے پیر بھائی راجہ عدالت خان سے ملاقات ہوئی وہ باصرار اپنے گھر لے گئے اور اپنی بھینس کا دودھ نکال کر مولوی صاحب کو پیش کیا۔ مولوی صاحب کا معمول تھا کہ اپنی پسندیدہ اور پیاری چیز اپنے پیرو مرشد کی نذر کرنے کی کوشش کرتے۔ اس دن بھی مولوی صاحب کو بھینس پسند آگئی پھر دل میں خیال آیا اگر یہ بھینس مجھے مل جائے تو میں دربار عالیہ میں پیرو مرشد کی خدمت میں ہدیہ پیش کروں۔ چنانچہ راجہ عدالت خان سے کہا یہ بھینس میرے ہاتھ فروخت کر دو۔ انہوں نے مقصد پوچھا تو آپ نے مدعا بیان کر دیا۔

راجہ صاحب بھی قبلہ عالم سے نسبت رکھتے تھے اس لئے بھینس فروخت کرنے پر تیار ہو گئے۔ قیمت تین ہزار ایک سو روپیہ مقرر ہوئی اور معاہدہ قرار پایا کہ بھینس آج ہی دربار شریف پہنچا دی جائے گی اور رقم ایک ہفتہ بعد ادا کی جائے گی۔ مولوی یوسف صاحب نے بھینس لی اور خوشی خوشی آستانہ عالیہ پر پہنچے اور قبلہ عالم کی خدمت میں پیش کر کے نہایت ادب و انکسار سے عرض کرنے لگے حضور یہ معمولی سا ہدیہ عقیدت پیش خدمت ہے قبول فرمالیں۔

آپ نے ازراہ شفقت اس پر خلوص نذرانے کو قبول فرمالیا۔ مولوی صاحب اس قبولیت پر انتہائی خوش خوش واپس ہوئے۔ حسب معمول صبح نماز فجر کے بعد بچوں کو تعلیم قرآن دینے کے لئے بیٹھے ہی تھے کہ باہر وہی پیر بھائی آن پہنچے۔ ملاقات ہوئی آنے کی وجہ پوچھی تو کہنے لگے مجھے رقم کی شدید ضرورت درپیش ہے اس لئے بھینس کی رقم ادا کرو مولوی یوسف نے کہا بھائی ابھی تو کل ہی سودا ہوا ہے ایک دن بھی نہین گزرا وعدہ ایک ہفتے بعد کا ہے تم آج ہی کیسے تقاضا کر سکتے ہو؟ اس نے جواب دیا بیشک وعدہ تو یہی ہے مگر مجھے سخت ضرورت پیش آگئی اس لئے رقم ابھی دو۔ مولوی صاحب نے کہا بھئی ابھی ممکن نہیں۔ میں ایک ہفتے میں کہیں نہ کہیں سے بندوبست کر کے تمہاری رقم وعدے کے مطابق ادا کر دوں گا لیکن موصوف نہ مانے۔ اس دوران خاصی تلخی بھی ہو گئی۔ انہوں نے وارننگ دیتے ہوئے کہا کہ میں رقم آج ہی لے کر جاؤں گا میں فلاں شخص کے گھر ٹھہر کر انتظار کروں گا۔ یہ کہہ کر وہ اس گھر چلے گئے۔ مولوی صاحب بچوں کو پڑھانے کے لئے بیٹھے مگر شدید پریشانی میں تھے کچھ سمجھ نہیں آتی تھی اب کیا کریں۔ رقم کہاں سے لائیں۔ ادھر دوپہر ڈھلنے کو تھی کہ ایک دوسرے پیر بھائی صوفی محمد صادق بھاگم بھاگ ہانپتے کانپتے آ پہنچے۔ سلام دعا کے بعد تین ہزار ایک سو روپیہ نکال کر مولوی یوسف کو دیئے اور کہنے لگے آج ہی صبح قبلہ عالم نے یہ رقم مجھے دی آمدورفت کا کرایہ علیحدہ دے کر تاکیداً حکم فرمایا کہ ابھی اور اسی وقت جاؤ اور فوراً یہ رقم مولوی یوسف کو دے کر آؤ۔ مولوی صاحب نے کہا بھئی میں نے

تو بھینس نذر کے طور پر پیش کی تھی میں یہ رقم نہیں لوں گا۔ صوفی صاحب نے جواب دیا۔ مولوی صاحب اب تو یہ رقم تمہیں لینا ہی پڑے گی مجھے حضرت صاحب نے بار بار اور سخت تاکید فرمائی ہے آپ بے شک شام کو ہی قبلہ عالم کو جا کر لوٹا دو مگر اس وقت میں دے کر ہی جاؤں گا۔ حضرت صاحب سے بھینس کی قیمت کا ذکر کیا نہ ادھار کرنے کا اظہار پھر یہ کہ میں نے تو اپنی طرف سے نذرانہ پیش کیا تھا۔ پھر خیال کہ قبلہ عالم جب میری اس پریشانی سے آگاہ ہو سکتے ہیں تو بھینس کی قیمت کیسے پوشیدہ رہ سکتی تھی! پھر اٹھے رقم لی اور تقاضا کرنے والے پیر بھائی کے پاس پہنچے۔ رقم اس کے حوالہ کرتے ہوئے پرنم آنکھوں اور بھرائی ہوئی آواز میں کہا یہ لو اپنی رقم' اس کا انتظام میرے مرشد پاک قبلہ عالم رحمتہ اللہ نے کر دیا ہے۔

سفر میں مریدین کے حال پر نظر

ضلع سیالکوٹ کے دو طالب علم حافظ خادم حسین اور حافظ شمشاد دربار عالیہ کی درسگاہ میں زیر تعلیم تھے۔ ایک مرتبہ دونوں چند یوم کی چھٹی لے کر اکٹھے اپنے اپنے گھر گئے اور واپسی بھی اکٹھی ہوئی۔ باہمی طور پر دونوں نے طے کیا کہ پہلے لاہور چلتے ہیں داتا صاحب رحمتہ اللہ کی خدمت میں حاضری دیتے ہیں اور پھر وہاں سے ڈھانگری شریف جائیں گے۔ چنانچہ پروگرام کے مطابق دونوں لاہور روانہ ہوئے۔ داتا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں حاضری دی اور پھر واپس ڈھانگری شریف کے لئے روانہ ہوئے۔ چونکہ گھر سے صرف ڈھانگری شریف تک پہنچنے کا کرایہ اور اخراجات کے لئے رقم ملی تھی لاہور

تک آنے جانے کا خرچ بھی برداشت کرنا پڑا اس لئے کھانے پینے میں کفایت شعاری کر کے کرایہ پورا کیا۔ جب میرپور پہنچے تو دربار شریف کا کرایہ دے کر صرف ایک چپاتی کے پیسے بچے۔ بھوک شدت کی تھی چنانچہ ایک چپاتی خریدی اور دونوں نے بیٹھ کر کھالی۔ پھر بذریعہ بس روانہ ہو کر ڈھانگری شریف پہنچے پہلے سیدھے قبلہ حضرت ثالث رحمتہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سلام عرض کیا قدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔ آپ نے کمال شفقت اور تجسس سے ہمارے چہرے کی طرف دیکھا اور فرمایا جاؤ پہلے کھانا کھاؤ تمہیں شدید بھوک میں ایک ہی چپاتی ملی تھی نا۔ اب جاؤ فوراً کھانا کھاؤ۔ ہم یہ سنتے ہی دم بخود رہ گئے اور یقین ہو گیا کہ ہم دوران سفر اکیلے نہیں ہوتے مرشد کامل کی نظر اور نگرانی حاصل ہوتی ہے۔

پوشیدہ عمل پر مطلع ہونا

قبلہ حضرت ثانی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ اپنے درس کے جن حفاظ اور علماء کو امامت کے فرائض سونپتے انہیں نماز کے جملہ مسائل بھی اچھی طرح سکھلا اور سمجھا دیتے۔ ایک مرتبہ رمضان المبارک سے ایک روز پہلے ایک دوسرے گاؤں میں نماز تراویح پڑھانے کے لئے مولوی محمد عالم ساکن ہلاں ناونیاں کو ارسال فرمایا اور انہیں نماز اور جماعت و امامت بالخصوص نماز وتر کی جماعت کے مسائل بڑی تفصیل سے سمجھائے اور رخصت فرماتے وقت نصیحت فرمائی کہ نماز پڑھاتے وقت تمام مسائل کا خاص طور پر خیال رکھنا چونکہ یہ لوگوں کی نماز کا معاملہ ہے اور سارا بوجھ امام پر ہوتا ہے مولوی

صاحب متعلقہ گاؤں پہنچ گئے رمضان کا چاند نظر آیا۔ رات کو نماز تراویح پڑھائی۔ اتفاق ایسا کہ پہلے ہی دن وتر کی جماعت میں بھول ہو گئی۔ صبح نماز فجر کے بعد دربار عالیہ کی طرف روانہ ہوئے۔ دربار شریف کی مسجد میں پہنچے تو سامنے حضرت ثالث رحمتہ اللہ تشریف فرما تھے۔ ملاقات ہوئی آپ نے مولوی صاحب کی طرف دیکھا پھر مسکرا کر پوچھا فقیرا رات کیسی گزری؟ مولوی صاحب پہلے تو چونک پڑے پھر کچھ گول مول سا جواب دیا۔ قبلہ عالم کے چہرے پر کچھ ناگواری کے اثرات ظاہر ہوئے اور فرمایا "جھوٹ مت بولو۔ رات وتر کی نماز میں بھول گئے تھے نا" مولوی صاحب کے ماتھے پر حیرت اور استعجاب سے پسینہ آگیا' سوچنے لگے یہاں سے میلوں دور دیہات میں یہ معاملہ پیش آیا اور ابھی تک وہاں کا کوئی نمازی بھی حضرت صاحب کی خدمت میں نہیں آیا لیکن اہل اللہ تو باطن کی نگاہ سے دیکھ لیتے ہیں۔ مولوی صاحب نے نہایت ادب کے ساتھ اعتراف کرتے ہوئے عرض کی حضور بھول گیا تھا۔ فرمایا آئندہ خیال رکھا کرو۔

خفیہ مانی ہوئی منت پر اطلاع

دربار شریف کی درسگاہ کے دو طالب علم غلام ادریس اور حافظ محمد اسلم دونوں کا بیان ہے کہ دوران تعلیم ایک مرتبہ عیدالفطر کے قریب دونوں حضرت ثالث رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عید کے موقع پر گھر جانے کے لئے رخصت کی درخواست کی لیکن آپ نے چھٹی دینے سے انکار فرما دیا اور ہم دونوں کو کسی کام پر مامور فرما دیا۔ ادھر ہم عید پر گھر جانے کے

لئے بے چین تھے آپ کے ارشاد کے مطابق کام کرنے لگ گئے لیکن دل بہت افسردہ اور طبیعت پریشان تھی۔ اسی دوران میں نے اپنے بڑے بھائی سے جو دربار شریف کی مسجد کا تعمیراتی کام انجام دے رہے تھے سفارش کرائی مگر آپ نے انہیں بھی انکار کر دیا۔ اب تو ہم چھٹی جانے سے بالکل مایوس ہو گئے اسی کیفیت میں بیٹھے تھے کہ آپس میں دوران گفتگو حافظ غلام ادریس نے کہا کہ آؤ دونوں منت مانتے ہیں اگر حضرت صاحب نے چھٹی عنایت فرما دی تو منت پوری کریں گے۔ حافظ غلام ادریس نے منت مانی کہ اگر مجھے چھٹی مل گئی تو میں دربار شریف میں بیٹھ کر دو سپارے تلاوت کروں گا۔ حافظ محمد اسلم نے منت مانی کہ اگر مجھے چھٹی مل گئی تو میں دو رکعت نماز نفل ادا کروں گا۔ بات آئی گئی ہو گئی۔ کام سے فارغ ہوئے واپس دربار شریف پہنچے قبلہ حضرت ثالث رحمتہ اللہ سے ملاقات ہوئی آپ نے قریب بلایا کندھے پر ہاتھ رکھا' شفقت بھری نگاہ ہمارے چہرے پر ڈالی اور ارشاد فرمایا: "اسلم تم جاؤ دو سپارے پڑھو اور عبدالرزاق تم جاؤ دو رکعت نفل پڑھو اور پھر تم دونوں کو چھ دن کی چھٹی ہے۔ اپنے اپنے گھر جاؤ۔" یہ سنتے ہی ہم حیرت سے ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔ عقیدت کے ساتھ ہی محبت کے جذبات بھی مچلنے لگے آنکھوں میں آنسو ٹمٹمانے لگے دونوں نے بیک آواز عرض کیا حضور اب قدموں میں ہی ہماری عید ہو گی۔ آپ نے شفقت سے سروں پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا نہیں اب جاؤ عید گھر پر کر کے پھر آ جانا۔

حضرت قبلہ عالم رحمتہ اللہ
کے
بعض یادگار روحانی سفر

سفر کا مقصد

حضور قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ اپنے والد بزرگوار حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ اور جدامجد حضرت اعلیٰ رحمتہ اللہ علیہ کے طریقہ و انداز کے مطابق اکثر و بیشتر سفر فرماتے تھے۔ آپ کے سفر بالعموم خلق خدا کو فیضیاب فرمانے' عوام کو دین اسلام کی تبلیغ فرمانے' سنت نبوی کی اشاعت و ترویج اور خود مقدس مقامات و مزارات طیبات سے حصول فیضان کے لئے ہوا کرتے تھے۔ اس دوران بعض اہم ارشادات' واقعات اور معمولات وقوع پذیر ہوتے رہتے تھے جن میں سے چند ایک کا تذکرہ بطور تبرک کیا جاتا ہے۔

آوان شریف کی پر کیف حاضری

یوں تو سپاس عقیدت گزارنے کے لئے کثرت کے ساتھ اعوان شریف حاضری قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ کا مقصود و معمول رہا ہے ان سب کا احاطہ تو ممکن نہیں لیکن ایک اہم حاضری کے سفر کا حال حضور سیدی صاحبزادہ محمد عتیق الرحمن یوں بیان فرماتے ہیں کہ قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ مجھ سمیت چند دوسرے سنگیوں کو ہمراہ لیا اور آوان شریف حاضری کے لئے روانہ ہوئے۔ پورے ادب و احترام کے ساتھ چلتے ہوئے آوان شریف پہنچے' آوان شریف ہی قیام فرمایا۔ جتنے احباب کو ہمراہ لے گئے تھے اوراد و وظائف' ذکر و اذکار اور معمولات سے فارغ ہو کر سب کو ارشاد فرمایا۔ اب رات آرام کرو۔ تمام سنگی تعمیل ارشاد میں سو گئے تو قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ خود اٹھے اور دربار

عالیہ کی مسجد کی خود اپنے دست مبارک سے صفائی کی اور پھر پانی کی ٹینکی میں ساری رات پانی بھرتے رہے جب سحری کے وقت باقی سنگی بیدار ہوئے اور یہ حال دیکھا تو کف افسوس ملتے ہوئے آپس میں کہنے لگے کہ ہم تو گہری نیند سوتے رہ گئے اور قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ یہ عظمت و سعادت لوٹتے رہے۔ کاش ہمیں بھی اس سعادت کا موقعہ مل جاتا۔ تہجد کے بعد سحری کو ہی آوان شریف سے مہمندہ شریف گجرات کے لئے روانگی ہوئی۔ ابھی ہم مہمندہ شریف سے کچھ فاصلہ پر تھے کہ فجر کی آذان ہوئی۔ ہم آذان کی آواز سن کر مسجد میں داخل ہوئے تو موذن آذان دینے کے بعد وضو کرنے لگے تو ہم سب نے باجماعت نماز ادا کر لی جیسے ہی جماعت ختم ہوئی تو وہ شخص غصے سے لال پیلے بڑی تمکنت سے بولے آپ لوگوں نے نمازیوں کے پہنچنے سے پہلے ہی کیوں جماعت کرا لی؟ قبلہ عالم رحمتہ اللہ نے کوئی جواب نہ دیا اور باقی سنگی آپ کے ادب کی وجہ سے خاموش رہے مگر وہ شخص کچھ زیادہ ہی برافروختہ ہوتا جا رہا تھا چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا ''مولوی صاحب پہلے ہی جماعت کرانے کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ ہم لوگ مسافر ہیں ہمیں آگے جانا ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ہم نے دیکھا کہ آپ نے آذان کے بعد وضو بنایا اور آذان بے وضو دی یہ طریقہ اسلام اور بزرگان دین کے عمل کے خلاف ہے مندوب و مستحب یہ ہے کہ بغیر کسی عذر کے آذان باوضو دینا چاہئے۔ آپ کا یہ ارشاد سن کر مذکور شخص نہ صرف خاموش ہو گیا بلکہ کچھ خفت بھی محسوس کرنے لگا۔ حضور قبلہ عالم کے انداز و اطوار بتا رہے تھے کہ آپ نے اس شخص کو مجبوراً یہ جواب دیا

ورنہ سب کے سامنے اس طرح اس بات کو عیاں فرمانا نہیں چاہتے تھے۔ تاہم یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ دین کے معاملات میں آپ کتنی باریک بینی سے کام لیتے تھے بعدازاں مسندہ شریف حضرت ثانی سیدی قاضی محبوب عالم رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری ہوئی پھر حضرت شاہدولہ دریائی رحمتہ اللہ کے مزار پرانوار پر حاضری دے کر واپس آئے۔

باولی شریف حاضری کا ایک انداز

راقم صوفی طالب حسین ڈھانگری بہادر ایک یادگار سفر کے انداز کی روئیداد یوں بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ نے باؤلی شریف حاضری کی تیاری فرمائی۔ مفتی محمد ایوب صاحب' حاجی ظہور احمد صاحب کو اور مجھے ہمراہی کا شرف بخشا۔ سفر کا آغاز فرمایا اور ہم سرائے عالمگیر پہنچے۔ وہاں آپ نے ارشاد فرمایا کہ کسی دکان سے کچھ سادہ لفافے خرید لاؤ۔ میں اسٹیشنری کی ایک دکان پر گیا اور وہاں سے لفافے خرید کر خدمت عالیہ میں پیش کر دیئے۔ آپ نے لفافے لے کر ان میں علیحدہ علیحدہ کچھ نقد رقم ڈالی اور پھر روانہ ہو گئے جب کریالہ اسٹیشن پر پہنچے تو آپ نے دوسرے دونوں ساتھیوں کو وہیں ٹھہرنے کا حکم دیا اور مجھے ساتھ لے کر آگے تشریف لے گئے اور وہ لفافے علیحدہ علیحدہ کر کے مجھے حکم فرمایا یہ لفافے فلاں فلاں گھروں میں دے آؤ اور جلدی سے واپس آ جانا ہم دربار شریف پہ تمہارا انتظار کریں گے لیکن باؤلی شریف کے متعلقین کو ہمارے بارے میں نہ بتانا۔ یہ حضرات چائے پانی کا تکلف فرماتے ہیں اور ہم انہیں تکلیف نہیں دینا چاہتے۔ چنانچہ میں

حسب حکم متعلقہ گھروں میں لفافے پہنچا کر واپس آیا تو حضور قبلہ عالم رحمتہ اللہ کے چہرہ پرنور پر انتہائی مسرت اور شادمانی کے آثار نمودار تھے۔ عقیدت و خدمت کا یہ انداز اور یہ منظر میں نے اس سے پہلے کہیں نہیں دیکھا تھا۔ پھر آپ نے باؤلی شریف کے ایک ایک مزار پر ہماری حاضری کرائی اور بے شمار تاریخی حقائق سے بہرہ مند فرمایا۔ یہ وہ دن تھا جب پاکستان کے سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کو پھانسی دی گئی تھی۔

دوران سفر انداز تربیت

حضور قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ جہاں متبرک و مقدس مقامات کا سفر تسکین قلب و روح کے لئے فرماتے تھے وہاں بسا اوقات اپنے متوسلین اور متعلقین مریدین کی روحانی و باطنی تربیت مقصود و مطلوب ہوا کرتی تھی اسی نوعیت کا آوان شریف کا ایک سفر مجھے (مولف کتاب صوفی طالب حسین کو) آپ کی ہمراہی میں نصیب ہوا۔ میرے علاوہ دو سنگی اور بھی تھے چنانچہ ہم تینوں قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ کی معیت میں براستہ بھمبر آوان شریف پہنچے۔ پہلے بابا نوگزا (سکندر شاہ رحمتہ اللہ) کے مزار مبارک پر حاضری دی پھر وہاں سے سیدھے سرکار غریب نواز اعوان شریف کے مزار مقدس پر حاضری دی۔ حاضری کے معمولات سے فراغت کے بعد آپ کے مزار مبارک کے قریب دوسرے مزارات کے بارے میں تفصیلات بتائیں اور حاضریاں کرائیں پھر حضرت مائی صاحبہ والدہ گرامی حضرت سیدی قاضی محبوب عالم صاحب رحمتہ اللہ علیہا کے مزار مبارک پر نہایت مودبانہ حاضری دی پھر اس گول کمرہ کی

زیارت کے لئے گئے جہاں بیٹھ کر سرکار غریب نواز اعوان شریف لوگوں کو ملاقات کا شرف بخشتے ان کی معروضات سنتے اور ان کی حاجات کے لئے دعائیں فرماتے۔ مجھے قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ نے حکم دیا کہ اس کمرے کو جھاڑو دے کر صاف کر کے صفیں بچھاؤ۔ میں نے ارشاد کی تعمیل کی۔ کچھ دیر قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ نے قیام فرمایا۔ بعدازاں دربار سے ملحقہ اس کمرے میں لے گئے جہاں چکیاں لگی ہوئی تھیں۔ یہاں برادران طریقت بطور ریاضت لنگر کے لئے آٹا پیستے تھے پھر بالائی منزل پر اس مقام کی زیارت کرائی جہاں سرکار غریب نواز صاحب آوان شریف قیام فرما ہوا کرتے تھے۔ اس کے بعد حضرت قاضی سیدنور رحمتہ اللہ علیہ تشریف لے آئے تو آپ نے بڑی محبت و عقیدت سے ملاقات فرمائی۔ آوان شریف سے رخصت ہو کر ممندہ شریف حاضری دی اور حضور سیدی قاضی محبوب عالم رحمتہ اللہ علیہ کی دست بوسی کا شرف حاصل کیا۔ حضرت ثانی قاضی محبوب عالم رحمتہ اللہ علیہ سے سلسلہ گفتگو بڑی دیر تک جاری رہا۔ حضرت قاضی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی گفتگو ایسی محققانہ' عالمانہ اور عارفانہ تھی کہ ہم تو کچھ سمجھ نہ سکے۔ شائد وہ گفتگو ہی حضور قبلہ عالم کے لئے تھی۔ عارفوں کی بات عارف ہی جانتے اور سمجھتے ہیں۔ ممندہ شریف سے رخصت ہو کر حضرت شاہدولہ رحمت اللہ علیہ کے مزار پاک پر حاضری دی۔ یہاں بھی مسجد شریف سے نیچے ایک خاص مقام پر ہمیں لے گئے۔ دراصل یہ وہ جگہ تھی جہاں سرکار غریب نواز آوان شریف اپنی حاضری کے مواقع پر قیام فرما ہوتے اور روزانہ کے معمولات اوراد و

وظائف پورے فرماتے تھے۔ اس جگہ پہنچ کر سکون و راحت قلبی کی ایسی کیفیت محسوس ہوئی جس کا اظہار نہیں کیا جا سکتا۔ وہاں سے واپسی پر چند دیگر مزارات پر بھی حاضری دی آخر میں حضرت سیدؒ پیرے شاہ غازی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر کھڑی شریف حاضری دی۔ اس سفر کے دوران میں نے محسوس کیا کہ یہ تمام اہتمام ہمارے معاملات کی اصلاح، بزرگوں کی بارگاہ میں حاضری کے آداب سکھلانے اور باطنی و روحانی تربیت کے لئے تھا۔

کشف مزارات

صاحب مزارات مردان کامل اپنی بارگاہ میں حاضر ہونے والوں کی دلجوئی خود فرمایا کرتے ہیں۔ اس حقیقت کی جانب اشارہ فرماتے ہوئے ذکر فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت سیدؒ پیرے شاہ غازی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضری ہوئی۔ خدام اس وقت جا چکے تھے۔ موسم سرما اپنے جوبن پر تھا لیکن تنہائی کے ان لمحات کو غنیمت سمجھ کر ہم نے آپ کے قدموں کی جانب بیٹھ کر پڑھنا شروع کر دیا۔ موسم کی شدت میں کچھ اور بھی اضافہ ہوتا چلا گیا۔ حضرت لجپال غازی کو یہ کب گوارہ تھا کہ آپ کا عقیدت کیش یوں سردی کی لپیٹ میں رہے۔ پڑھتے پڑھتے نہ جانے کیسے ذرا سی اونگھ آگئی حضرت پیرے شاہ غازی رحمتہ اللہ علیہ بنفس نفیس سامنے تشریف لے آئے اور فرمایا "یہاں سردی زیادہ ہے دوسری طرف کمرے میں چلے جائیں۔"

سفر حجاز مقدس

حضور قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ نے ۱۹۶۴ء میں فریضہ حج کی ادائیگی کے

لئے حجاز مقدس کا سفر کیا۔ اس سفر کے متعلق حاجی فضل کریم صاحب نے حضورؒ سیدی صاحبزادہ عتیق الرحمٰن کی خدمت میں عقیدت و محبت کا ایک حسین واقعہ ذکر کیا کہ دوران حج حرم پاک میں ایک بوسیدہ مسجد کی تعمیر نو ہو رہی تھی جب قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ نے اسے تعمیر ہوتے ہوئے دیکھا تو فوراً خود اس کی تعمیر میں شامل ہو گئے۔ مٹی اور پتھر اپنے ہاتھوں سے اٹھاتے جاتے۔ آپ پر عجیب کیفیت طاری تھی بعد میں ارشاد فرمانے لگے میں نے خیال کیا کہ یہ اتنی قدیم مسجد ہے یقیناً اس مٹی اور پتھروں کو سرکار مدینہ علیہ السلام کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مبارک ہاتھ لگے ہوں گے۔ اس مٹی اور پتھروں کے ساتھ میرے بھی ہاتھ لگ جائیں تو یہی عمل فلاح و نجات کا ذریعہ بن جائے گا۔

اس سفر کے دوران چند یوم کراچی میں قیام فرمایا قبلہ حضرت صاحب حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ بھی تشریف فرما تھے ان دنوں ملک کے نامور محدث اور عالم دین حضرت علامہ محب النبی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کئی دن خدمت میں حاضر ہوتے رہے پھر ایک دن ہمت کر کے قبلہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کیا حضور! مجھ پر رحم فرمائیں اور کچھ توجہ فرمائیں۔ گویا یہ خلافت و اجازت کی طلب کا اشارہ تھا۔ آپ نے فرمایا "سفر حج سے واپسی پر انشاء اللہ" چنانچہ اس مبارک سفر سے واپسی پر قبلہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے حضور قبلہ عالم رحمتہ اللہ کو حکم دیا اور آپ نے سلوک نقشبندیہ کے اسباق' لطائف' نفی و اثبات' مراقبات اور اجازت نامہ تحریر فرما کر شیخ القرآن

علامہ عبدالغفور ہزاروی رحمتہ اللہ کے ذریعے مولانا محب النبی رحمتہ اللہ کو
عنایت فرمائے۔

قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ

کے

چند زریں اقوال ارشادات و فرمودات

اقوال زریں

قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ اپنے متعلقین' مریدین' طلبہ اور ملاقاتیوں کی ظاہری و باطنی اصلاح کے لئے مناسب حال و مواقع ہدایات دیتے اور ارشادات سے بہرہ مند فرماتے رہتے تھے۔ ان میں سے چند اقوال و ارشادات استفادہ کے لئے پیش خدمت ہیں۔

○ عجز و انکسار اور غرور و استکبار کا تعلق دل سے ہے صاف ستھرے اور عمدہ لباس سے نہیں

○ دین و دنیا کا ہر کام خالص اللہ کی رضا کے لئے کرنا چاہئے چاہے اس کام کے لئے کتنی بھی مصیبت اور کوفت اٹھانی پڑے

○ جب سفر پر نکلو تو باوضو نکلو' وضو سفر کا بہترین ہتھیار ہے

○ جب بھی کوئی چیز دو یا کسی سے لو تو دایاں ہاتھ استعمال کرو یہی سنت ہے اور اسی میں برکت ہے۔

○ ہر کام دائیں ہاتھ سے کرو' یہ سنت ہے اور سنت سمجھ کر ایسا کرنا عبادت ہے۔

○ جب کسی سے مصافحہ کرو تو دونوں ہاتھوں سے کرو۔

○ دینی تعلیم کے طلباء کی خدمت کیا کرو ان کی خدمت دین کی خدمت ہے۔

○ جس نے دین و دنیا اور آخرت کی کامیابی حاصل کرنا ہو وہ والدین کی خدمت کرے۔

○ چلنے' پھرنے' اٹھنے' بیٹھنے' بولنے' کھانے' پینے' ملنے جلنے' سونے جاگنے' دیکھنے' سننے اور لینے دینے میں سنت نبوی کو اپنا لو۔ ساری زندگی عبادت بن جائے گی۔

○ دوسروں کی خدمت کرو تمہیں راحت حاصل ہو گی۔

○ قرآن پڑھو تو صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھو ورنہ قرآن کا حق ادا نہیں ہو گا۔

○ شلوار' پاجامہ ہمیشہ ٹخنوں سے اونچا رکھو یہ سنت بھی ہے اور تکبر کی ضد بھی۔

○ جب موذن کی آذان سنو تو ہر کلمے کا جواب دو اللہ پاک ہر جواب کے بدلے دو لاکھ نیکیاں عطا کرتا ہے۔

○ جب کسی مزار پر حاضر ہو تو ایک مرتبہ سورہ فاتحہ' تین مرتبہ سورہ اخلاص اور درود شریف پڑھ کر صاحب مزار کو ایصال ثواب کا ہدیہ پیش کرو اور پھر اپنا دلی مقصد سامنے رکھ کر دعا مانگو انشاء اللہ ضرور حاجت پوری ہو گی۔

○ دوران سفر ہر وقت ذکر' نعت' اور درود پاک سے زبان تر رکھو اور فضول باتوں سے پرہیز اختیار کرو۔

کوائف و احوال
وصال باکمال
اور
مناظر تجہیز و تدفین

وصال سے پہلے بعض متوسلین پر خصوصی عنایات

پاک باطن و پاک طینت بندگان خدا واصل باللہ ہونے سے قبل ان متوسلین و متعلقین اور وابستگان دامن کو ان کے حصہ کمال اور ضرورت تعلیم و تربیت، محبت شیخ اور دیدار جمال کی نعمت کبریٰ سے مالا مال فرما کر لقائے محبوب کے لئے مقام فناہ سے دارالبقا کی جانب کوچ فرماتے ہیں تاکہ حلقہ بگوش ارادت ہونے والے خدام کی تسکین و تزئین قلب و روح میں کوئی کمی و ضرورت باقی نہ رہے اور تشنگان روحانیت چشمہ فیض سے پوری طرح سیراب ہو کر جہان فانی کی خاردار وادیوں سے اپنے دامن دل کو بچا کر منزل مقصود کا سفر پوری تندہی اور آب و تاب کے ساتھ جاری رکھ سکیں۔ اسی عظیم مقصد کے پیش نظر قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ نے بھی راہ طریقت کے اپنے بعض ضرورت مند ہمراہیوں کو طلب فرما کر مستفیض فرمایا جن میں سے کچھ کا ذکر ہدیہ قارئین ہے

میاں محمد رفیق کو طلب فرمانا:

میاں صاحب قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ کے شاگرد اور مرید باصفا ہیں یہ کئی ہفتوں بلکہ مہینوں سے دربار عالیہ میں حاضر نہ ہو سکے۔ قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے وصال سے چند یوم قبل اپنے ایک اور سنگی میاں محمد صدیق کے ذریعے انہیں بلوایا۔ میاں صاحب کا کہنا ہے کہ میں اتنی طویل غیرحاضری کی وجہ سے خائف تھا کہ کہیں حضور خفگی کا اظہار نہ فرمائیں۔ اپنے چھوٹے بیٹے کو بھی ساتھ لیا اور لرزاں و ترساں حاضر ہو کر قدم بوسی کا شرف حاصل کیا۔

ابھی میں سوچ ہی رہا تھا کہ نہ جانے کیا سلوک فرمائیں مگر میری خوشی کی انتہا نہ رہی جب قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ نے نظر فرمائی اور نہایت شیریں لہجے میں ارشاد فرمایا "میاں محمد رفیق ہم نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ تم پر کچھ ذمہ داریاں ڈالنا چاہتے ہیں۔" میں نے عرض کی حضور! حاضر ہوں انشاء اللہ پوری کرنے کی کوشش کروں گا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہفتہ میں ایک دن اپنی مسجد میں نمازیوں کے ہمراہ ختم مبارک غوثیہ پڑھ لیا کرو۔ اول آخر ایک ایک سو مرتبہ درود شریف پھر حسبنا اللہ و نعم الوکیل پانچ سو مرتبہ اس طرح پڑھیں کہ ہر سو مرتبہ جب پورا ہونے لگے تو ایک مرتبہ نعم المولی و نعم النصیر پڑھ لیں۔

دوسرا ختم مبارک سیدنا قیوم اول امام ربانی حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی سرہندی فاروقی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ۔ اول آخر درود شریف' ایک ایک سو مرتبہ اور پھر پانچ سو مرتبہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ اس طرح پڑھیں کہ ہر سیکڑے پر العلی العظیم ایک بار پڑھ کر دعا کر کے اپنی تنخواہ سے کچھ شیرینی تقسیم کر دیا کریں۔ اس کے ساتھ ہی تعویزات کی اجازت بھی عنایت فرمائی اور تعویزات کے نمونے خود اپنے دست مبارک سے بنا کر عنایت فرمائے۔

پھر ارشاد فرمایا فجر کی سنت اور فرضوں کے درمیانی وقفہ میں چالیس مرتبہ سورہ فاتحہ بسم اللہ کی میم کے الحمد کے لام کے ساتھ وصل کر کے پڑھیں اور پانی پر دم کر کے رکھ لیا کریں ہر قسم کے بیمار کو پلانے سے شفا ہو گی۔

پھر ارشاد فرمایا اگر کوئی بچہ روتا ہو یا کوئی اور تکلیف ہو تو آیت کریمہ اور چاروں قل پڑھ کر دم کر دیا کریں اس کے علاوہ کچھ پندونصائح فرمانے کے بعد واپسی کی اجازت مرحمت فرمائی۔ رخصت ہوتے وقت ستر روپے مجھے اور بیس روپے میرے بیٹے کو عنایت فرمائے۔

میں اس عنایت و کرم پر انتہائی مسرور' شاداں اور فرحاں اور نازاں تھا کہ میرے مرشد کامل نے مجھ پر اتنا بڑا احسان فرمایا مجھ پر خصوصی توجہ ہے لیکن جب کچھ ہی دنوں بعد آپ نے وصال فرمایا تو مجھ پہ یہ راز آشکار ہوا کہ قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ نے مجھے خود طلب فرما کر میری تربیت کی کمی کو پورا فرمایا اور مجھے میرا حصہ ایک ساتھ ہی عطا فرما کر اس لئے رخصت فرمایا کہ آپ کو خود جانے کی جلدی تھی۔

حاجی محمد اکرم پر التفات:

حاجی صاحب انتہائی مخلص و باوفا نیازمند ہیں آپ پیرو شاہ گجرات کے رہنے والے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ قبلہ عالم کے وصال سے صرف تین روز پہلے میں خدمت میں حاضر ہوا۔ میرے ایک ملاقاتی بزرگ تھے ان کی بچی کو کچھ تکلیف تھی انہوں نے بھی دعا کے لئے کہا تھا چنانچہ میں خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ قدم بوسی کی سعادت میسر آئی۔ ارادہ تھا زیارت و دعا تو ہو گئی اب صبح جلدی واپس چلا جاؤں۔ شام کو قبلہ عالم رحمتہ اللہ نے ارشاد فرمایا "صبح سویرے جانا ہے یا ذرا ٹھہر کر جاؤ گے؟ عرض کی کی جیسے سرکار کا ارشاد ہو۔ آپ نے کچھ توقف فرمایا اور پھر ارشاد فرمایا (صبح ذرا ٹھہر کر جانا۔" رات دربار

شریف میں ہی قیام کیا۔ صبح آٹھ بجے ہی قبلہ سیدی و مرشدی رحمتہ اللہ نے
اپنے پاس بلا لیا۔ اتنی شفقت و مہربانی فرمائی کہ میں الفاظ کے ذریعے اظہار
نہیں کر سکتا۔ اسی دوران کچھ اور سنگی بھی شریک مجلس ہو گئے آپ نہایت
محبت اور حسن عقیدت کے ساتھ سرکار غریب نواز آوان شریف رحمتہ اللہ
کے حالات زندگی بیان فرماتے رہے۔ میں نے دوران محفل تین چار مرتبہ
اجازت مانگی مگر قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ نے اجازت نہ عطا فرمائی بلکہ خاموشی
فرما کر مختلف انداز میں توجہ فرماتے اور بعض باتیں اور امور دلنشیں فرماتے۔
اتنی توجہ' اتنی التفات' اتنا کرم' اتنی نصیحتیں مختلف انداز میں' اتنے ارشادات
اور اتنے اشارات' میرا دل مسرت اور فخر سے باغ و بہار ہو رہا تھا۔ دن کے
کوئی ۱۱ بجے ایک اور ارادتمند حاضر ہوئے جن کے پاس کار تھی۔ آپ نے ان
سے ارشاد فرمایا "یہ ہمارے نہایت عزیز مہمان ہیں انہیں کوئی تکلیف نہ
ہونے پائے۔ پھر رخصت فرماتے وقت مکئی کا ایک من آٹا عنایت فرمایا دعائیں
دیں اور اجازت عطا فرمائی۔ میں روانہ ہو کر گھر آگیا مجھے کیا معلوم تھا کہ یہ
سب کچھ اس لئے تھا کہ آپ مجھ سے آخری ملاقات فرما رہے ہیں۔

ایک سنگی کے خواب میں اطلاع:

صوفی محمد یوسف راجوردی بیان کرتے ہیں کہ ایک صبح وصال سے
پہلی شب مجھے خواب میں دو آدمیوں نے سیر کے لئے ساتھ چلنے کو کہا۔ میں
نے انہیں بتایا کہ میں بہت تھکا ہوا ہوں مجھے آرام کرنے دیجئے۔ لیکن وہ مجھے
زبردستی ساتھ لے گئے۔ ہم چلتے چلاتے ایک بڑی شاہراہ عبور کر کے ایک گلی

میں اترے تو زنگ جام تھی بس اتنی دیر میں میری آنکھ کھل گئی۔ میرے دل میں ایک انجانا سا خوف پیدا ہو گیا۔ رات بے چینی سے گزاری صبح اٹھا اپنے معمولات سے فارغ ہوا میرپور اپنی دکان کی طرف روانہ ہوا جب بڑی سڑک سے اتر کر گلی میں پہنچا تو سامنے ایک سنگی حاجی جان محمد کے فرزند حبیب الرحمن سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے روتے ہوئے بتایا کہ قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا ہے۔ تب میں سمجھا کہ روحانیت کی وہ بڑی شاہراہ ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئی۔

اہل خانہ کو اطلاع:

قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ کی اہلیہ محترمہ حضرت رابع صاحبزادہ محمد عتیق الرحمان دامت فیوضکم العالیہ کی والدہ مخدومہ مدظلہا العلیا فرماتی ہیں کہ صبح وصال نماز اشراق ادا فرما کر مجھے بلایا اور اپنی تسبیح مجھے دے کر فرمانے لگے اسے کسی چیز سے اچھی طرح دھوویں میں نے تسبیح تو لے لی مگر یہ نہ سمجھ سکی کہ کس چیز سے دھوؤں بعد ازاں فرمایا "حاجی صاحب آج آجائیں گے شائد ٹھہر بھی جائیں (حاجی صاحب حضرت صاحبزادہ محمد عتیق الرحمان جو تین دن سے کراچی گئے ہوئے تھے) مائی صاحبہ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا آپ کی صحت ناساز رہتی ہے اور آپ پھر بھی حاجی صاحب کو طویل عرصہ کے لئے باہر جانے کی اجازت دے دیتے ہیں؟ آپ نے برجستہ ارشاد فرمایا "اب انہیں یہاں ہی پا رہنا پڑے گا" سبحان اللہ ان اللہ والوں کی کیا شان ہے۔ پردہ اٹھاتے بھی نہیں اور حقیقت پنہاں بھی نہیں رہنے دیتے۔ تسبیح دھونے کے لئے عنایت فرمائی کہ

اس کے معمولات برقرار رکھنا۔ حاجی صاحب اب پکے یہاں ہی رہیں گے کہ ہم جا رہے ہیں۔

آوان شریف کے لئے آخری پیغام:

دربار عالیہ آوان شریف کچھ عرصہ محکمہ اوقاف کی نگرانی میں رہا بعدازاں محکمہ نے دربار شریف سے اپنا کنٹرول ختم کر دیا تو قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ نے وہاں جمعتہ المبارک کا اہتمام فرمایا۔ نماز جمعہ کے لئے آنے والے سرکار غریب نواز سلطان المشائخ قاضی سلطان محمود رحمتہ اللہ کے مہمانوں کے لئے ہر ہفتہ باقاعدگی اور پابندی کے ساتھ حین حیات ظاہری ایک بوری آٹا اور ایک بکرا اور لنگر کا ضروری سامان چاول و مصالحہ جات وغیرہ باہتمام پیش کرتے رہے کبھی پکوا کر پہنچاتے کبھی آوان شریف ہی پکانے کا اہتمام فرماتے اور نماز جمعہ کے بعد نمازیوں کو لنگر پیش کیا جاتا۔ وصال مبارک سے پہلے جو جمعتہ المبارک آیا اس سے ایک روز قبل جمعرات کے دن حافظ محمد سجاد گجرات والوں کو لنگر شریف کا تمام سامان دے کر فرمایا یہ نذرانہ آوان شریف پیش کر کے ہماری جانب سے عرض کر دینا کہ یہ آخری خدمت کا موقع ہے۔ اس سے آگے ہمیں کوئی گنجائش نہیں۔ حافظ صاحب نے ارشاد کی تعمیل کی۔ سننے والے یہ سمجھے کہ کثیر مصارف کی وجہ سے اب اخراجات کا برداشت کرنا دشوار ہے۔ مگر یہاں تو معاملہ ہی کچھ اور تھا۔ یہ پیغام دینے والے جانیں یا جنہیں دیا گیا تھا وہ سمجھیں۔ باقی تو اس وقت سمجھے کہ جب دوسرے جمعہ سے قبل ہی بدھ کے روز خود حضرت قبلہ عالم رحمتہ اللہ نے اس جہان رنگ و بو سے

رخت سفر باندھ لیا۔ سبحان اللہ۔ یہ انتظامات' یہ پیغامات' یہ تیاریاں' رخصت ہونے کے یہ انداز!

اے مرد قلندر تیری عظمت کو سلام
اے پردہ نشین تیری تربت کو سلام
رکھ لیا پردہ بھی اور بتا دیا سب کچھ
جوہر کا تیرے انداز رخصت کو سلام

حاجی صاحب کو نہیں جانا چاہئے تھا:

قبلہ عالم حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے لخت جگر صاجزادہ محمد عتیق الرحمان صاحب مدظلہ العالی کے ساتھ شروع سے ہی بڑا پیار' خصوصی قلبی تعلق' ایک مخصوص نوعیت کی نظر کرم' توجہ' التفات اور تربیت کا منفرد انداز تھا۔ شائد آپ اس گل سدابہار کو نکھار کر اہل جہاں کے مشام جاں کو معطر اور تیرہ دلوں کو منور کرنے اور امور آستاں تفویض کرنے کے لئے پہلے ہی منتخب فرما چکے تھے۔ آپ ہمیشہ پیار سے انہیں حاجی صاحب کہہ کر یاد فرماتے۔ چکسواری کے صوفی عبدالعزیز بیان کرتے ہیں کہ میں چند دوسرے سنگیوں کے ہمراہ وصال مبارک سے دو دن پہلے قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا۔ قبلہ صاجزادہ صاحب کے متعلق پوچھا تو قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ نے بڑے عجیب و دل گیر لہجے میں فرمایا "حاجی صاحب کراچی چلے گئے ہیں۔ حالانکہ انہیں جانا نہیں چاہیے تھا۔ ہمیں تو انہوں نے روانگی کے وقت بتایا "انداز تکلم بتا رہا تھا کہ آپ اپنے قلب و جگر کو نور نظر کی آخری دید سے شاد و

سرشار کرنا چاہتے ہیں لیکن بزرگان دین کی روایت کے مطابق وارث مسند و سجادہ کو بوقت مفارقت دور رکھنے کے لئے خود ہی جانے کی اجازت بھی دی تھی پھر دو دن بعد ہی ہمارا خیال حقیقت کا روپ دھار گیا۔

وصال سے قبل ضروری ہدایات و معاملات انجام دیئے

حضرت قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ نے وصال سے کچھ پہلے دربار عالیہ کی مسجد شریف، متعلقین و احباب سے متعلق مختلف نوعیت کی ہدایات دیں بعض ضروری معاملات نمٹائے اور خلاف عادت و ضرورت بھی کچھ امور انجام دیئے جو واضح طور پر بتلا رہے تھے کہ یہ سب کچھ کسی خاص وجہ سے کیا جا رہا ہے۔ ان میں چند امور نہایت اختصار کے ساتھ سپرد قلم کئے جاتے ہیں تاکہ اہل شوق و محبت کو جلا ملے، اہل درد کو دوا ملے، صاحبان باطن کی روح کو غذا ملے، پرستاران دول کو صدا ملے، بدعقیدگی کے مرض سے شفا ملے، مشتاقان جمال کو در مصطفیٰ ملے اور بھٹکی ہوئی انسانیت کو خدا ملے۔

مسجد کی کھڑکیوں کی مرمت کی ہدایت:

وصال مبارکہ سے کچھ روز پہلے حضرت قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ نے حضور سیدی صاحبزادہ محمد عتیق الرحمان مدظلہ العالی کو بلایا اور فرمایا مسجد شریف کی فلاں فلاں کھڑکیاں بوسیدہ ہو گئی ہیں، ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئی ہیں ان کی مرمت کرانا ہے اور یہ آپ کی ڈیوٹی ہے۔ ان کی ضرور مرمت کرانا لیکن قبلہ صاحبزادہ صاحب اجازت لے کر کچھ دنوں کے لئے کسی ضروری کام سے باہر تشریف لے گئے اور فیصلہ کیا کہ واپس آتے ہی سب سے پہلے آپ کے حکم

کی تعمیل کی جائے گی۔ آپ کے جانے کے بعد مستری صوفی محمود آف کلیال خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ان سے بھی فرمایا کہ حاجی صاحب آ جائیں تو وہ تمہیں مسجد کی دیواروں اور کھڑکیوں کے متعلق بتائیں گے اور تم نے مرمت کرنا ہے۔ ان کے علاوہ حاجی عباس علی صاحب سے بھی فرمایا کہ میں نے مسجد کی دیواروں اور کھڑکیوں کی مرمت کے لئے حاجی صاحب (صاحبزادہ محمد عتیق الرحمان) کو کہہ دیا ہے وہی یہ فریضہ انجام دیں گے۔ اس وقت تو شائد کوئی بھی یہ بات نہ سمجھا۔ لیکن اہل خرد پہ یہ راز بعد میں کھلا کہ کھڑکیوں اور دیواروں کی مرمت کا فریضہ قبلہ سیدی صاحبزادہ محمد عتیق الرحمان مدظلہ العالی کو تفویض فرمانا اور دوسرے احباب کو اس سے آگاہ کرنا دراصل یہ اشارہ تھا کہ اب ہم رخصت ہوا چاہتے ہیں اور آستانہ عالیہ اور سلسلہ عالیہ کے تمام معاملات صاحبزادہ صاحب کو سونپ دیئے ہیں۔اب جملہ احباب سلسلہ طریقت کو اپنے تمام معاملات' ضروریات' تعلیم و تربیت اور حصول فیضان کے لئے قبلہ صاحبزادہ والائے شان محمد عتیق الرحمن دامت برکاتہم العالیہ کی جانب رجوع کرنا ہو گا۔

ایک خاتون کا حساب بے باک فرمایا:

حضرت قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ کی اہلیہ محترمہ مدظلہا العلیا فرماتی ہیں کہ زبیدہ بیگم نامی ایک خاتون موضع بوعہ گجراں کی رہنے والی تھی۔ موصوفہ خانہ اقدس میں روزانہ دودھ لا کر دیا کرتی تھی۔ حضور قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ خود اس کا حساب کر کے رقم ادا فرمایا کرتے تھے۔ یوم وصال سے ایک دن پہلے

آپ نے اس کے دودھ کا حساب کیا اور رقم ادا فرما دی اور مائی صاحبہ مد ظلہا کو بلا کر فرمایا "میں نے زبیدہ بیگم کے سابقہ دودھ کا حساب بے باک کر دیا ہے۔ اب آئندہ اسے پیسے خود دینا۔"

قربان جایئے کس طرح انتظامات فرما رہے ہیں جیسے ایک گھر چھوڑ کر دوسرے شہر نیا گھر بسا رہے ہوں

فضیلت حضرت فاضل دیکھو لوگو
حقیقت ولی کامل دیکھو لوگو
سلامت رہو تم سدا جوہر ہم تو گھر چلے
رخصت یہ کہہ کر ہوا جوہر پیر کامل دیکھو لوگو

صبح وصال صاحبزادہ صاحب کو لانے کا انتظام:

حاجی غلام عباس کا بیان ہے کہ حضور سیدی قبلہ صاحبزادہ محمد عتیق الرحمان مد ظلہ العالی نے کراچی روانہ ہوتے وقت خاموشی سے مجھے فرما گئے تھے کہ میں ۱۵ مئی بدھ کو صبح بذریعہ ہوائی جہاز لاہور آ جاؤں گا۔ اس لئے میں نے فیصلہ کر رکھا تھا کہ مذکورہ تاریخ میں خود گاڑی لے کر لاہور جاؤں گا اور صاحبزادہ صاحب کو لاؤں گا۔ چنانچہ ۱۵ مئی کو لاہور روانگی کا ارادہ کر کے نماز فجر ادا کرنے اور ختم خواجگاں سے فراغت کے بعد اس ارادہ سے قبلہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا تو میرے کچھ عرض کرنے سے پہلے ہی قبلہ عالم رحمت اللہ علیہ نے دیکھ کر ارشاد فرمایا: لاہور

جانے کا پروگرام ہے؟ میں نے عرض کی جی حضور۔ پھر فرمایا گاڑی میں پٹرول ہے؟ میں نے ڈرائیور سے پوچھ کر عرض کی حضور پٹرول ہے۔ فرمایا تین سو روپے کا پٹرول خرچ ہو گا۔ پھر واقعی ہی تین سو روپے کا پٹرول خرچ ہوا۔ پھر ارشاد فرمایا: "صوفی فقیر محمد گوشت بنوا رہا ہے جاتے وقت دینہ پہنچا جانا۔" کچھ گوشت دیا اور فرمایا: "یہ دینہ میں منشی صاحب (قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی) کو دے دینا۔" پھر کچھ رقم دے کر فرمایا: "یہ رقم حاجی صاحب (صاحبزادہ صاحب مدظلہ) کو دینا ان کے پاس رقم تو تھی شاید خرچ ہو گئی ہو اور اب انہیں ضرورت ہو۔" پھر اجازت دے کر فرمایا: "اب ناشتہ کر کے چلے جانا۔" میرے ہونٹوں نے دست بوسی کی اور میری نگاہوں نے آخری بار نورانی پیشانی کو چوما اور آخری سلام عرض کر کے حسب حکم روانہ ہو گیا۔ تمام احکامات بجا لا کر دس بجے لاہور پہنچا۔ حضور سیدی صاحبزادہ صاحب مدظلہ العالی سے ملاقات کی۔ میری معلومات کے مطابق آپ نے ایک دن لاہور قیام فرمانا تھا مگر دیکھتے ہی روانگی کا حکم دیا۔ گاڑی میں پٹرول ڈلوایا اور سرعت کے ساتھ واپس روانگی شروع فرما دی۔ آپ کا چہرہ مبارک گہنایا ہوا اور جانکاہ سکوت و سناٹا طاری تھا۔ دوران سفر ایک دو مرتبہ میں نے ہمت کر کے حسب معمول کچھ عرض کرنے کی کوشش کی تو آپ نے گھمبیر خاموشی کو صرف یہ کہہ کر توڑا "کلمہ طیبہ کا ذکر کریں" ہمیں کیا معلوم تھا کہ آپ کے سینے میں کیا طوفان اٹھ آیا تھا اور یہاں کیا قیامت برپا ہو گئی تھی۔ دربار عالیہ کے قریب پہنچ کر خلق خدا کا ہجوم دیکھ کر جب یہ علم و یقین ہوا کہ قبلہ عالم رحمتہ اللہ کا وصال

ہو گیا ہے تو زمین و آسماں گھومتے اور دل ڈوبتا ہوا محسوس ہوا

قطعہ

مرشد برحق تھا اور حق سے واصل ہو گیا
افلاک ولایت پہ چمکا اور ماہ کامل ہو گیا
پیر طریقت تھا کہ امیر شریعت جو کچھ بھی تھا مگر
عقیدت جوہر کو سمیٹا تو حضرت فاضل ہو گیا

صبح وصال کے چند احکامات

وصال مبارک کے دن آپ حسب دستور مسجد شریف سے متصل اپنے حجرہ شریف میں تشریف لائے اور نماز فجر باجماعت ادا فرمائی۔ ختم خواجگان ہوا اور آپ نے خود دعا فرمائی۔ اس کے بعد طلبہ کی ایک جماعت کو معمول کے مطابق قرآن مجید کا ترجمہ و تفسیر پڑہائی۔ اس کے ساتھ ہی آستانہ عالیہ میں موجود متعلقین و متوسلین سے ملاقات اور مصافحہ فرمایا۔ صوفی فقیر محمد کو حکم فرمایا کہ گوشت تیار کرو۔ دینہ بھی بھیجنا۔ اس روز میرا کاندھی کے مخلص مرید حاجی عطا محمد کے گھر ختم بھی تھا جس کے لئے مولانا محمد عصمت اللہ صاحب کو طلبہ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اول تو آپ نے انکار فرمایا کہ اس وقت طلبہ کے جانے سے ان کے اسباق کا نقصان ہو گا اور تھوڑی دیر بعد مولوی صاحب کو بلا کر ختم میں جانے کا حکم فرمایا۔ مولانا محمد عصمت اللہ کا بیان ہے کہ اس روز جب میں پہلے حاضر ہوا تو آپ نے اپنے جدامجد حضرت اعلی باباجی صاحب' خواجہ حافظ محمد حیات رحمتہ اللہ کے وصال اور نماز جنازہ کا تذکرہ فرمایا جو در حقیقت تھوڑی دیر بعد رونما ہونے والے واقعہ کی طرف اشارہ تھا۔ تھوڑی دیر بعد حضور قبلہ عالم اپنے گھر کے حجرے میں تشریف لے گئے تو چند ساعتیں بعد آپ کے مرید و خلیفہ مجاز ماسٹر صوفی محمد اعظم صاحب کی ہمشیرہ صاحبہ گھر کی حویلی سے باہر آ کر بتانے لگی کہ قبلہ عالم کی طبیعت زیادہ ناساز ہے ڈاکٹر کو بلایا جائے۔ اسی اثنا میں پکسواری سے ڈاکٹر محمد عبدالخالق صاحب کو ٹیلیفون کر کے بلایا گیا اور ڈاکٹر صاحب جونہی پہنچے صوفی فقیر محمد صاحب کے

ساتھ حضور قبلہ عالم کے کمرے میں داخل ہو گئے۔

نوشہ لحد کی تیاری

صبح کے تقریباً ساڑھے نو بجے قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ جب دیگر احکامات دے چکے اور حسب معمول نماز اشراق بھی ادا فرما چکے۔ طبیعت مبارک ناساز ہوئی ادھر ڈاکٹر صاحب کو بلانے کا حکم دیا اور ادھر خود اٹھ کر اپنے حجرہ مبارک میں تشریف لے گئے اور اچھی طرح تازہ وضو فرما کر اپنا لباس درست کر کے اپنی چارپائی پر قبلہ رو ہو کر بیٹھ گئے اور عادت مبارکہ کے مطابق اللہ کا ذکر شروع فرما دیا کہ اتنی دیر میں صوفی فقیر محمد ڈاکٹر عبدالخالق کے ہمراہ حجرہ مبارک میں داخل ہوئے۔

قیامت صغریٰ کے لمحات

ڈاکٹر عبدالخالق صاحب بڑے رقت انگیز انداز میں بیان کرتے ہیں کہ میں صوفی فقیر محمد کی اطلاع پر فوراً ہی ایک لمحہ ضائع کئے بغیر پہنچ گیا۔ صوفی فقیر محمد اور میں کمرے میں داخل ہوئے قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ تکیوں کے سہارے قبلہ رو ہو کر اپنی چارپائی پر بیٹھے تھے ہم دونوں نے مصافحہ کیا۔ اعضائے وضو پر تازہ وضو کی نمی موجود تھی لبان مبارک ہل رہے تھے حسب عادت ذکر الٰہی جاری تھا۔ دل کی دھڑکن تیز تھی۔ نبض پہ ہاتھ رکھا تو انتہائی کمزور تھی لیکن بظاہر مفارقت کے کوئی آثار نہ تھے میں نے ایک انجکشن دیا مگر دوائی نے کام نہ کیا۔ اتنی دیر میں اچانک آپ کا سر مبارک مراقبہ کی حالت میں جھک گیا۔ ہم نے تکیہ نکال کر آپ کو چارپائی پر سیدھا لٹا دیا صوفی صاحب

نے پائے مبارک کے تلوے اور میں نے سینہ بے کینہ مثل مدینہ کی مالش شروع کر دی۔ آپ نے کھل کر سانس لیا پھر آپ کو ایک چمچ پانی پیش کیا آپ نے نہایت آسانی سے نوش فرمالیا پھر آپ کا رخ پرنور خود بخود قبلہ رو ہو گیا منہ مبارک بھی خود بخود بند ہو گیا چشمان مقدس بھی اپنے آپ بند ہو گئیں مجھے اپنا سانس سینے میں اٹکتا محسوس ہوا یوں لگا کہ آفتاب ولایت دور کہیں شفق میں ڈوب گیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

طبی سائنس کے لئے حیرتناک معمہ

ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کا بیان ہے کہ میرا سارا علم' تجربہ اور طبی سائنس کے تمام اصول اس معمہ کو سمجھنے سے قاصر ہیں میں نے قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ کی نبض پہ ہاتھ رکھا تو بالکل ساکت و جامد ہو کر ختم ہو چکی تھی دل کی دھڑکن خاموش ہو گئی تھی سانس کا آنا رک گیا تھا حیات مستعار کے آثار معدوم ہو چکے تھے۔ منہ مبارک بند تھا اور جب میں اپنے کان منہ مبارک کے ساتھ لگا کر غور سے سننے لگا تو زبان متحرک تھی اور ذکر الہی جاری تھا۔ میں نے اس آن کھڑے ہو کر ایک نگاہ چہرہ انور پہ ڈالی تو چہرہ مبارک کھل اٹھا۔ ڈاکٹر صاحب کا کہنا ہے کہ اس منظر کو میں الفاظ کے ذریعے بیان تو نہیں کر سکتا لیکن میں نے جو منظر دیکھا ہے میں قلب و نظر سے کبھی مٹا اور بھلا نہیں سکتا وہی منظر تو میری ساری زیست کا حاصل ہے۔

اقبال رحمتہ اللہ علیہ نے شائد آپ ہی کے لئے اور اسی لمحہ کے لئے

کہا تھا

نشان مرد مومن باتو گویم
چوں مرگ آید تبسم برلب اوست

حجرہ مبارک کی نرالی کیفیت

مولانا محمد کمال الدین صاحب صدر مدرس جامعہ اسلامیہ چکسواری قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ کے اس مخصوص حجرہ کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ جب قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ کے جانکاہ سانحہ ارتحال سے ہمارے دلوں پر قیامت ٹوٹ پڑی تو میں اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ افتاں و خیزاں دل برداشتہ آستانہ عالیہ پہنچا۔ صدمے سے نڈھال غم سے بے حال تھا جیسے ہی قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ کے مخصوص حجرہ مبارک میں پہنچا تو ہمیں فوراً ہی سکون حاصل ہو گیا۔ اس حجرہ مبارک کی پہلی مرتبہ زیارت کی تھی۔ کمرے کی فضا ذکر الٰہی کے انوار و تجلیات سے معمور و مخمور تھی میری نگاہوں نے حجرہ مبارک کا جائزہ لیا تو ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں ایک چارپائی ہے اس پر سادہ سا بستر بچھا ہوا ہے۔ چارپائی کے ساتھ ہی ایک مصلّٰی (جائے نماز) بچھا ہوا ہے۔ قریب ہی وضو کی جگہ بنی ہوئی ہے۔ ایک طرف پلاسٹک کی ایک جوڑی چپل پڑی ہوئی ہے جو ٹوٹ جانے کے بعد مرمت کی ہوئی ہے۔ دیوار میں ایک کیل ہے جس پر قبلہ عالم رحمتہ اللہ کے ایک جوڑا کپڑے لٹکے ہوئے ہیں۔ ایک جوڑا کپڑے آپ کے جسد مبارک پر سجے تھے' ایک دوسرے کیل پر عمامہ مبارک آویزاں تھا۔

ایک طرف روزانہ استعمال کا ایک پرانا سا عصاء مبارک رکھا ہوا تھا۔ یہ تھی آفتاب شریعت و مہتاب طریقت کی کل کائنات۔ یہ متاع حیات دیکھ کر میری آنکھوں میں عقیدت کے آنسو مچل کر ٹپک گئے اور میرے خیالوں کی دنیا میں باعث تخلیق کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی متاع معاشرت گھومنے لگی اور دور کہیں دل کی گہرائیوں سے صدا آئی

جس کی ہر ہر ادا سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
ایسے پیر طریقت پہ لاکھوں سلام

غسل مبارک کی سعادت

حضور قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کی خبر سنتے ہی اطراف و جوانب سے عقیدت کیشان آستانہ بے تابانہ جمع ہو گئے۔ چکسواری میں جوں ہی ڈاکٹر عبدالخالق کے ذریعے اطلاع پہنچی وہاں کے دیگر حضرات کے علاوہ جامعہ اسلامیہ کے صدر مدرس مولانا کمال الدین اور ان کے دوسرے رفقا غمزدہ و پریشاں افتاں و خیزاں دربار عالیہ میں پہنچے۔ کچھ دیر توقف کے بعد قبلہ عالم کے جسد عنصری کو غسل دینے کا انتظام و انصرام ہوا اور حضرت مولانا کمال الدین' حضرت مولانا عصمت اللہ صاحب' جناب صوفی فقیر محمد صاحب' حاجی محمد یوسف آف پرائی' کے حصے یہ سعادت ابدی آئی۔ مولانا کمال الدین صاحب کا بیان ہے کہ جوں ہی ہم کمرے میں داخل ہوئے تو شدید گرمی کے اس موسم میں خنکی کا سا احساس ہوا۔ اس دوران ہمیں یوں محسوس ہو رہا تھا کہ رب تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہو رہا ہے۔ غسل دے کر کفن پہنا کر دیکھا تو چہرہ پرنور

چمک رہا تھا یوں لگ رہا تھا کہ چہرہ مبارک پر نور کی بارش ہو رہی ہے۔ یہ تھا اس ہستی کے سفر آخرت کا منظر جس نے طویل عرصہ تک خلق خدا کے قلوب کو نور یقین و ایماں اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے روشن کئے رکھا۔

مہتاب ولایت کے غروب کا منظر

بروز بدھ ۱۵ مئی صبح ۱۰ بجے سے وہ منبع رشد و ہدایت' پیکر عشق رسالت' مجسمہ شفقت و رافت سفید لباس زیب تن کئے بے حس و حرکت' جامد و ساکت چہرے پہ نور کی جھرمٹ لبوں پہ مسکراہٹ' پیشانی پہ جلووں کی تابانی لئے آنکھیں موند کر یوں لیٹے تھے کہ گویا اپنے پروانوں کے ذوق دیدار جمال کی تسکین فرما رہے ہوں۔ پروانے بھی دیوانہ وار ملک بھر کے طول و عرض سے نہ جانے کیسے اڈ آئے تھے کہ وادی آزاد کشمیر کے چشم فلک نے اس سے قبل یہ منظر نہ دیکھا ہو گا۔ بلند پایہ مشائخ عظام' نابغہ روزگار' علماء کرام' عظیم المرتبت صوفیائے ذوی الاحتشام' اور اصحاب ایقان و ایماں عوام کا ایک اڈتا ہوا سمندر تھا اور آج وادی ڈھانگری آسمان علم و عمل کے اتنے درخشندہ ستارے اپنے دامن میں صورت کہکشاں سجائے فخر و انبساط سے مچل رہی تھی اور کیوں نہ ہو کہ آج مہتاب ولایت اسی شفق میں غروب ہو رہا تھا۔ اے ڈھانگری کے خطہ زمیں تو نے اس مرکز یقین کو قیامت تک کے لئے اپنی آغوش میں لے لیا۔ تیری عظمت کو سلام۔ تیری قسمت کو سلام۔

پندرہ مئی کا دن اور سولہ مئی کی رات انہی انوار و تجلیات کی کیفیات

میں بیت گئی۔ سولہ مئی کی صبح سے ہی اہل عشق و محبت کے سارے راستے ڈھانگری کی جانب جا رہے تھے۔ قطار اندر قطار ہجوم خلق خدا اور غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رواں دواں تھا۔ آستانہ عالیہ کے اطراف و جوانب میں دور دور تک تل دھرنے کی جگہ فی الحقیقت نہ تھی' ان لمحات میں یوں محسوس ہو رہا تھا کہ ملک بھر کے چوٹی کے مشائخ اور جید ترین علماء کرام کا ایک جم غفیر جمع ہو گیا ہے۔ ان میں کچھ ایسی صورتیں بھی تھیں جنہیں لوگوں نے اس سے پہلے نہ دیکھا تھا نہ جانے وہ مردان غیب کہاں سے آئے تھے۔ ہر شخص کا دل قبلہ عالم کی جدائی کے زخم سے نڈھال تھا غم سے بے حال تھا آنکھیں اشکبار اور زبان درود پاک و ذکر و اذکار سے سرشار تھی اتنے میں حدنگاہ تک صفیں بن گئیں اتنے میں سفید لباس میں ملبوس' سفید چادر لپیٹے' مخصوص نوعیت کا سفید عمامہ سر پر سجائے' غم و اندوہ کے طوفاں سینے میں چھپائے' پلکوں کے کناروں کی اوٹ سے آنسوؤں کے موتی ڈبڈبائے' قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ کے راحت قلب و جان' صاحبزادہ والائے شان حضور سیدی صاحبزادہ محمد عتیق الرحمان دامت برکاتہم العالیہ آگے بڑھے۔ اور آپ نے نماز جنازہ پڑھائی اور پھر مشاقان جمال مہتاب ولایت کے آخری دیدار کی حسرتیں پوری کرنے کا سلسلہ شروع ہوا۔ ہر شخص نے جب اپنی آنکھیں دولت دیدار سے ٹھنڈی کر لیں اور مژگان اشکبار نے دلوں کا غبار دھو ڈالا تو ۱۶ مئی بروز جمعرات نماز عصر کے قریب اس مہبط انوار میں جہاں آپ کے والد بزرگوار اولیاء وقت کے سردار حضرت خواجہ حافظ محمد علی سرکار رحمتہ اللہ علیہ آغوش

پھیلائے محو انتظار تھے پردرد دلوں' پرنم آنکھوں اور لرزتے ہاتھوں ان کے پہلو میں لٹا کر ولایت کے ابدی مسکن پر تا روز قیامت پردہ خاک کا حجاب ڈال دیا۔

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

رحمتہ اللہ علیہ۔ رحمتہ اللہ علیہ۔ رحمتہ اللہ علیہ

حضرت قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ کا مقام

علامہ عبدالغفور ہزاروی کی نظر میں

شیخ القرآن ابوالحقائق علامہ عبدالغفور ہزاروی رحمتہ اللہ علیہ کی ایک حادثے میں شہادت ۱۹۷۰ء کو ہوئی آپ کے لخت جگر حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ہزاروی کا بیان ہے کہ حضرت شیخ القرآن علامہ ابوالحقائق محمد عبدالغفور ہزاروی علیہ رحمتہ نے اپنے سانحہ ارتحال سے ہفتہ عشرہ پہلے مجھے بلایا اور فرمایا اگر مجھ پر کوئی وقت آ جائے اور میرا وصال ہو جائے تو میری نماز جنازہ کا کیا کرو گے۔ میں یہ سن کر خاموش ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر میرا وقت پورا ہو جائے تو عام مولویوں سے میری نماز جنازہ نہ پڑھوانا چونکہ آج کل صحیح وضو کم بناتے ہیں میری نماز جنازہ کے لئے طہارت کا پختہ شخص چاہیے۔ اور اس کے لئے حضرت بابو جی صاحب (پیر غلام محی الدین) گولڑہ شریف حضرت مولانا علامہ محب النبی رحتہ اللہ علیہ یا حضرت مولانا پیر محمد فاضل رحمتہ اللہ علیہ آستانہ عالیہ ڈھانگری شریف میں سے ہی کوئی میری نماز جنازہ پڑھائے۔ کیونکہ ان کی طہارت پر مجھے اطمینان ہے

سانحہ ارتحال

از قلم مولانا پروفیسر امین طارق قاسمی یونیورسٹی کالج میرپور

صاحب فضل و کرم، پیر محمد فاضلؒ
نازش اہل حرم، پیر محمد فاضلؒ
آج اس عالم فانی سے ہوئے ہیں رخصت
واصل باغ ارم، پیر محمد فاضلؒ

قطعہ

از قلم جناب محمد اکرام طاہر ڈائریکٹر ادارہ علوم اسلامیہ میرپور

ہوئے اسلاف کی صف میں شامل
حضرت پیر محمد فاضلؒ
حق سے وابستہ رہے جیتے جی
مرگ کے بعد ہیں حق سے واصل

بیاد

حضور سیدی و سندی قبلہ عالم حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ

از قلم جناب محمد اکرام طاہر ڈائریکٹر ادارہ علوم اسلامیہ میرپور یونیورسٹی آف آزاد جموں و کشمیر

بے زبانوں کی زباں پیر محمد فاضلؒ
بے نشانوں کے نشان پیر محمد فاضلؒ
اب انہیں ڈھونڈ چراغ زیبا لے کر
ہو گئے خلد مکاں پیر محمد فاضلؒ
بے یقینوں نے یہاں پائی یقین کی دولت
اب وہ جائیں گے کہاں؟ پیر محمد فاضلؒ
اپنے اسلام کی منہ بولتی تصویر حسیں
اپنے اخلاق کی جان پیر محمد فاضلؒ
آستانے پہ اکیلے ہیں محمد عتیق الرحمان
اٹھ گئے مونس جان پیر محمد فاضلؒ
ہیں زمانے میں بہت عالم و فاضل طاہر
تجھ سا درویش کہاں؟ پیر محمد فاضلؒ

قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ کے جنازہ مبارک میں شریک
اور بعد ازاں تعزیت کے لئے دربار عالیہ میں
حضور سیدی صاحبزادہ پیر محمد عتیق الرحمان دامت
برکاتہم
کے پاس تعزیت و فاتحہ کے لئے آنے والے
مشائخ عظام اور علمائے کرام میں سے چند ایک کے
اسمائے گرامی

حضور سیدی و سندی قبلہ عالم حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی نماز جنازہ میں لاکھوں نفوس نے شرکت کی۔ علماء مشائخ، متعلقین و متوسلین کے علاوہ تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والی شخصیات نے نماز جنازہ میں شرکت کی اور تعزیت کے لئے آنے والوں کا ہجوم رہا۔ چند نامور شخصیات کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

۱۔ حضور سیدی حضرت پیر سید مراد علی شاہ صاحب' سجادہ نشین گوڑہا سیداں شریف' حال سنگوٹ میرپور' آزاد کشمیر

۲۔ حضور قبلہ حضرت صاجزادہ منصور الحق صاحب' حضور قبلہ حضرت صاجزادہ مسرور الحق صاحب' حضور قبلہ حضرت صاجزادہ مقصود الحق صاحب' مدظلہم دربار گوہر بار آوان شریف مہندہ شریف گجرات

۳۔ حضرت قبلہ پیر سید بشیر حسین شاہ صاحب' آستانہ عالیہ رواتڑہ شریف

۴۔ متعلقین و متوسلین آستانہ عالیہ باولی شریف

۵۔ استاذ العلماء والفضلاء حضرت قبلہ مولانا محمد سلطان احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ حاصلانوالہ

۶۔ حضرت پیر سید برکات احمد شاہ صاحب آستانہ عالیہ جلالپور شریف

۷۔ حضرت میاں جمیل احمد صاحب شرقپور شریف

۸۔ حضرت پیر سید معین الحق شاہ صاحب دربار عالیہ گولڑہ شریف

۱۰۔ حضرت پیر کبیر علی شاہ صاحب آستانہ عالیہ چورہ شریف

۱۱۔ حضرت پیر شبیر علی شاہ صاحب' آستانہ عالیہ چورہ شریف

۱۲۔ حضرت صاحبزادہ قاضی محمد عبدالواحد صاحب' کلادیو شریف ' جہلم

۱۳۔ حضرت صاحبزادہ قاضی محمد زاہد صاحب اگھار شریف کوٹلی

۱۴۔ حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی صدر جمیعت علماء پاکستان

۱۵۔ حضرت مولانا محمد عبدالستار خان نیازی' قائد جمیعت علماء پاکستان

۱۶۔ حضرت صاحبزادگان مدظلہم کوٹ دیوان صاحب' .شندور شریف

۱۷۔ حضرت دیوان آل سیدی صاحب' اجمیر شریف' حال مقیم راولپنڈی

۱۸۔ حضرت سید مظہر سعید شاہ صاحب کاظمی' صدر جماعت اہلسنت' پاکستان

۱۹۔ حضرت سید حامد سعید کاظمی سابق ایم این اے' ملتان

۲۰۔ حضرت صاحبزادہ سلطان فیاض الحسن قادری' دربار گوہر یار حضرت سلطان باہو

۲۱۔ حضرت صاحبزادہ محمد حفیظ الرحمٰن صاحب' آستانہ عالیہ موہری شریف

۲۲۔ حضرت مولانا سید شجاعت علی قادری جسٹس وفاقی شرعی عدالت پاکستان

۲۳۔ حضرت پیر سید محمد امین شاہ صاحب' چکوال

۲۴۔ حضرت صاحبزادہ طیب الرحمٰن سجادہ نشین' چھوہر شریف

۲۵۔ مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی ناظم اعلیٰ تنظیم المدرس اہلسنت پاکستان' جامعہ نظامیہ لاہور

۲۶۔ حضرت علامہ سید محمد زبیر حسین شاہ صاحب' چکوال

۲۷۔ حضرت علامہ سید حسین الدین شاہ صاحب' راولپنڈی

۲۸۔ حضرت علامہ حافظ محمد عالم صاحب' سیالکوٹ

۲۹۔ حضرت علامہ سید غلام محی الدین شاہ صاحب' مہتمم جامعہ رضویہ ڈی

بلاک، سیٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی

۳۰۔ حضرت مخدوم زادہ قاضی محمد اسرار الحق حقانی، راولپنڈی

۳۱۔ حضرت مولانا مفتی غلام قادر صاحب صابری، کراچی

۳۲۔ حضرت علامہ مفتی محمد ریاض الدین صاحب، قادری چشتی مجددی سہروردی، اٹک

۳۳۔ حضرت صاحبزادہ مظہر قیوم صاحب و حضرت صاحبزادہ محمد محفوظ صاحب مشہدی، بھکھی شریف

۳۴۔ حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب، فیصل آباد

۳۵۔ حضرت مولانا محمد نواز صاحب، گوجرانوالہ

۳۶۔ جناب سردار محمد عبدالقیوم خان، صدر آزاد حکومت ریاست جموں و کشمیر

۳۷۔ سردار سکندر حیات خان، وزیر اعظم آزاد حکومت ریاست جموں و کشمیر

۳۸۔ لیفٹیننٹ جنرل ریٹائرڈ کے ایم اظہر، سابق گورنر صوبہ سرحد

۳۹۔ میجر جنرل ریٹائرڈ ایم ایچ انصاری، سابق ایم این اے

۴۰۔ جسٹس عبدالمجید ملک چیف جسٹس ہائیکورٹ آزاد کشمیر

۴۱۔ جناب طارق وارثی، ایڈیٹر روزنامہ نوائے وقت، راولپنڈی

۴۲۔ حضرت سید اختر حسین شاہ صاحب، پلاوڑی شریف

۴۳۔ لیفٹیننٹ جنرل ریٹائرڈ فیض علی چشتی سابق وفاقی وزیر، راولپنڈی

۴۴۔ میجر جنرل ریٹائرڈ محمد ذوالفقار علی خان ماہر امراض قلب' راولپنڈی

۴۵۔ میجر جنرل ریٹائرڈ محمد حیات خان' سابق صدر آزاد کشمیر

وصال باکمال کے بعد

ملک بھر کے اخبارات، جرائد و رسائل

اور

مقتدر مذہبی، علمی، ادبی، سماجی اور سیاسی عمائدین

کا

خراج و سلام عقیدت

سجادہ نشین ڈھانگری شریف پیر محمد فاضل کو سپرد خاک کر دیا گیا۔ نماز جنازہ میں ہزاروں افراد کی شرکت علماء کا صاحب زادہ عتیق الرحمٰن سے اظہار تعزیت

روزنامہ جنگ۔ راولپنڈی' ۱۷مئی ۹۱ء

میرپور (نمائندہ جنگ) ممتاز روحانی پیشوا جمعیت علماء جموں و کشمیر کے سربراہ صاحبزادہ محمد عتیق الرحمٰن کے والد اور سجادہ نشین دربار عالیہ ڈھانگری شریف حافظ محمد فاضل کی نماز جنازہ جمعرات کو ڈھانگری شریف میں ادا کی گئی جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ نماز جنازہ صاحبزادہ عتیق الرحمٰن نے پڑھائی بعد ازاں مرحوم کو ہزاروں اشکبار آنکھوں کی موجودگی میں دربار شریف ڈھانگری بالا میں الحاج حافظ محمد علی کے پہلو میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ حافظ فاضل طویل علالت کے بعد بدھ کو انتقال کر گئے تھے۔ ان کی عمر ۷۵ برس تھی۔ صاحبزادہ عتیق الرحمٰن فیض پوری کا خاندان دو سو سال سے سلسلہ نقشبندیہ قادریہ کے تحت دین اسلام کے فروغ اور ملت اسلامیہ کی بہتری کے لئے خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ پیر حافظ محمد فاضل سے قبل ان کے والد حافظ محمد علی اور ان کے دادا پیر حافظ محمد حیات ملت اسلامیہ کو سلسلہ روحانیت سے فیض یاب کرتے رہے۔ پاکستان قراۃ کونسل سرحد کے صدر پروفیسر سید اطہر شیر شاہ' مولانا علی اکبر نعیمی اور جمعیت علماء پاکستان نورانی گروپ کے رہنما بھائی محمد عبدالرحمٰن قادری نے ایک مشترکہ بیان میں حافظ فاضل کی وفات پر رنج و غم کا اظہار

کرتے ہوئے کہا کہ ان کے انتقال سے جو روحانی خلاء پیدا ہو گیا ہے وہ پر نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے کہا کہ مرحوم ایک عظیم عالم دین سچے عاشق رسول اور لاکھوں مسلمانوں کے روحانی پیشوا تھے انہوں نے مرحوم کے لئے مغفرت اور لواحقین کے لئے صبر کی دعا کی ہے

پیر محمد فاضل سپرد خاک کر دیئے گئے نمازہ جنازہ میں ہر مکتبہ فکر کے افراد کی شرکت

روزنامہ نوائے وقت۔ راولپنڈی، ۱۷ مئی، ۵۱ء

میرپور (نمائندہ خصوصی) ممتاز روحانی پیشوا اور جید عالم حضرت پیر محمد فاضل آف ڈھانگری شریف کو آج یہاں دربار عالیہ ڈھانگری شریف میں ہزاروں عقیدت مندوں اور سوگواروں کی موجودگی میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ نماز جنازہ مرحوم کے فرزند صاجزادہ محمد عتیق الرحمٰن نے پڑھائی۔ مرحوم کی عمر ۷۵ برس تھی۔ انہوں نے اپنی ساری زندگی تبلیغ اسلام کے لئے وقف کیئے رکھی۔ ان کے عقیدت مندوں اور ارادتمندوں کا حلقہ آزاد کشمیر اور پاکستان میں پھیلا ہوا ہے۔ نماز جنازہ میں پاکستان کے متعدد سینٹرز، اراکین قومی اسمبلی، ممتاز علماء کرام و متعدد مشائخ عظام، آزاد جموں و کشمیر کونسل کے اراکین آزاد کشمیر کے سابق وزراء چوہدری محمد یوسف، چوہدری محمد یٰسین چیرمین ضلع کونسل، چوہدری محمد انور و بلدیاتی اراکین، روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی کے ریذیڈنٹ ایڈیٹر مسٹر طارق وارثی، آزاد کشمیر کے صحافیوں اور ہر مکتبہ فکر سے

تعلق رکھنے والے لوگوں کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ مرحوم کے آخری دیدار کے لئے ہجوم کو کنٹرول کرنے کے لئے پولیس اور آستانہ عالیہ کے خصوصی رضاکاروں کی خاصی تعداد موجود تھی۔

صاحبزادہ عتیق الرحمٰن سے اظہار تعزیت

روزنامہ نوائے وقت۔ راولپنڈی' ۲۴ مئی ۹۱ء

میرپور (پ ر) جموں و کشمیر لبریشن لیگ کے صدر چوہدری محمد شریف طارق پارٹی کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات سردار محمد شریف خان نیازی سپریم کورٹ آزاد کشمیر سرکٹ بنچ میرپور کے سٹیٹ رجسٹرار سردار محمد اعظم خان نے ممتاز روحانی پیشوا سجادہ نشین ڈھانگری شریف پیر محمد فاضل کی وفات پر سجادہ نشین و جمعیت علمائے جموں و کشمیر کے صدر صاحبزادہ محمد عتیق الرحمٰن فیض پوری سے اظہار تعزیت کیا اور مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہوئے پسماندگان کے لئے دلی ہمدردی کا اظہار کیا۔

حضرت پیر محمد فاضل صاحب رحمتہ اللہ

ہفت روزہ کوٹلی

نیاں شریف (پ ر) آزاد کشمیر میں تحریک نفاذ نظام مصطفیٰ کے بانی و سجادہ نشین دربار عالیہ نیاں شریف مبلغ اسلام حضرت علامہ پیر علاؤالدین صاحب صدیقی نے جمعیت العلمائے جموں و کشمیر کے سربراہ صاحبزادہ محمد عتیق الرحمٰن

فیض پوری کے والد گرامی پیر محمد فاضلؒ کے وصال پر گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ حضرت پیر صاحبؒ کا شمار ان عظیم شخصیات میں ہوتا تھا۔ جنہوں نے سوگوار خاندان سے دلی ہمدردی کے علاوہ دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اس پورے خاندان کو یہ عظیم المیہ برداشت کرنے کی توفیق بخشے اور آئندہ آزمائشوں و پریشانیوں سے محفوظ فرما کر اپنے والد گرامی کے مشن کی تکمیل کی توفیق بخشے۔

مولانا نیازی تعزیت کے لئے ڈھانگری شریف گئے

روزنامہ نوائے وقت۔ راولپنڈی' ۱۸ مئی ۹۱ء

راولپنڈی (نوائے وقت رپورٹ) جمعیت علماء پاکستان (نیازی گروپ) کے سربراہ مولانا عبدالستار نیازی آج ڈھانگری شریف (میرپور) گئے جہاں انہوں نے حضرت پیر محمد فاضل کے انتقال پر مرحوم کے فرزند اور جمعیت علماء جموں و کشمیر کے صدر صاحبزادہ محمد عتیق الرحمٰن کے ساتھ تعزیت اور فاتحہ خوانی کی۔

صاحبزادہ عتیق الرحمٰن سے اظہار تعزیت

ہفت روزہ نسیم۔ جہلم' ۲۸ مئی ۹۱ء

جہلم (سٹاف رپورٹر) جماعت اہل سنت پاکستان ضلع جہلم کے ایک تعزیتی اجلاس میں جمعیت علمائے کشمیر کے مذہبی و سیاسی رہنما صاحبزادہ عتیق الرحمٰن کے والد ماجد الحاج پیر محمد فاضل روحانی پیشوا کے انتقال پر ملال پر گہرے دکھ کا اظہار کیا

اور پیر محمد فاضل کی ملی و مذہبی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ پیر محمد فاضل اسلاف کا نمونہ تھے اور انہوں نے اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا ہو کر گمراہ لوگوں کے قلوب عشق مصطفیٰ سے منور رکھے۔ خدا انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ و ارفع درجات سے نوازے اور صاحبزادہ عتیق الرحمٰن فیض پوری و لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔

صدر حکومت آزاد جموں و کشمیر سردار محمد عبدالقیوم خان کا صاحبزادہ عتیق الرحمٰن سے اظہار تعزیت

روزنامہ نوائے وقت۔ راولپنڈی' یکم جون' ۹۱ء

میرپور (نمائندہ خصوصی) آزاد جموں و کشمیر کے صدر سردار محمد عبدالقیوم خان نے آج ڈھانگری بالا میں ممتاز روحانی شخصیت حضرت پیر محمد فاضل کی وفات پر ان کے گھر جا کر ان کے صاحبزادے جمعیت علماء جموں و آزاد کشمیر کے صدر عتیق الرحمٰن فیض پوری سے تعزیت کا اظہار کیا۔ صدر نے مسلم کانفرنس کے سابق سینئر نائب صدر راجہ محمد نجیب خان کے گھر جا کر ان کی عیادت کی۔ صدر کی ہمراہ کیپٹن ریٹائرڈ سرفراز مرزا مشتاق سابق وزیر چوہدری رحمت اور چودھری انور بھی تھے۔ دریں اثناء صدر معروف سیاسی شخصیت چوہدری محمد صادق کے گھر گئے اور ان سے سیاسی صورتحال پر بات چیت کی۔ چودھری محمد صادق نے اس موقع پر مسلم کانفرنس کی حمایت کا اعلان کیا۔

صاجزادہ عتیق الرحمٰن سے تعزیت

روزنامہ نوائے وقت۔ راولپنڈی' ۳۰ مئی ۹۱

میرپور (پ ر) صاجزادہ عتیق الرحمٰن اور صاجزادہ حبیب الرحمٰن کے والد گرامی سجادہ نشین ڈھانگری شریف پیر حافظ محمد فاضل کی وفات پر چک جلال الدین کی سیاسی و سماجی شخصیت چوہدری محمد اعظم' چوہدری محمد اشرف کونسلر' چوہدری محمد صدیق' چوہدری عبدالرشید اور چوہدری لیاقت علی نے گہرے دکھ اور رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے لواحقین سے ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔

ممتاز راٹھور کا عتیق الرحمٰن فیض پوری سے اظہار تعزیت

روزنامہ جنگ۔ راولپنڈی' ۱۹ مئی ۹۱ء

مظفر آباد (پ ر) آزاد جموں و کشمیر کے وزیراعظم ممتاز حسین راٹھور نے جمعیت علماء جموں و کشمیر کے صدر صاحب زادہ عتیق الرحمٰن فیض پوری کے والد پیر محمد فاضل کی وفات پر گہرے دکھ کا اظہار کیا ہے۔ صاجزادہ عتیق الرحمٰن فیض پوری کے نام ایک تعزیتی پیغام میں وزیراعظم نے کہا کہ پیر محمد فاضل کی رحلت سے آزاد کشمیر کے دینی اور سیاسی حلقوں میں ایک ایسا خلاء پیدا ہوا ہے جو مشکل ہی سے پر ہو سکے گا انہوں نے مرحوم کی روح کے ایصال ثواب کے لئے دعا کی۔

پیر محمد فاضل کی مذہبی خدمات کو خراج عقیدت

روزنامہ نوائے وقت۔ راولپنڈی' ۲۶ مئی ۱۹۹۰ء

چوکی (نامہ نگار) انجمن محی الاسلام صدیقیہ ادارہ تبلیغ الاسلام ادارہ منہاج القرآن انجمن طلباء اسلام اور دعوت اسلامی کا ایک مشترکہ اجلاس ہوا جس میں صاحبزادہ عتیق الرحمن فیض پوری کے والد پیر محمد فاضل کی رحلت پر گہرے دکھ کا اظہار کیا گیا اور ان کی موت کو دینی حلقوں کے لئے ناقابل تلافی نقصان قرار دیا گیا۔ انہوں نے مرحوم کی دینی خدمات کو زبردست خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی اور صاحبزادہ عتیق الرحمن سے اس سانحہ پر دلی رنج و غم کا اظہار تعزیت کیا۔ اجلاس میں صوفی ماسٹر منظور حسین نقشبندی' راجہ لیاقت علی' راجہ طارق محمود' راجہ رحمت اللہ' حافظ محمد ایوب' سہیل حنیف' صوفی صغیر حافظ قاری محمد یونس' حافظ محمد ارشد نقشبندی خطیب اعظم مرکزی مسجد ساہنی صوفی محمد رؤوف پیر سید قمر حسین شاہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ چاچی شریف اور دیگر علاقہ کے معززین نے شرکت کی۔

وزیر اعظم آزاد کشمیر کا عتیق الرحمن فیض پوری سے اظہار تعزیت

روزنامہ نوائے وقت۔ راولپنڈی' ۱۸ مئی ۱۹۹۰ء

مظفر آباد (پ ر) آزاد جموں و کشمیر کے وزیر اعظم ممتاز حسین راٹھور نے

جمعیت علماء جموں و آزاد کشمیر کے صدر صاحبزادہ عتیق الرحمٰن فیض پوری کے والد صاحبزادہ محمد فاضل کی وفات پر گہرے دکھ کا اظہار کیا ہے۔ صاحبزادہ عتیق الرحمٰن فیض پوری کے نام ایک تعزیتی پیغام میں وزیراعظم نے کہا کہ پیر محمد فاضل کی رحلت سے آزاد کشمیر کے دینی اور سیاسی حلقوں میں ایک ایسا خلاء پیدا ہوا ہے جو مشکل ہی سے پر ہو سکے گا۔ انہوں نے مرحوم کی روح کے ایصال ثواب کے لئے دعائے مغفرت کی اور مرحوم کے پسماندگان سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے ان کے لئے صبر جمیل کی دعا بھی کی۔

جامعہ اسلامیہ کھڑی شریف کا تعزیتی اجلاس

روزنامہ نوائے وقت۔ راولپنڈی، ۲۷ مئی ۱۹۹۱ء

میرپور (نمائندہ خصوصی) جامعہ اسلامیہ کھڑی شریف کے اساتذہ کا تعزیتی اجلاس پرنسپل چوہدری محمد ایاز کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں آستانہ عالیہ ڈھانگری شریف کے پیر محمد فاضل کی وفات پر گہرے دکھ کا اظہار کیا گیا۔ ایک قرار داد میں ممتاز ماہر تعلیم ڈاکٹر نذیر شاہ کے فرزند اور جامعہ کے استاد مولانا غلام الدین کی ہمشیرہ کی وفات پر گہرے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے مرحومین کی مغفرت اور لواحقین کے لئے صبر جمیل کی دعا کی گئی۔

حضرت پیر محمد فاضلؒ کو خراج عقیدت

ہفت روزہ کوٹلی ٹائم' ۳۰ مئی ۹۱ء

سہنسہ (پ ر) سہنسہ کے مشہور عالم دین خطیب اہلسنّت ابوالفیض قادری حافظ محمد اعظم صدیقی خطیب جامع مسجد پوٹھ نے جمعۃ المبارک کے عظیم اجتماع میں میرپور کی معروف روحانی شخصیت حضرت پیر محمد فاضل کی دینی و ملی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا اور کہا کہ پیر محمد فاضل کے وصال فرمانے سے علاقہ کے عوام ایک بزرگ روحانی ہستی سے محروم ہو گئے ہیں۔ انہوں نے مرحوم کی وفات پر ان کے صاحبزادہ محمد عتیق الرحمٰن صاحب فیض پوری سے دلی ہمدردی کا اظہار کیا اور فاتحہ پڑھی۔

صاحبزادہ عتیق الرحمٰن سے اظہار تعزیت

روزنامہ نوائے وقت۔ ۳۱ مئی ۱۹۹۱ء

کھوئی رٹہ (نامہ نگار) پاکستان مسلم لیگ جموں و کشمیر کے راہنما مرکزی پلبٹی بورڈ کے وائس چیئرمین چوہدری محمد عارف تبسم نے ایک تعزیتی بیان میں جمیعت علماء جموں و کشمیر کے صدر صاحبزادہ عتیق الرحمٰن فیض پوری کے والد پیر محمد فاضل آف ڈھانگری شریف کے وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے مرحوم کی مغفرت اور سوگواران کے لئے صبر جمیل کی دعا کی ہے۔

مولانا نورانی نے پیر صاحب ڈھانگری شریف کے مزار پر فاتحہ خوانی کی

نوائے وقت۔ راولپنڈی، ۲ جون ۱۹۹۲ء

راولپنڈی (نوائے وقت رپورٹ) اسلامی جمہوری محاذ اور جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی پیر کو ڈھانگری شریف (آزاد کشمیر) گئے جہاں انہوں نے پیر صاحب ڈھانگری شریف کے انتقال پر صاحبزادہ محمد عتیق الرحمٰن فیض پوری کے ساتھ تعزیت کی اور مرحوم پیر صاحب کے مزار پر فاتحہ خوانی کی۔ قومی اسمبلی کے رکن صاحبزادہ حامد سعید کاظمی اور جمعیت کے رہنما میجر جنرل (ریٹائرڈ) ایم ایچ انصاری اور صاحبزادہ محمد اکرم شاہ بھی ان کے ہمراہ تھے۔

صاحبزادہ عتیق الرحمٰن سے اظہار تعزیت

نوائے وقت راولپنڈی، ۲۴ مئی ۱۹۹۱ء

منگلا (نامہ نگار) منگلا کے سماجی رہنما راجہ فیض خان نے جمعیت العلماء جموں و کشمیر کے سربراہ صاحبزادہ محمد عتیق الرحمٰن کے والد محمد فاضل کے اچانک انتقال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔

پیر محمد فاضل کے انتقال پر اظہار تعزیت

نوائے وقت راولپنڈی۔ ۲۹ مئی ۱۹۹۱ء

راولاکوٹ (نامہ نگار) جمعیت العلمائے جموں و کشمیر کے سربراہ صاحبزادہ محمد

عتیق الرحمٰن فیض پوری کے والد پیر محمد فاضل کے انتقال پر اہل سنت والجماعت کے سالار محمد صدیق خان، مولوی محمد ابراہیم خان، حاجی طالب حسین، پروفیسر عبدالقدوس، پروفیسر اسلم ظفر، قاری فیض اللہ اور دیگر معززین سے گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کیا ہے۔ مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی ہے اور لواحقین سے ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔

اظہار تعزیت

جنگ۔ راولپنڈی ۴ جون ۱۹۹۱ء

میرپور (نمائندہ جنگ) آل جموں و کشمیر ریفیوجیز کونسل کے مرکزی چیئرمین اور انجمن مجاہدین جموں و کشمیر کے بانی صدر ملک محمد زبیر زخمی نے ممتاز روحانی پیشوا اور سجادہ نشین ڈھانگری شریف اور جمعیت علمائے جموں و کشمیر کے صدر صاحبزادہ عتیق الرحمٰن فیض پوری کے والد محترم حافظ محمد فاضل کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے مرحوم کے لئے بلندی درجات کی دعا کی۔ انہوں نے دعا کی اللہ تعالیٰ حافظ صاحب اور ان کے دیگر اہل خانہ اور پسماندگان کو یہ عظیم صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ انہوں نے کہا مرحوم کی دین اسلام کی ترویج و اشاعت کے لئے خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

مولانا نورانی نے دربار ڈھانگری شریف میں حاضری دی

روزنامہ جنگ۔ راولپنڈی' ۳ جون ۱۹۹۲ء

میرپور (نمائندہ جنگ) مولانا شاہ احمد نورانی نے منگل کو میرپور میں دربار ڈھانگری شریف میں حضرت پیر صاحبؒ کے مزار پر حاضری دی اور فاتحہ خوانی کی۔ مولانا نورانی نے ڈھانگری شریف کے سجادہ نشین صاجزادہ پیر عتیق الرحمٰن فیض پوری سے ملاقات کی اور کافی دیر ان کے ساتھ رہے۔ قومی اسمبلی میں جے یو پی کے پارلیمانی لیڈر علامہ حامد سعید کاظمی' ریٹائرڈ جنرل ایم ایچ انصاری اور صاحب زادہ اکرم شاہ بھی ان کے ساتھ تھے۔

پیر محمد فاضل کے انتقال پر اظہار تعزیت

روزنامہ نوائے وقت۔ راولپنڈی' ۲۰ مئی ۱۹۹۱ء

کوٹلی (نامہ نگار) جمعیت العلماء جموں و کشمیر کے سربراہ صاجزادہ محمد عتیق الرحمٰن فیض پوری کے والد ماجد پیر محمد فاضل کے وصال پر یہاں کے مذہبی و سماجی حلقوں کی جانب سے گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کیا گیا ہے۔ دینی خدمات اور بزرگان کے سلسلہ تبلیغ کو جاری رکھنے کے باعث مرحوم عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ اظہار تعزیت کرنے والوں میں مولانا اسلم نقشبندی' مفتی عارف اور محمد منظور قریشی شامل ہیں۔

پیر صاحب ڈھانگری شریف کے لئے
فاتحہ خوانی کی تقریب

روزنامہ نوائے وقت۔ ۲۹ مئی ۹۱ء

کھوئی رٹہ (نامہ نگار) دارالعلوم محمدیہ حنفیہ کھوئی رٹہ کے اراکین اور طلبہ نے صاحبزادہ محمد عتیق الرحمٰن فیض پوری کے والد پیر محمد فاضل ڈھانگری شریف کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کا اہتمام کیا۔ اس موقع پر ایک تعزیتی اجلاس مولانا عبدالحمید قادری کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں مولانا عبدالرحمٰن نقشبندی' مولانا محمد ایوب رضوی' قاری محمد اشرف قادری' قاری محمد رفیق' قاری فیروزالدین تبسم نے شرکت کی۔ پیر صاحب کے درجات کی بلندی کے لئے دعا کی گئی۔

پیر محمد فاضل کی وفات پر سردار ابراہیم کا اظہار تعزیت

نوائے وقت۔ راولپنڈی ۔ ۳۱ مئی ۱۹۹۱ء

کھانیگلہ (نامہ نگار) آزاد حکومت ریاست جموں و کشمیر کے بانی صدر اور چیئرمین جموں و کشمیر پیپلز پارٹی سردار محمد ابراہیم خان نے جمعیت العلمائے جموں و کشمیر کے سربراہ صاحبزادہ محمد عتیق الرحمٰن فیض پوری کے والد ماجد پیر محمد فاضل کے وصال پر گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کیا ہے انہوں نے اپنے تعزیتی پیغام میں کہا کہ پیر محمد فاضل اپنی دینی خدمات کے باعث سارے کشمیر

میں عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ ان کی موت سے جو خلا پیدا ہوا ہے وہ صدیوں تک پورا نہ ہو سکے گا۔ انہوں نے مرحوم کے لئے مغفرت اور لواحقین کے لئے صبر جمیل کی دعا کی ہے۔

بریڈ فورڈ

برطانیہ کی سرزمین کے شہر بریڈ فورڈ میں حیات العلوم مفتہ الاسلام میں مورخہ ۱۵ جون بروز ہفتہ ایک بجے دوپہر سے لے کر ے بجے تک حضرت قبلہ عالم پیر حافظ محمد فاضل علیہ الرحمتہ کے چہلم شریف کی محفل پیر طریقت عالم شریعت حضرت صاحبزادہ پیر محمد حبیب الرحمٰن صاحب محبوبی' زیب آستانہ عالیہ ڈھانگری شریف کی زیر صدارت منعقد ہوئی جس میں برطانیہ بھر کے معروف مشائخ عظام اور علمائے کرام نے شرکت فرمائی اور حضرت علیہ الرحمتہ کے حالات زندگی اور ان کی دینی کاوشوں پر روشنی ڈالتے ہوئے ان کو خراج تحسین پیش فرمایا۔

برطانیہ میں تعزیتی اجلاس

ماہتاب طریقت حضرت علامہ حافظ پیر محمد فاضل صاحب علیہ الرحمتہ کے انتقال پر برطانیہ میں بھی بریڈ فورڈ' لیڈز' نوٹی گام' ڈربی' اکر پنگٹن' ڈیوزبری' برمنگھم' ڈنڈی' ہائی ویکم' ایڈنبرا' لندن' سٹا کٹن' والسال اور دیگر شہروں میں تعزیتی اجلاس ہوئے۔

فیض یافتگان قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ
اور
خلفائے مجاز کے اسمائے گرامی

حضرت قبلہ عالم حضرت خواجہ محمد فاضل رحمتہ اللہ علیہ کے چند خلفاء کے اسمائے گرامی:

۱۔ حضرت مولوی محمد عبداللہ صاحب' مواہ میرا

۲۔ حضرت مولوی صوفی شاہ محمد صاحب' فیصل آبادی' حال مقیم گوجرانوالہ

۳۔ حضرت مولانا محمد بشیر صاہب' چیلیانوالہ' منڈی بہاؤالدین

۴۔ حضرت حافظ محمد افضل صاحب' پرہیڑوی' منگلا ہلٹ

۵۔ حضرت بابو بشیر احمد صاحب' سکندر آباد' شیخوپورہ

۶۔ حضرت سید اعجاز حسین شاہ صاحب' گوجرانوالہ

۷۔ حضرت پیر سید فضل شاہ صاحب' پلاوڑی شریف

۸۔ حضرت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب' پلاوڑی شریف

۹۔ حضرت مولانا سید عبدالقادر شاہ صاحب' جیلانی' نج بھاٹہ' راولپنڈی

۱۰۔ حضرت مولانا مفتی محمد ریاض الدین صاحب' اٹک

۱۱۔ حضرت سید محمد قاسم شاہ صاحب' سیداں شریف

۱۲۔ حضرت الحاج منظور الہی قریشی صاحب' لاہور

۱۳۔ حضرت سید محمد لطیف شاہ صاحب' سنداز شریف' ساہنی

۱۴۔ الحاج راجہ خان محمد صاحب' پنچور شریف

۱۵۔ الحاج مولوی محمد یوسف پرائی

۱۶۔ الحاج مستری نیک محمد صاحب' ساہ کلا ذب

۱۷۔ ماسٹر صوفی محمد اعظم صاحب' بھڑکے میرپور

۱۸۔ ریٹائرڈ صوبیدار صوفی عنایت اللہ صاحب، بوعہ حالہ میرپور

۱۹۔ مولانا محمد ضیاء اللہ صاحب قادری، سیالکوٹ

۲۰۔ الحاج ڈاکٹر فضل داد صاحب، میرپور

۲۱۔ حافظ محمد حنیف صاحب، کڑوٹہ

۲۲۔ مولانا حاجی محمد سجاد صاحب، بھووال چیچیاں گجرات

۲۳۔ مولانا مفتی غلام قادر صاحب صابری، کراچی

۲۴۔ الحاج محمد عبدالرؤف صاحب، راولپنڈی

۲۵۔ الحاج صوفی محمد عارف صاحب، کوٹ جے سنگھ، گوجرانوالہ

۲۶۔ الحاج ماسٹر علی محمد انور صاحب، میرپور

۲۷۔ حضرت سائیں محمد مقبول صاحب، ملوٹ شریف

۲۸۔ صوفی فقیر محمد صاحب، خادم دربار عالیہ

۲۹۔ مولانا محمد اورنگ زیب قادری، راولپنڈی

۳۰۔ صوفی محمد یوسف صاحب، راجوردی، میرپور

۳۱۔ الحاج صوفی بقاء محمد صاحب، چنگ پور خواص

۳۲۔ الحافظ قاضی نذیر احمد صاحب، سرائے عالمگیر

۳۳۔ حافظ محمد نقیب صاحب، بٹل پونچھ

۳۴۔ صوفی نیک محمد، کھوئیرٹہ

۳۵۔ صوفی محمد صدیق صاحب، بلوانٹ

۳۶۔ حافظ شمشاد احمد صاحب، سیالکوٹ

۳۷۔ حضرت مولانا سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب، مظفر آباد

۳۸۔ حاجی محمد شریف صاحب، دینہ

(حاجی محمد شریف صاحب نے لطائف سبعہ، نفی اثبات اور مراقبہ اقربیت تک حضور قبلہ عالم سے حاصل کئے اور آپ کا وصال ہو گیا۔ اس کے بعد تکمیل حضرت رابع حضرت صاحبزادہ محمد عتیق الرحمٰن دامت برکاتہم العالیہ سے ہوئی)

۳۹۔ راقم صوفی طالب حسین، ڈھانگری بہادر

باب پنجم

اولاد امجاد

حضرت خواجہ محمد فاضل

رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت امیر اہل سنت

رہبر شریعت' پیر طریقت

صاحب فضیلت و عزیمت

حضرت صاحبزادہ پیر محمد عتیق الرحمٰن صاحب

دامت برکاتہم العالیہ

سجادہ نشین آستانیہ عالیہ

ڈھانگری شریف

ولادت مبارکہ

برصغیر پاک و ہند کے معروف روحانی مرکز آستانہ عالیہ فیض پور شریف متصل میرپور میں ۱۲ جمادی الثانی ۱۳۷۸ھ بمطابق ۲۴ دسمبر ۱۹۵۸ء بروز بدھ سحری کے وقت، مجسمہ علم و عمل ولی کامل حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ محمد فاضل رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں ایک بچے کی ولادت ہوئی جد امجد غوث زماں حضرت خواجہ حافظ محمد علی رحمتہ اللہ علیہ نے نومولود کو آغوش شفقت میں لے کر ایک توجہ بھری نگاہ لطف و عنایت سے دیکھا گلشن دل مسرت سے کھل اٹھا بچے کے کان میں سنت کے مطابق اذان دی گئی۔ جد امجد علیہ الرحمتہ نے اپنے دست مبارک سے پہلی غذا گھٹی دی۔ والد گرامی رحمتہ اللہ علیہ نے نہ جانے کیا سوچ کر نام "محمد عتیق الرحمان" تجویز فرمایا تو قدرت نے اسم با مسمٰی بنا کر نہ صرف آپ کو فکر دوراں و غم دارین سے آزاد کر دیا بلکہ آپ خلق خدا کے لئے مصائب دنیا و آلام قلب و روح سے آزادی کا وسیلہ بن کر بندگان رحمان کو شر شیطان سے محفوظ و مامون فرما رہے ہیں۔

بچپن

حضور سیدی صاحبزادہ محمد عتیق الرحمان مدظلہ العالی کو رب دو جہاں نے اپنی رحمت کے بحر بیکراں سے یوں نوازا کہ آنکھ کھولی تو جد امجد غوث زماں اور والد بزرگوار قطب دوراں رحمہا اللہ تعالیٰ دونوں کا سایہ عاطفت و نظر عنایت حاصل ہونے کے علاوہ شب زندہ دار و تہجد گزار والدہ ماجدہ کی گود میسر آئی اور یوں سہ جہتی فیضان حاصل ہوا کہ صورت کے ساتھ ساتھ سیرت بھی نکھرتی

چلی گئی اور خصائل حمیدہ شیر مادر کی طرح آپ کے ضمیر و طبیعت کا جزو بنتے رہے تاآنکہ آپ، علم و عمل، تقویٰ و توکل، صبر و تحمل، عجز و انکسار، قربانی و ایثار، سخاوت و شجاعت، فہم و فراست حق پرستی و حق شناسی، خدا ترسی و ملنساری، تواضع و وضعداری، استغناء و بے نیازی، حق گوئی و بے باکی اور جلال و جمال کا مرقع و مرصع بن گئے۔

والدین کو وہ قلبی لگاؤ تھا جو پورے خاندان میں صرف اور صرف آپ ہی کو میسر آیا تھا آپ اپنے ہونہار پوتے کو کبھی گود میں بٹھاتے کبھی کندھے پہ اٹھا لیتے کبھی پیار سے بلاتے کبھی ان کے ساتھ کھیل کو دل بھاتے حضرت حضر و سفر میں بھی اکثر اس نور نظر کو ساتھ رکھتے اور آنکھوں سے اوجھل نہ ہونے دیتے آپ کو بھی جد امجد سے حد درجہ پیار تھا اور بعض دفعہ اس کا اظہار ایسے معصومانہ انداز میں فرماتے کہ حضور جد امجد کا دل تڑپ اٹھتا۔ اسی نوعیت کا ایک واقعہ حافظ محمد حنیف صاحب اس طرح بیان کرتے ہیں کہ ابھی حضور سیدی صاجزادہ صاحب کی عمر بہت تھوڑی تھی کہ ایک روز مکئی کی چھلی جد امجد علیہ الرحمتہ کے حضور پیش کی اور معصومانہ لہجے میں بولے یہ لیجئے اسے کھالیں آپ نے فرمایا میں بوڑھا آدمی ہوں منہ میں دانت نہیں میں یہ کیسے کھا سکتا ہوں! آپ نے مچلتے ہوئے عرض کی یہ میرے دانت لے لیں اور چھلی ضرور کھائیں" آپ یہ سن کر مسکرا دیئے اور پیار سے سینے کے ساتھ چمٹالیا۔

بچپن کا یگانہ انداز

حضور سیدی صاجزادہ صاحب مدظلہ العالی کے انداز و اطوار زمانہ

طفولیت سے ہی یگانہ و جداگانہ تھے۔ قدرت نے فطرت میں ہی لہو و لعب اور کھیل تماشا کی تمنا نہیں رکھی تھی اور پھر گھر کے پاکیزہ ماحول نے آپ کے مشاغل بچگانہ کو اس نہج پہ ڈال دیا تھا کہ غیر محسوس انداز میں روحانیت کے غنچے کھل رہے تھے۔ آپ کی خواہش و تمنا' آپ کے انداز و اطوار' آپ کی پسند و ناپسند آپ کی خوشی و مسرت کی کیفیت آپ کے رنج و غصہ کی ماہیت آپ کے اشتعال و اضطراب کی حالت سب منفرد حیثیت و حقیقت کے مظاہر تھے۔

بچپن میں چلہ کشی

راقم الحروف (طالب حسین) اس واقعہ کا چشم دید گواہ ہے کہ آپ نہایت کمسن تھے ایک روز دربار عالیہ فیض پور شریف کی مسجد کے بڑے دروازے کے باہر مختلف اقسام کے درخت موجود تھے آپ نے ایک چادر لی اور ایک طرف اینٹوں کی آڑ کر کے چادر سے ایک چھوٹا سا خیمہ بنایا اور پھر اس کے اندر تشریف لے جا کر اس طرح بیٹھ گئے جس طرح کوئی خلوت نشینی اختیار کر کے چلہ کرتا ہے حضور قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ یہ تمام احوال خاموشی سے ملاحظہ فرماتے رہے۔ اور دل ہی دل میں گلستان تصوف کے اس گل نو خیز کی نزہت و نکہت پر مسرت کا احساس فرماتے رہے اور پھر موجود احباب سے تحدیث نعمت کے طور پر ارشاد فرمایا مسجد کے باہر فلاں جگہ پہ حاجی صاحب چلہ کشی کر رہے ہیں۔

یہ تسبیح جوڑنے کے لئے آئے ہیں

حاجی عبدالرشید صاحب کا کہنا ہے کہ ہم بہت سارے سنگی حضرت ثانی حضرت خواجہ حافظ محمد علی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھے۔ محفل اہل دل سجی تھی اور حضرت صاحب علیہ الرحمتہ تسبیح پر کچھ اوراد و وظائف بھی پڑھتے جا رہے تھے کہ تین چار سال کے نونہال حضرت صاجزادہ باکمال کہیں سے اچانک تشریف لے آئے اور یکایک آپ کے ہاتھ سے تسبیح لے کر چل دیئے۔

احباب کو خیال گزرا کہ آپ کی عمر بہت چھوٹی ہے عقل و شعور نہ ہونے کے برابر ہے کہیں تسبیح کا دھاگہ توڑ کر دانے بکھیر نہ دیں اور تسبیح بھی قبلہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ خیال کر کے ایک سنگی آپ کے پیچھے لپکے تا کہ تسبیح لے لیں لیکن قبلہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اشارہ فرمایا کہ تسبیح نہ چھیننا انہی کے پاس رہنے دیں۔ آپ نے تسبیح کو الٹ پلٹ کر دیکھا پھر بڑی احتیاط اور سلیقے سے اکٹھی کر کے قبلہ حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کر کے کہنے لگے بابا جی! یہ لیں قبلہ حضرت ثانی صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے تبسم فرمایا اور حاضرین کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا "یہ تسبیح جوڑنے کے لئے آئے ہیں توڑنے کے لئے نہیں"

والد گرامی کی آپ پہ توجہ اور تربیت کا انداز

حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ محمد فاضل رحمتہ اللہ علیہ کی حضرت اہلسنت قبلہ صاحبزادہ پیر محمد عتیق الرحمان دامت برکاتہم العالیہ کا ابتداء ہی سے خصوصی نظر عنایت تھی اہل نظر اسی دور سے دیکھ رہے تھے کہ یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ آگے چل کر آپ ہی آستانہ عالیہ کے فیضان معرفت کے امین و قسیم بننے والے تھے اس پھول کی بڑے طریقے سے آبیاری ہو رہی تھی اس ہیرے کو بڑے سلیقے سے اس خاص مقصد کے لئے بڑے حسین انداز میں تراشا جا رہا تھا۔ والد گرامی جو آپ کے پیرو مرشد بھی تھے کی توجہ کا یہ عالم تھا کہ ابھی حضرت صاحبزادہ صاحب قرآن کریم حفظ فرما رہے تھے تو حضور قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ آپ کی تعلیمی ترقی کی باقاعدہ ڈائری مرتب فرماتے جا رہے تھے اس ڈائری کے چند اوراق شامل کئے جاتے ہیں جن سے حضور قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ کی آپ سے شدید قلبی محبت و انسیت اور انداز و شان تربیت کا اندازہ ہوتا ہے آپ کے کرم و توجہ سے حضرت امیر اہل سنت جلد ہی علوم ظاہری و باطنی میں کمال حاصل کر کے اور مرشد برحق کا عکس جمال بن کر آپ کے حسین حیات ظاہرہ ہی اس مقام تک پہنچ گئے جس کے لئے انہیں تیار کیا جا رہا تھا۔

یہ فیضان نظر تھا یا مکتب کی کرامت تھی
سکھلائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

تعلیم و تربیت

حضور سیدی امیر اہل سنت صاجزادہ محمد عتیق الرحمان مدظلہ العالی نہایت ذہین زیرک اور فطین واقع ہوئے ہیں مزید بر آں حضرت غوث زماں کی نظر عنایت نے سونے کو کندن بنا دیا آپ نے بہت چھوٹی عمر میں حصول تعلیم کا آغاز کیا جد امجد حضرت خواجہ حافظ محمد علی رحمتہ اللہ علیہ نے بسم اللہ پڑھائی پھر ابتداء میں والدہ محترمہ نے ناظرہ قرآن پڑھانا شروع کیا عمر مبارک کچھ اور زیادہ ہوئی تو والد گرامی حضرت خواجہ محمد فاضل رحمتہ اللہ علیہ بقیہ قرآن پاک ناظرہ مکمل کر دیا پھر حفظ قرآن بھی والد گرامی سے کیا بعد ازاں درس نظامی کا آغاز کیا اس دور میں مختلف مقامات پر کئی ایک مدارس تعلیم کے سلسلے میں خاصے مشہور تھے آپ نے بھی اس خواہش کا اظہار کیا کہ کسی دوسرے ادارے میں جا کر تعلیم حاصل کریں لیکن والد گرامی علیہ الرحمتہ نے ہر بار انکار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ نہیں آپ یہیں پر پڑھیں چنانچہ درس نظامی کی تکمیل خود مکمل کرائی اور اس کے ساتھ ساتھ فیضان نظر کا سلسلہ بھی جاری رہا گویا جسم، عقل، شعور علم اور روح کی بالیدگی کا ہمہ جہتی سلسلہ پروان چڑھتا رہا اور بالاخر بام عروج و کمال تک جا پہنچا۔

سند تبلیغ و ارشاد

حضور سیدی امیر اہل سنت صاجزادہ صاحب دامت فیو ضکم نہایت پر سوز دل گداز، سحر انگیز شعلہ نوا اور پر تاثیر خطیب ہیں اور اپنی ان صلاحیتوں کے ذریعے تبلیغ و اشاعت دین و ترویج مسلک اہل سنت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں وعظ و تبلیغ کا سلسلہ آپ نے نہایت کم سنی میں شروع فرما دیا تھا۔ پہلے پہل آپ کا یہ وصف اس وقت منظر عام پر آیا جب رہنمائے سالکاں حضرت پیر سید نیک عالم شاہ رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے برادر اصغر پیر سید رکن عالم شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے جسد مبارک منگلاڈیم کی وجہ سے گوڑھا سیداں شریف سے میرپور کے موجودہ شہر میں نئی آبادی سنگوٹ میں منتقل کیا گیا تو وہاں سالانہ عرس مبارک کی تقریب منعقد ہوئی جید علما و مشائخ تشریف لائے اور عقیدت مندوں کا ایک ہجوم تھا نماز ظہر کے بعد معروف خطیب حضرت مولانا مفتی عبدالحکیم لدڑوی رحمتہ اللہ علیہ نے فن خطابت کا مظاہرہ کیا اور تبلیغ کا خوب حق ادا کیا اس کے بعد حضرت قبلہ صاجزادہ صاحب مدظلہ العالی نے خطاب فرمایا اس وقت آپ کی عمر تقریبا نو یا دس سال کی تھی کرسی پر بیٹھے آپ کے پاؤں زمین پر نہ لگتے تھے پہلے تو حاضرین حیران تھے کہ اس بچے کو کیوں اس مقدس کرسی پر بیٹھا دیا گیا ہے لیکن جب آپ نے خطاب شروع کیا تو سحر انگیزی کا یہ عالم تھا کہ سامعین بے خود ہوئے جا رہے تھے اور بے ساختہ داد و تحسین کے نعرے بلند ہو رہے تھے۔ علماء کو اس وقت یہ کہتے سنا گیا کہ یہ بچہ نہیں وقت کا سب سے بڑا علامہ ہے جب پینتالیس منٹ کے بعد آپ کا

خطاب ختم ہوا تو لوگوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ آپ مزید خطاب فرمائیں لیکن آپ نے فرمایا بس مجھے منتظمین نے جو وقت دیا تھا وہ ختم ہو گیا۔ پھر یہ سلسلہ تبلیغ و خطابت بڑھتا ہی گیا۔ جامعہ نعیمہ لاہور میں علماء و مشائخ اور عوام کا جم غفیر ہو یا حیدر آباد کی سر زمین - میرپور اور آزاد کشمیر کے متعدد مقامات بڑی بڑی کانفرنسیں ہوں یا اٹک ' راولپنڈی' گجرانوالہ' لاہور اور سیالکوٹ کے اہم علمی و روحانی مراکز کے عظیم اجتماعات ہر جگہ آپ کی آواز حق گونجتی ہے اور اس میں اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے۔ آپ کی زبان سے بے لوث ارشادات کانوں کے ذریعے دل میں اترتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں اور ایسا کیوں نہ ہو کہ اس تبلیغ و دعوت کے پیچھے عمل کی بے پناہ قوت اور روحانیت کا جلوہ موجزن ہے آپ احقاق حق اور ابطال باطل کا فریضہ اس طرح انجام دیتے ہیں کہ دلوں کی تشنگی اور ذہنوں کا ابہام یکسر ختم ہو کر اذعان و ایقان' ایمان و عرفان نکھر کر سامنے آ جاتا ہے۔ اسی لئے تو غزالی دوراں علامہ احمد سعید کاظمی رحمتہ اللہ علیہ نے میرپور کی تاریخی سنی کانفرنس میں ان الفاظ کے ساتھ آپ کو خراج تحسین پیش کیا تھا کہ "اے آزاد کشمیر اور پاکستان والو! حضرت صاحبزادہ صاحب کا وجود مسعود آپ کے لئے باعث رحمت و فخر اور گراں قدر سرمایہ ہے اس مختصر سی عمر میں آپ نے دین اسلام کی جو خدمات انجام دی ہیں وہ باعث صد آفریں و افتخار ہیں"

بیعت و خلافت

حضرت صاحبزادہ پیر محمد عتیق الرحمٰن مدظلہ تعالیٰ نے تمام دینی علوم کی تکمیل اپنے والد گرامی قدر قبلہ حضرت صاحب قدس سرہ العزیز ہی سے لی۔ یہی وجہ ہے کہ حضور قبلہ عالم حضرت پیر محمد فاضل قدس سرہ العزیز آپ کے والد' استاد اور پیرو مرشد ہیں صاحبزادہ پیر محمد عتیق الرحمٰن مدظلہ العالی برملا فرماتے ہیں کہ یہی تین نسبتیں میرے لئے سرمایہ حیات و سرمایہ دارین ہیں یہاں یہ دلچسپ واقعہ اور حقیقت اس موضوع کی جان بن جائے گی کہ بزرگان دین اپنے اکابر مشائخ اور ان کے سجادگان سے کبھی منقطع نہیں ہوتے۔ بلکہ نسلاً بعد نسلاً یہ تعلق قائم رکھتے ہیں اب یہاں دیکھئے کہ حضرت صاحبزادہ پیر محمد عتیق الرحمٰن صاحب نے اپنے والد ماجد سے قرآن مجید ناظرہ مکمل کیا۔ یا حفظ ہر دو موقعوں پر آپ کو حضرت ثالث قبلہ عالم قدس سرہ العزیز نے دربار آوان شریف کے سجادہ نشین اور سرکار غریب نواز کی آنکھوں کے تارے غوث زماں قلب دوراں محبوب محبوب رب لامکاں حضرت صاحبزادہ قاضی محبوب عالم رحمتہ اللہ علیہ ممندہ شریف (گجرات شریف) کے حضور پیش کیا اور انہوں نے آخری سبق سنا و ختم ہوا اور خصوصی دعائیں فرمائیں بعد ازاں واپس آکر پہلی بار فیض پور شریف اور دوسری مرتبہ ڈھانگری شریف میں خوشی کے جشن ہوئے دیگیں پکیں اور بے پناہ شرینیاں تقسیم ہوئیں۔ اور ہر طرف سے مبارک بادیں پیش کی گئیں۔ ایک مرتبہ حضرت قبلہ عالم خواجہ پیر محمد فاضل صاحب قدس سرہ العزیز نے حضرت صاحبزادہ پیر محمد عتیق الرحمٰن صاحب

کو ڈھانگری شریف سے لے جا کر حضور سیدی حضرت ثانی قبلہ حضرت صاحب آوان شریف (مہمندہ شریف) کے حضور پیش کیا اور عرض کی کہ آپ اس کا ہاتھ پکڑ لیں اور بیعت فرمائیں اس پر سرکار مہمندہ شریف کچھ دیر خاموش رہے اور مراقبہ فرمایا۔ اس کے بعد حضرت صاحبزادہ محمد عتیق الرحمٰن صاحب کو قصیدہ بردہ شریف کے کچھ مقامات پڑھائے اور اس کی اجازت دی۔ خصوصی دعا فرمائی اور حضرت قبلہ پیر محمد فاضل صاحب قدس سرہ العزیز کو فرمایا کہ ہم نے یہ کر دیا ہے اب آپ بیعت انہیں خود کرنا ۲۰ رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ مطابق ۱۹۷۸ء کو حضرت صاحبزادہ محمد عتیق الرحمٰن صاحب نے اعتکاف بیٹھنے کی تیاری کی تو اس روز بعد نماز عصر حضرت قبلہ عالم خواجہ پیر محمد فاضل صاحب قدوس سرہ العزیز نے انہیں اپنے حجرے شریف میں طلب فرما کر بیعت کیا اور ساتھ ہی اعتکاف بٹھا دیا۔ اس کے کچھ ہی عرصہ بعد حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز نے آپ کو سلوک کی تکمیل کرائی اول سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ اور بعد ازاں سلسلہ عالیہ قادریہ غوثیہ کی اجازت و خلافت عطا فرمائی۔ اور اپنی خصوصی توجہ و نظر عنایت سے سلسلہ سہروردیہ کبیرویہ اور سلسلہ چشتیہ کی اجازت و خلافت سے بھی نوازا۔ حضرت قبلہ عالم خواجہ پیر محمد فاضل صاحب قدس سرہ العزیز صاحبزادہ محمد عتیق الرحمٰن صاحب کو آستانہ ہائے عالیہ باولی شریف' سنگوٹ شریف' آوان شریف' رواتڑہ شریف اور دربار کھڑی شریف حضرت بابا پیرے شاہ غازی رحمتہ اللہ علیہ دربار گجرات شریف حضرت سید محمد کبیر الدین شاہدوالہ دریائی رحمتہ اللہ علیہ دربار بابا پیر لنگر شریف' مزارات

شریف دارا (آوان شریف) حضرت سلیمان پارس جہلم شریف دربار عالیہ
بشندور شریف (کوٹ دیوان صاحب) اور دربار حضرت بابا نوگزا رحمتہ اللہ علیہ
برنالہ پکسواری اپنی حاضریوں کے دوران ضرور ساتھ رکھتے اور یہی کمال ہے
کہ اپنے مشائخ کے مزارات پر حاضری کے طریقے اور آداب صاحبزادہ پیر محمد
عتیق الرحمٰن صاحب نے اپنے والد گرامی قدر اپنے استاد اور اپنے پیرو مرشد
سے بار بار حاصل کئے۔

بیعت کرنے کا حکم

حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ پیر محمد فاضل صاحب قدس سرہ العزیز نے
حضرت صاحبزادہ پیر محمد عتیق الرحمٰن صاحب کو خلافت و اجازت عطا کرنے کے
ساتھ ہی راہ حق و معرفت کے متلاشیوں کو بیعت کرنے کا حکم فرمایا اور پھر
لوگ جب قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کے حضور حصول بیعت کے لئے حاضر
ہوئے تو آپ انہیں حضرت صاحبزادہ محمد عتیق الرحمٰن صاحب کے پاس بھیجتے۔
اور حکم فرماتے کہ اس آنے والے کو سلسلہ شریف میں داخل کریں۔ بے پناہ
خوش نصیب ایسے ہیں جو حضور قبلہ عالم حضرت ثالث خواجہ پیر محمد فاضل
صاحب قدس سرہ العزیز کے حکم سے حضرت رابع خواجہ پیر محمد عتیق الرحمٰن
صاحب سے بیعت ہوئے۔

یہ صفحہ ۱۷۶ پر ہونا چاہیے تھا

حضرت ثانی قبلہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے چار صاحبزادہ گان
اور ایک صاحبزادی صاحبہ ہیں صاحبزادی صاحبہ جو ولیہ کاملہ ہیں بحمد اللہ اور بقیہ

دحیات ہیں حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے داماد حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن صاحب بلند پایہ عالم دین حافظ قرآن اور نہایت باعمل شخصیت ہیں۔ آپ کے بڑے صاجزادے حضرت صاجزادہ محمد خلیل الرحمٰن صاحب کا چار سال پہلے وصال ہوا۔ اور دینہ میں تدفین ہوئی۔ صاجزادہ محمد خلیل الرحمٰن صاحب اپنے نانا جان حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے منظور نظر تھے۔ اور ان کے اوصاف حمیدہ کا سارا خاندان معترف ہے مولانا قاری محمد طاہر آزاد صاجزادہ محمد جمیل صاحب اور صاجزادہ قاری محمد نجیب صاحب حضرت حافظ محمد عبدالرحمٰن صاحب کے صاجزادگان میں ہیں

حضرت قبلہ عالم حضرت ثالث قبلہ حضرت صاحب قدس سرہ العزیز کے صاجزادگان حضرت صاجزادہ محمد دلیل الرحمٰن صاحب و حضرت صاجزادہ محمد حمید الرحمٰن صاحب دونوں کا نہایت کم سنی میں ہی وصال ہو گیا تھا۔ یہ دونوں حضرت رابع قبلہ صاجزادہ محمد عتیق الرحمٰن صاحب کے چھوٹے برادران تھے۔ قبلہ حضرت ثالث حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی تین صاجزادیاں ہیں بڑی صاجزادی صاحبہ جو حضرت والا شان صاجزادہ پیر محمد حبیب الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی کی بڑی ہمشیرہ ہیں کی قیام گاہ دینہ میں ہے اور دو صاجزادیاں حضرت رابع صاجزادہ پیر محمد عتیق الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی چھوٹی ہمشیران ہیں۔ بحمد اللہ تعالیٰ قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ نے ایک صاجزادی صاحبہ کی رہائش دربار عالیہ ڈھانگری شریف میں خود تعمیر کرا دی تھی اور یہ

حضرت مائی صاحبہ کے ساتھ بڑی تعداد میں طالبات کو درس قرآن اور مستورات میں تبلیغ و ارشاد فرماتی ہیں حضرت رابع قبلہ پیر محمد عتیق الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی کی اہلیہ محترمہ جو پیر طریقت حضرت پیر عبدالسمیع عثمانی مدظلہ العالی دربار عالیہ روپڑ شریف کی صاحبزادی صاحبہ ہیں اس کار خیر میں وہ بھی شریک ہیں حضرت قبلہ عالم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی چھوٹی صاحبزادی صاحبہ برمنگھم یو کے میں قیام پذیر ہیں۔

حرمین پاک کی حاضریاں

حضرت امیر اہل سنت صاحبزادہ صاحب دامت بفیوضکم کے رگ و پے میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر سراہت کئے ہوئے ہے کہ اس محبوب حجازی صلی اللہ علیہ وسلم کے مولد و مسکن کی زیارت کے لئے ہمیشہ سے بے قرار و کمربستہ رہتے ہیں حج بیت اللہ اور روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی حاضری حضور جد امجد قدوۃ السالکین حضرت خواجہ حافظ محمد علی رحمتہ اللہ علیہ اور زبدۃ العارفین حضرت خواجہ محمد فاضل رحمتہ اللہ علیہ اور محترمہ والدہ ماجدہ مدظلہا کے ہمراہ تقریباً پانچ سال کی عمر میں نصیب ہوئی آپ ۱۹۶۴ء کے اوائل میں اپنے جد امجد رحمتہ اللہ علیہ کے ہمراہ روانہ ہوئے حضرت سیدی داتا علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کے دربار گہربار میں حاضری دی رات لاہور میں قیام رہا پھر وہاں سے کراچی کے لئے روانہ ہوئے اور وہاں آپ کے والد لاثانی اور والدہ ماجدہ بھی پہنچ گئے چند یوم ضروری کاغذات کی

تکمیل میں صرف ہوئے اور پھر حرمین طیبین کے لئے روانگی ہوئی والد گرامی حضور قبلہ عالم رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے کندھوں پر اٹھا کر تمام مناسک حج ادا کرائے۔ اسی دوران مکہ مکرمہ میں معروف علمی شخصیت علامہ عبدالحامد بدایونی رحمتہ اللہ علیہ جد امجد اور والد گرامی رحمتہ اللہ سے ملاقات کے لئے آئے تو آپ کو دیکھ کر پوچھا میاں صاحبزادے کیا پڑھتے ہو؟ آپ نے فوراً ایک سورۃ سنائی۔ اتنی چھوٹی سی عمر میں اس طرح قرآن کی سورۃ سن کر علامہ بدایونی متعجب بھی ہوئے اور مسرور بھی پھر خوش ہو کر ایک ریال انعام دے کر مبارک باد بھی دی

حاجی کون کہے گا

آپ نے اپنے والد گرامی رحمتہ اللہ علیہ کے کندھوں پر بیٹھ کر حج کے تمام مناسک پوری خوبی اور اہتمام کے ساتھ ادا کئے آپ کا جذبہ شوق دیدنی تھا اسی اثنا میں کچھ دیر خاموش رہے اور پھر جد امجد حضرت ثانی رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کی باباجی آپ تو بڑے ہیں اس لئے حج کے بعد لوگ آپ کو حاجی صاحب کہا کریں گے میں تو بہت چھوٹا ہوں بھلا مجھے حاجی کون کہے گا؟ آپ نے الفاظ کچھ ایسے پر درد اور پرسوز لہجے میں کہے کہ حضرت جد امجد کا دریائے رحمت جوش میں آگیا ہونہار نور نظر پر نازاں بھی ہوئے اور پھر غور سے چہرے پر نگاہیں جما کر فرمایا ہمارے متعلق تو بہت کم لوگ جانتے ہوں گے کہ حاجی ہیں لیکن آپ کو ہی لوگ حاجی صاحب کے لقب سے پکاریں گے وہ دن اور آج کا دن احباب و متعلقین آپ کے اسم گرامی سے کم ہی واقف ہیں صرف

حاجی صاحب کے لقب سے پکارتے اور جانتے ہیں ایسا کیوں نہ ہو کہ یہ اس ہستی کے الفاظ ہیں کہ لوگوں نے خود مشاہدہ کر لیا کہ وہ مر کر بھی زندہ ہیں تو ان کے الفاظ کب مر سکتے ہیں

فی البدیہ جواب

دوران حج ایک دن آپ حرم محترم میں اپنے والد گرامی اور جد امجد رحمتہ اللہ علیہ کے ہمراہ بیٹھے ذکر میں مشغول تھے ہندوستان کے ایک جید عالم دین نے دیکھا اور پوچھا برخوردار اللہ کو دیکھا بھی ہے کہ ویسے ہی اللہ اللہ کرتے جا رہے ہو؟ یہ الفاظ از راہ تفنن طبع فرماتے تھے آپ نے فوراً معصومانہ انداز میں جواب دیا ہاں لیکن یہاں اللہ کے گھر میں وہ عالم یہ برجستہ جواب اور انداز دیکھ کر حیران رہ گئے۔

حضرت رابع قبلہ صاحبزادہ پیر محمد عتیق الرحمٰن مدظلہ العالی نے اب تک حرمین شریفین کے ۹ سفر کئے ہیں آپ نے ۱۹۶۴ء میں اپنے جد امجد و والد گرامی رحمتہ اللہ علیہما اور اپنی والدہ ماجدہ مدظلہا کے ساتھ حج ادا کیا اس وقت آپ کی عمر ۵ سال تھی اور والد گرامی نے اپنی آغوش میں لے کر حج ادا کرایا ۱۹۹۱ء میں آپ نے دوسرا حج ادا کیا اس کے علاوہ ۷ سفر حرمین شریفین کی حاضریوں و عمرہ کے لئے کئے ابھی ۲۱ شعبان المعظم ۱۴۱۷ھ ۲ جنوری ۱۹۹۷ء آپ نے حرمین شریفین کا سفر کیا عمرہ ادا کیا اور مدینہ پاک حاضری دی حضور قبلہ عالم حضرت ثالث قبلہ حضرت صاحب قدس سرہ العزیز کے ایک خاص مرید اور حضرت رابع پیر محمد

عتیق الرحمٰن کے منظور النظر سنگی چوہدری خادم حسین صاحب ایسروالوں نے اس سارے سفر کا اہتمام کیا اور خود بھی ساتھ رہے اس سفر میں صوفی عبدالخالق صاحب ڈہانگری شریف والے اور صوفی عبدالخالق میرائی والے بھی آپ کے ساتھ تھے آپ بطور خاص ابواء شریف بھی گئے اور حضور اکرم نور مجسم رحمتہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت مائی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر شریف پر حاضری دی اور کافی دیر وہاں ٹھہرے۔

توجہ اور عنایت

حضور قبلہ عالم حضرت خواجہ پیر محمد فاضل ؒ کا قبلہ صاجزادہ صاحب دامت برکاتہم العالی کی تعلیم و تربیت کے لئے دلچسپی کے اظہار کے بطور نمونہ اپنے دست مبارک سے تحریر کردہ ذاتی ڈائری کے چند صفحات ملاحظہ فرمائیں۔
اس وقت صاجزادہ صاحب کا بچپن تھا اور اپنے والد گرامی سے قرآن مجید پڑھ رہے تھے۔

سیاسی و قومی خدمات

حضرت امیر اہل سنت پیر محمد عتیق الرحمان دامت برکاتہم العالیہ کو اللہ پاک نے جن گوناگوں صلاحیتوں سے سرفراز فرمایا ہے اس کی نظیر و مثال ناممکن نہیں تو انتہائی دشوار تر ضرور ہے۔ آپ نے جہاں علم و عرفاں خطاب و بیاں' ریاضت و مجاہدات' خدمت خلق اور اشاعت دین کے میدانوں میں نقوش دوام ثبت فرمائے ہیں وہاں میدان سیاست میں بھی اپنا لوہا منوایا ہے لیکن آپ مروجہ شتر بے مہار سیاست دوران نہ کبھی قائل رہے نہ ہی کبھی اسے اپنا مطمع نظر بنا کر درخور اعتنا سمجھا نہ کبھی اپنا دامن اس آلائش میں ملوث کیا اور نہ اہل دول کا ساتھ دیا بلکہ آپ تو جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی" کے پیش نظر آپ سیاست امور مملکت و انداز خدمت کے اس پیمانہ کو سمجھتے ہیں جو صدیق اکبر' فاروق اعظم' عثمان غنی' مولائے علی اور عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے قائم فرمایا تھا یا پھر محمود غزنوی' سلطان صلاح الدین ایوبی اور اورنگزیب عالمگیر رحمھم اللہ اجمعین نے اختیار کیا تھا آپ نے دین قوم اور ملک کی انہی خدمات کو سیاست سمجھا' سیاست جانا اور سیاست کہا اور پھر انہیں اپنایا آپ نے غلط کاران سیاست کو للکارا ان کے افکار و اعمال کی تباہ کاریوں سے پردہ اٹھایا اور دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بقا' تحفظ ناموس رسالت اور نفاذ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کا نہ صرف زبانی کلامی مطالبہ کیا بلکہ اس کے لئے اپنی تمام قوت و صلاحیت کو بروئے کار لانے کا دو

ٹوک اعلان فرمایا۔ آپ کی آواز کسی ایک فرد یا کسی ایک جماعت کی آواز نہ تھی بلکہ شمع رسالت کے پروانوں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانوں اور آپ کے ایک اشارہ ابرو سے عصمت نبوت پہ کٹ مرنے والے ایک عوامی سیلاب کی آواز تھی اسی لئے ایوان اقتدار میں یکدم زلزلہ سا آگیا ارباب حکومت پر سکتہ طاری ہو گیا ان کے ہوش و حواس اڑ گئے اور اپنے تمام ناپاک ہتھکنڈے آزمانے کے بعد جھنجھلاہٹ میں آپ کو گرفتار کر کے پابند سلاسل کرنے کا اقدام ہی نہ کیا بلکہ بدنام زمانہ دلائی کیمپ لے جایا گیا۔ لیکن سلسلہ مجددیہ کی اس کڑی کے عزم و استقلال' ہمت و جرات طاقت و قوت اور غیرت ایمانی کے اس شاہکار کے ساتھ ایسا سلوک کرنے کے نتائج و عواقب فوراً ہی تیرہ دماغان حکمرانوں نے محسوس کر لئے اور کسی بڑے طوفان ردعمل کے خوف سے لرزہ براندام ہو گئے اور ۲۶ جون ۱۹۷۶ء کو گرفتار کر کے جوں ہی دلائی کیمپ پہنچایا گیا دوسرے ہی دن اگلے قدم سے حکومت نے رجوع کر لیا اور آپ کو رہا کرنے میں ہی اپنی عافیت سمجھی

جموں و کشمیر سنی کانفرنس کا انعقاد

۳ صفر المظفر ۱۴۰۵ھ بمطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۸۴ء کو آپ ہی کی کاوشوں سے میرپور کے قائداعظم اسٹیڈیم کے وسیع و عریض میدان میں جموں و کشمیر سنی کانفرنس منعقد ہوئی صرف میرپور ہی نہیں پوری وادی کشمیر میں چشم فلک نے پرستاران توحید اور عاشقان شمع رسالت کے پروانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا اتنا بڑا سمندر کبھی نہ دیکھا ہو گا اس دن پاکستان اور آزاد کشمیر سے کشمیری عوام کے سارے قافلے اور سارے راستے میرپور جا رہے تھے۔ درختوں کی سرسبزی و شادابی کو سبز پرچم پر گنبد خضریٰ کی تابانی نے ماند کر دیا تھا۔ عالم تصوف و روحانیت' زینت ہائے آستانہ جات دنیائے علم و فضل کے تابندہ ستارے جہان عقل و خرد کے شہسوار محراب و منبر کے وارثان علم و عمل کے سارے شگفتہ پھول فہم و ادراک کے سارے دھارے میرپور میں پھوٹتے تھے غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمتہ اللہ علیہ قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی دامت برکاتہم العالی' مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی مدظلہ العالی' پیر سید برکات احمد شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ جلال پور شریف پیر محبوب الرحمان رحمتہ اللہ علیہ عید گاہ شریف راولپنڈی

پیر آفتاب احمد قاسمی رحمتہ اللہ علیہ موہڑہ شریف' پیر علاؤ الدین صدیقی دامت فیوضکم العالی نیریاں شریف میاں جمیل احمد صاحب مدظلہ العالی شرقپور شریف مولانا مفتی مختار احمد نعیمی رحمتہ اللہ علیہ حضرت مولانا سعید احمد صاحب رحمتہ

اللہ علیہ خطیب داتا دربار لاہور پیر اعظم شاہ صاحب مدظلہ العالی گڑھی شریف اور لاتعداد مشائخ عظام و علماء کرام جمع ہوئے اور مسئلہ کشمیر تحریک آزادی کشمیر تحریک نفاذ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور تبلیغ و اشاعت مسلک اہل سنت کے لئے متفقہ لائحہ عمل مرتب کیا گیا۔ بہت اہم اور جامع منصوبے ترتیب دیئے گئے اور ان تمام اکابرین نے حضرت امیر اہل سنت صاحبزادہ صاحب دامت فیوضکم العالی کی ولولہ انگیز قیادت پر اعتماد کا اظہار کیا اور آپ کی سعی و کاوشوں کو داد و تحسین پیش کرتے ہوئے ریاست جموں و کشمیر کی آزادی اور مسلک حقہ کے لئے آپ کے وجود کو نعمت غیر مترقبہ قرار دیتے ہوئے بھرپور حمایت و تعاون کا یقین دلایا۔

جمیعت علماء جموں و کشمیر کی تشکیل جدید

جمیعت علماء جموں و کشمیر کے نام سے ایک جماعت موجود تو تھی لیکن عملاً اس کا عدم اور وجود برابر تھے ۷ اگست ۱۹۷۷ کو مرکزی جامع مسجد میرپور میں کچھ اہل درد علماء و مشائخ کا ایک بھرپور اجتماع ہوا جس میں جمیعت کو فعال بنانے اور نفاذ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تیز تر کرنے کے لئے غور و خوض ہوا بڑے غور و حوض کے بعد جہاندیدہ اور بزرگ عالم دین شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد عالم صاحب نے تجویز پیش کی کہ حضور قبلہ صاحبزادہ صاحب کو جمیعت کا ناظم اعلیٰ منتخب کر لیا جائے تو جمیعت اپنے دینی و ملی مقاصد حاصل کر سکے گی چنانچہ اس تجویز کے آتے ہی تمام علماء و مشائخ نے نہایت پرجوش انداز میں متفقہ طور پر بھرپور تائید کی اور اس طرح ایک مذہبی سیاسی جماعت کی تقریباً تمام تر ذمہ داریاں آپ کے کندھوں پہ آن پڑیں۔ آپ نے جمیعت کے لئے جو انتھک جدوجہد کی اس نے جمیعت کو تھوڑے ہی عرصہ میں بام عروج تک پہنچا دیا۔

جموں و کشمیر قومی اتحاد

۵ ستمبر ۱۹۷۷ء کو راولپنڈی میں آزاد جموں و کشمیر کی چھ سیاسی جماعتوں کا ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں جموں و کشمیر قومی اتحاد تشکیل دینے کا فیصلہ ہوا اس اتحاد کا نظام چلانے کے لئے غور و خوض کیا گیا تو تمام جماعتوں اور ان کے راہنماؤں کی نگاہ انتخاب آپ پر ہی ٹھہری اور اس طرح یہ اہم قومی ذمہ

داری بھی آپ کے کندھوں پہ آن پڑی۔ آپ نے جس تندہی سے اتحاد کے کام کو آگے بڑھایا بڑے بڑے منجھے ہوئے سیاستدان اس پر انگشت بدنداں رہ گئے۔ آپ نے قومی اتحاد کے جنرل سیکرٹری کی حیثیت سے اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا۔

جمیعت علماء جموں و کشمیر کی صدارت

۱۴ دسمبر ۱۹۸۳ء کو میرپور میں جمیعت علماء جموں و کشمیر کا ایک اہم اجلاس ہوا جمیعت کے دونوں دھڑے موجود تھے اور سب نے متفقہ طور پر آپ کو جمیعت کا صدر منتخب کیا اس کے بعد آپ جمیعت کے قائد کی حیثیت سے مسلک اہل سنت کے تحفظ اور نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عملی نفاذ کی جدوجہد میں بھرپور کاوشیں فرماتے رہے۔

حضور قبلہ عالم حضرت محمد فاضل رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد خانقاہی ذمہ داریوں کی وجہ سے آپ جمیعت کی ذمہ داری سے سبکدوش ہو گئے لیکن مورخہ کو اسلام آباد میں علماء و مشائخ کے ایک بھرپور اجتماع میں ان کے شدید اصرار پر آپ نے بادل ناخواستہ جمیعت کی صدارت کا عہدہ دوبارہ قبول فرمالیا۔

اور ۱۰ مارچ ۱۹۹۶ء کو میرپور میں جموں و کشمیر علماء کنونشن منعقد کیا جس میں پوری ریاست آزاد جموں و کشمیر اور پاکستان میں مقیم مہاجرین کے تمام قابل ذکر علماء و مشائخ نے بھرپور شرکت کی اور تمام نے متفقہ طور پر تحریک آزادی کشمیر ملک میں نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کی عملی جدوجہد کرنے

اور ملکی سیاسی صورت حال کے پیش نظر آپ کے اقدام کی مکمل حمایت کی اور آئندہ کے لئے بھرپور تعاون کی یقین دھانی کرائی۔ تمام نے متفقہ طور پر آپ کی قیادت پر اعتمو کا اظہار کیا اور آپ کی پالیسیوں کی منظوری کے ساتھ ساتھ آئندہ کے لائحہ عمل کا اختیار بھی دیا۔

۲۶ اپریل ۱۹۸۵ء جمعہ المبارک کو اسلام آباد میں آزاد کشمیر کے بانی صدر سردار محمد ابراہیم خان کی قیام گاہ پر آزاد کشمیر کی سیاسی جماعتوں جن میں جمیعت علماء جموں و کشمیر پاکستان پیپلز پارٹی آزاد کشمیر محاذ رائے شماری' جمیعت علماء اسلام جموں و کشمیر تحریک استقلال آزاد کشمیر پیپلز نیشنل پارٹی لبریشن فرنٹ اور مسلم کانفرنس غازی گروپ نے آزاد کشمیر میں بحالی جمہوریت کے لئے ایک مشترکہ تنظیم' تحریک بحالی عوامی حقوق (ایم آر پی) قائم کی اور اتفاق رائے سے سردار محمد ابراہیم خان صدر اور حضرت صاحبزادہ پیر محمد عتیق الرحمٰن صاحب سیکرٹری جنرل منتخب ہوئے تھے۔

صدر جنرل ضیاء الحق مرحوم کے ساتھ مذاکرات

حضرت امیر اہل سنت نے آزاد جموں و کشمیر قومی اتحاد اور جمیعت علماء جموں و کشمیر کی نمائندگی کرتے ہوئے متعدد مرتبہ چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر اور صدر جنرل ضیاء الحق سے ملاقاتیں کیں اور قومی و ملکی امور پر مذاکرات کئے کبھی یہ ملاقاتیں وفود کی صورت میں ہوتیں اور کبھی تنہا آپ ہی تشریف لے جاتے' ایک اہم ترین ملاقات میں غلام اسحاق خان اور لیفٹیننٹ جنرل

ریٹائرڈ فیض علی چشتی بھی موجود تھے آپ نے دو ٹوک الفاظ میں جنرل ضیاء الحق مرحوم سے ملک میں فوری طور پر نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عملی نفاذ کا مطالبہ کیا جسے جنرل صاحب نے زبانی طور پر تو منظور بھی کیا لیکن عملاً کچھ نہ کر سکے۔

آپ نے جنرل صاحب سے بھرپور طور پر مطالبہ کیا کہ آزاد جموں و کشمیر میں اسلامی نظریاتی کونسل تشکیل دی جائے جو اسلامی قوانین کے لئے ٹھوس کام کرے۔ انہوں نے آپ کو پاکستان کی اسلامی نظریاتی کونسل کی رکنیت قبول کرنے کی پیش کش کی لیکن آپ نے انکار فرما دیا اور فرمایا کہ ریاست جموں و کشمیر کی اپنی علیحدہ حیثیت ہے اور جب تک مقبوضہ جموں و کشمیر آزاد ہو کر پاکستان کے ساتھ شامل نہ ہو جائے اس وقت تک آزاد جموں و کشمیر میں کسی قسم کے تغیر و تبدیل کی اجازت نہیں دی جا سکتی چنانچہ آپ کے استدلال اور مطالبہ پر آزاد جموں و کشمیر نظریاتی کونسل معرض وجود میں آئی جو اپنا کام اب تک مسلسل انجام دے رہی ہے اس کی تمام تفصیلات قومی اخبارات میں چھپ چکی ہے۔ اس کے علاوہ صدر پاکستان کے ساتھ تحریک آزادی کشمیر اور دیگر اہم نوعیت کے قومی و ملی معاملات پر مذاکرات اور تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ آپ نے ہمیشہ بلا لحاظ عہدہ و منصب کھری' سیدھی اور سچی بات کی اور کسی قسم کی لگی لپٹی نہیں رکھی۔ یہی وجہ ہے کہ بعض سیاسی رہنما اور حکمران آپ کی مخالفت پر کمربستہ رہنے کے باوجود آپ کی صداقت' سیادت اور سیاست کے ہمیشہ مداح رہے ہیں۔

تحریک آزادی کی جدوجہد

آپ نے ہمیشہ تحریک آزادی کشمیر کے لئے انتھک جدوجہد کی راولپنڈی میں ایک زبردست احتجاجی ریلی منعقد ہوئی اقوام متحدہ کے مبصرین کو یاد داشتیں پیش کیں مختلف اجتماعات اور کانفرنسوں میں شرکت کی لیکن آپ کا شروع سے موقف اور نعرہ ہے کہ "تسخیر کشمیر بزور شمشیر" مورخہ کو راولپنڈی میں آل جموں و کشمیر سنی جہاد کونسل جو آپ ہی کے مشورہ اور تعاون سے قائم ہوئی تھی اس کے اکابرین اور علماء و مشائخ نے آپ کو جہاد کونسل کا امیر اعلیٰ منتخب کیا آپ نے عدم فرصتی کا جواز پیش کیا لیکن تمام اکابرین کے فیصلے اور اصرار کی وجہ سے آپ نے یہ منصب قبول فرمالیا۔ اور تحریک آزادی کے لئے جدوجہد کو مزید آگے بڑھایا مظفر آباد' میرپور کوٹلی' راولا کوٹ' گجرات' گوجرانوالہ' ملتان' سیالکوٹ لاہور اور کراچی میں جہاد کشمیر کانفرنسیں منعقد کیں آل جموں و کشمیر سنی جہاد کونسل کے عسکری شعبہ حزب المصطفیٰ اور جہادی تنظیم البرق کو متحد فرمایا اور البرق کی سرپرستی بھی آل جموں و کشمیر سنی جہاد کونسل کرنے لگی۔

علاوہ مظفر آباد اور راولپنڈی میں مختلف جماعتوں کے مشترکہ اجتماعات میں مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے متحدہ و متفقہ لائحہ عمل اختیار کرنے کی ضرورت آپ ہی نے پیش فرمائی تھی

مختصر سوانح حیات

پیر طریقت حضرت مولانا
صاحبزادہ پیر محمد حبیب الرحمان مدظلہ العالی

حضور قبلہ حضرت خواجہ پیر محمد فاضل صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے لخت جگر پیر طریقت حضرت صاحبزادہ پیر محمد حبیب الرحمن صاحب مدظلہ العالی کی ولادت ۴ اگست ۱۹۵۳ء کو ڈھنگروٹ شریف میں ہوئی۔ حضور قبلہ حضرت حافظ محمد شفیع صاحب رحمتہ اللہ علیہ آپ کے حقیقی نانا جان تھے حضور قبلہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے فرزند ارجمند صاحبزادہ پیر محمد حبیب الرحمٰن صاحب کو ۴ سال کی عمر میں ڈھنگروٹ شریف سے فیض پور شریف لے آئے تھے۔ اور تعلیم و تربیت کو خود نگرانی فرمائی۔ اور ازاں بعد جامعہ محمدیہ جھنگ پاکستان جامع حنفیہ دو دروازہ سیالکوٹ' دارالعلوم قادریہ جیلانیہ ٹینچ بھاٹہ راولپنڈی محمد جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور میں دینی علوم کی تکمیل کی مختلف علوم و فنون کے نامور اساتذہ سے زانوئے تلمذ طے کر کے درس نظامی کی تکمیل دورہ حدیث جامعہ نعیمیہ لاہور میں پڑھا ازاں بعد حضور قبلہ عالم حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیعت فرمایا اور سلاسل طریقت کی اجازت و خلافت عطا فرمائی۔ اور آپ انگلینڈ تبلیغ و اشاعت کے لئے تشریف لے گئے بحمد للہ تعالیٰ انگلستان کے شہر بریڈ فورڈ میں ایک عظیم الشان اسلامی و روحانی فیضان مرکز صفتہ الاسلام حیات العلوم کی بنیاد رکھی اور اسے انگلستان کے خطے میں اپنے بزرگان دین کے فیضان کا عکس کامل ثابت کر دکھایا۔ جہاں جمعۃ المبارک پانچ وقت نماز باجماعت ماہانہ گیارہویں شریف اور سالانہ عرس مبارک کا وسیع انتظام و انصرام موجود ہے اور بالخصوص لنگر شریف کا وسیع انتظام بھی ہے صفتہ الاسلام بریڈ فورڈ کی عمارت کے اندر پہنچ کر

ڈھانگری شریف کا نقش سامنے آ جاتا ہے علماء و مشائخ میں سرزمین یورپ کے اندر اپنی انفرادیت قائم کرنے کا اعزاز بھی پیر طریقت حضرت صاجزادہ پیر محمد حبیب الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی کو حاصل ہے آپ کے صاجزادگان حضرت صاجزادہ محمد عرفان الحق المعروف مدنی صاحب حضرت صاجزادہ محمد انوار الحق المعروف قادری صاحب حضرت صاجزادہ محمد اسرار الحق المعروف اویسی صاحب آپ سے تعلیم و تربیت کے حصول میں ہیں اللہ تعالیٰ اس گلستان کو سرسبز و شاداب اور پورے عالم کو اس کی خوشبو سے مہکا دے۔

درس قرآن

دربار عالیہ ڈھنگروٹ شریف میں اعلیٰ حضرت حضور قبلہ حافظ جی صاحب خواجہ محمد حیات نور اللہ مرقدہ کا حصول علم سے لے کر اپنے وصال مبارک تک قرآن مجید کا درس پڑھاتے۔ حفظ کرانے، منزلیں سننے اور ہر سبق کے ساتھ گزشتہ سات سبق سننے کا معمول تھا یہی وجہ ہے کہ آپ کا بیشتر وقت اس میں گزر جاتا اور علم پڑھانے کے ساتھ ساتھ علماء کی تربیت پر بھی پوری توجہ رکھتے۔ آپ کے تلامذہ نمازوں کے پابند اور اکثر تہجد گزار بھی تھے اور آپ نے اپنے تلامذہ متعلقین اور متوسلین کی یہ تربیت وصال شریف کے دن تک جاری رکھی۔ حضرت ثانی غوث زماں حضرت خواجہ حافظ محمد علی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے والد گرامی قدر رحمتہ اللہ علیہ کے اس مشن کو جاری رکھا اور درس و تدریس خود بھی فرماتے رہے حضرت ثالث طالب علموں کے تلفظ کی درستگی کی طرف زیادہ توجہ فرماتے یہی وجہ ہے کہ آپ سے پڑھے ہوئے خوش نصیب ملک کی بڑی سی بڑی محافل میں بھی جا کے اپنے اس کمال پر داد تحسین حاصل کرتے ہیں حضرت ثالث حضور قبلہ حضرت پیر محمد فاضل نور اللہ مرقدہ نے آستانہ عالیہ کی دیگر بے پناہ مصروفیات کے باوجود وقت نکال کر علم حدیث اور درس نظامی بھی پڑھایا اور قرآن مجید سے محبت کا یہ عالم کہ وصال پاک سے پندرہ منٹ قبل سترہ طلبہ کی ایک کلاس کو ترجمہ پڑھایا اور ساتھ دینی مسائل سمجھائے حضرت رابع حضرت پیر محمد عتیق الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی نے اس عشق کو آج بھی جاری رکھا ہوا ہے اور طلبہ کی ایک جماعت کو

روزانہ قرآن مجید کا درس پڑھاتے ہیں اور الفاظ کی صحیح ادائیگی کے لئے پوری جماعت کو مشق بھی کراتے ہیں حضرت ثالث حضرت پیر حافظ فاضل صاحب قدس سرہ العزیز کے زمانہ کے آغاز سے لے کر اب تک حفظ و ناظرہ کے علاوہ دربار شریف میں درس کتب کا پورا نصاب بھی پڑھایا جاتا ہے۔ اور خاص اس کے لئے ایک جید عالم ہمہ وقت موجود رہتے ہیں۔ مولانا محمد شفیق الرحمن صاحب ہزاروی مولانا فاضل صاحب رضوی مولانا محمد عالم صاحب مولانا ابوالاسادات قاضی محمد اعظم صاحب فاضل عربی مولانا محمد عصمت اللہ صاحب مولانا محمد صدیق صاحب سالک ہزاروی مولانا حافظ محمد یونس صاحب مختلف ادوار میں آستانہ عالیہ میں قیام پذیر رہ کر حضور قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کی زیر نگرانی یہ خدمت سرانجام دیتے رہے ہیں۔ اور اس وقت مولانا محمد رفیق صاحب رضوی یہ ذمہ داری اور کر رہے ہیں حفظ و ناظرہ کے لئے ممتاز و باعمل حفاظ ہمیشہ آستانہ عالیہ پر موجود رہے ہیں ان میں پاکستان کے مایہ ناز قاری الحافظ قاری محمد علی نقشبندی مجددی گجراتی رحمتہ اللہ علیہ بھی شامل ہیں۔ ڈھنگروٹ شریف میں علم حاصل کرنے والوں میں دو ہستیاں جو ظاہری آنکھوں سے محروم تھیں اور قرآن ان کے سینے میں اتر گیا تھا بطور خاص قابل ذکر ہیں حافظ اللہ داد صاحب رحمتہ اللہ علیہ اور حافظ لعل دین صاحب رحمتہ اللہ علیہ کوٹلی حافظ اللہ داد صاحب اپنے وصال سے کچھ عرصہ قبل ڈہانگری شریف میں قیام کر کے کلاسیں ہی پڑھاتے رہے اور اس دوران ان کا وصال ہوا۔ یہاں اس بات کا ذکر بھی ضروری ہے کہ حضرت ثالث حضور قبلہ عالم

حضرت خواجہ پیر محمد فاضل رحمتہ اللہ علیہ کے لخت جگر عالم جلیل حضرت مولانا صاحبزادہ حبیب الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی جن کا برطانیہ میں قیام ہے برطانیہ کے شہر بریڈ فورڈ میں صفتہ الاسلام کے نام سے ایک عظیم دینی مرکز کی بنیاد رکھی ہے جس میں قرآن مجید اور علوم اسلامیہ کی کتب پڑھنے والے کثیر تعداد میں مستفید ہو رہے ہیں اور اب تک کئی خوش نصیب قرآن مجید حفظ بھی کر چکے ہیں۔ اور یہ سلسلہ روز بروز تقویت پا رہا ہے۔

تواریخ وصال باکمال حضرات خواجگان باؤلی شریف

حضرت باباجی صاحب خواجہ محمد خان عالم رحمتہ اللہ علیہ

۱۳ فروری (۱۸۷۲ء) بروز منگل وار

حضرت خواجہ محمد بخش رحمتہ اللہ علیہ المعروف حضرت صاحب لندے والے

۱۰ فروری (۱۸۹۵ء) بروز اتوار

حضرت خواجہ غلام محی الدین رحمتہ اللہ علیہ المعروف حضرت صاحب چڑہدے والے

۱۴ فروری (۱۹۱۲ء) بروز بدھ وار

حضرت صاحبزادہ محمد غوث رحمتہ اللہ علیہ

۲۶ ربیع الثانی (۱۳۳۱ھ) مطابق ۸ جون ۱۹۰۷ء بروز ہفتہ

تواریخ وصال باکمال مشائخ عظام گوہڑہ سیداں شریف

حضرت پیر سید محمد نیک عالم شاہ رحمتہ اللہ علیہ

۲۳ ربیع الاول (۱۳۱۹ھ) بروز جمعرات

حضرت پیر سید رکن عالم شاہ رحمتہ اللہ علیہ

۲۰ جون ۱۹۵۲ء

تاریخ وصال باکمال حضرت اعلیٰ رواتڑہ شریف

حضرت پیر سید لطف شاہ رحمتہ اللہ علیہ

۱۱ مئی (۱۹۰۴ء) بروز ہفتہ

تواریخ وصال باکمال حضرات آوان شریف

حضرت قبلہ غریب نواز قاضی سلطان محمود رحمتہ اللہ علیہ

یکم شعبان المعظم (۱۳۳۷ھ) مطابق ۲ مئی (۱۹۱۹ء) بروز جمعہ المبارک

قبلہ حضرت ثانی حضرت قاضی محبوب عالم رحمتہ اللہ علیہ

۲۰ صفر المظفر (۱۴۰۳ھ) ۷ دسمبر (۱۹۸۲ء) مطابق ۲۲ مگھر (۲۰۳۹) بکرم بروز منگلوار

تاریخ وصال باکمال مجذوب ڈھنگروٹ شریف

حضرت سائیں نور مجذوب رحمتہ اللہ علیہ

۵ زوالحجہ (۱۳۳۶ھ) مطابق ۱۹۱۷ء

تواریخ وصال باکمال حضرات خواجگان ڈھنگروٹ شریف/ ڈہانگری شریف

حضور سیدی قبلہ عالم حضرت ثالث حضرت خواجہ محمد فاضل صاحب قدس سرہ العزیز

۳۰ شوال المکرم (۱۴۱۱ھ) ۱۵ مئی (۱۹۹۱ء) مطابق ۲ جیٹھ ۲۰۲۸ بکرم بروز بدھ وار

حضور قبلہ عالم حضرت ثانی حضرت خواجہ حافظ محمد علی صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

۶ ربیع الثانی (۱۳۸۴ھ) ۱۴ اگست (۱۹۶۴ء) مطابق ۳۱ ساون ۲۰۲۱ بکرم بروز ہفتہ

قبلہ عالم حضرت اعلیٰ حضرت خواجہ حافظ محمد حیات رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

۳ ربیع الاول (۱۳۳۵ھ) مطابق ۱۹۱۶ء بروز جمعہ المبارک

بیاد گار

حضور سیدی و مرشدی قبلہ عالم حضرت صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

از قلم میاں محمد حسین راہی جماعتی گلفروشی وزیر آباد (تحریر ستمبر ۱۹۶۴ء)

ذکر کلمہ شریف

نوری مجلس وچہ منظوری اے — نوری مجلس وچہ حضوری اے — ہوندی ہر اک مراد پوری اے — پڑھ لا الہ الا اللہ
ویلا نوری ایہ نوری مہینہ ایں — ایہ مسجد انوار مدینہ ایں — روشن کرے اپنا سینہ ایں — پڑھ لا الہ الا اللہ
ہے فیض پور شریف میاں — میرپور دی جگہ لطیف میاں — کہ اللہ نبی دی تعریف میاں — پڑھ لا الہ الا اللہ
کھڑیا باغ محمد علی دا اے — سوہنا ہر پھل ایس ولی دا اے — جلوہ طوری ولی دی گلی دا اے — پڑھ لا الہ الا اللہ
ایتھے نور خدا دا وسدا اے — عرس پاک دا منظر و سدا اے — عشق والیاندے دل کسدا اے — پڑھ لا الہ الا اللہ
ایتھے فیض قطب ربانی دا — ایتھے فیض محبوب سبحانی دا — شیخ عبدالقادر جیلانی دا — پڑھ لا الہ الا اللہ
مجددیہ قادریہ درس میاں — طالب علی خاں (علماں) نے کھانا ترس میاں — دل کرے اپنا عرش میاں — پڑھ لا الہ الا اللہ
حافظ جی نور کھنڈا گئے نے — دریا علم دے اوہ چلا گئے نے — آوندے رہیا جے ایہ فرما گئے نے — پڑھ لا الہ الا اللہ

چادر شریف

ملے علی دیاں نعتاں تمیں ایہ چادر چڑھائی جاندی اے
دراصل اے خواجہ تیری ایہ یاد منائی جاندی اے

تیری جدائی دا لایا جلسہ اے تیریاں گلاں کر کر روندے ہاں
ایہ خواجہ تسلی کر دل دی جند روگ لگائی جاندی اے

موتی سخن دے پروتے نے بھرے ابر رحمت دھوتے نے
زینت تیرے پاک روضے دی پڑھ نعت بنائی جاندی اے

تیرے عاشق در تے آئے نے عالم فاضل وے رتبے پائے نے
تساں لکھاں دے بخت جگائے نے فیض دنیا پائی جاندی اے

مخانہ تیرا آباد رہے ے خوار تیرا ہر شاد رہے
قائم دل وچ تیری یاد رہے لکھ نظم سنائی جاندی اے

تیری چادر دیاں چارے کنیاں نے پھڑیاں دل نال ہمناں سنگیاں نے
جھولی بھر دے نال مرا داندے ایہ صدا لگائی جاندی اے

اٹھا پردہ دکھا جلوہ اے خواجہ تمنا دل دی اے
عقیدت دے پھل گلفروش لیایا تیری بزم سجائی جاندی اے

فیض پور والڑیا

تیری عظمت شان نیاری فیض پور والڑیا — تیرا روضہ جنت باری فیض پور والڑیا
میں آیا تیرے در تے میرا خالی دامن بھر دے — تیرے فیضوں چشمہ جاری فیض پور والڑیا
باولی شریف ہے نسبت تیری آوان شریف ہے قسمت تیری — جاواں تیرے توں بلہاری فیض پور والڑیا
قرآن پاک پڑھایا توں طریقت دا سبق سکھایا توں — توں نور بنائے کئی ناری فیض پور والڑیا
تیری مہک پھیلی جگ تے رب دا کرم تیرے سگ تے — تیرے در دے کمن بھکاری فیض پور والڑیا
ساتھوں پا گئیوں لمی جدائی عاشق تیرے دیہن دوہائی — چن مکھڑا دکھا اک واری فیض پور والڑیا
چر نہ لا دیں جھبدی آویں دید کراویں کرم کماویں — تیری سجی اے محفل پیاری فیض پور والڑیا
پیر دے چن وچہ پیا آوازہ وسدی بارش ہو یا جنازہ — تیری نال بہار تیاری فیض پور والڑیا
تیری ہر دم یاد ستاوے کون بھلے تے کون بھلاوے — پئی اڈیکے خلقت ساری فیض پور والڑیا
آجا آجا میرا سجناں تیرے نباں کس پردہ کجناں — کن دھرکے سن میری زاری فیض پور والڑیا
تینوں اللہ دی منظوری تینوں ہو یا فیض حضوری — تیرے اتے ہے رحمت بھاری فیض پور والڑیا
تیرا خاندان اے نیارا تیرا فاضل شریف پیارا — توں سب دی ہے بیڑی تاری فیض پور والڑیا
گلفروش جماعتی آیا تحفہ پھلاں دا گند لیایا — بن کے تیرا درباری فیض پور والڑیا

شجرہ مبارکہ حضرات پیران طریقت نقشبندیہ مجددیہ زبیریہ سیفیہ فیض پوریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۔ الٰہی بحرمت سید المرسلین شفیع المذنبین خاتم النبیین رحمۃ العالمین سیدنا و شفیعنا و سلطانی الدارین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

۲۔ الٰہی بحرمت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

۳۔ الٰہی بحرمت حضرت سلمان فارسی رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ الٰہی بحرمت حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ

۶۔ الٰہی بحرمت حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

۷۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ بوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ

۸۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ بو علی فارمدی طوسی رحمۃ اللہ علیہ

۹۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ بو یوسف ہمدانوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمود فغنوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۔ الٰہی بحرمت حضرت شاہ علی عزیز رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۔ الٰہی بحرمت حضرت بابا محمد سماسی رحمتہ اللہ علیہ

۱۵۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ میر کلال رحمتہ اللہ علیہ

۱۶۔ الٰہی بحرمت شاہ نقشبند حضرت خواجہ بہاؤالدین بخاری رحمتہ اللہ علیہ

۱۷۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رحمتہ اللہ علیہ

۱۸۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ یعقوب چرخی رحمتہ اللہ علیہ

۱۹۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمتہ اللہ علیہ

۲۰۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد زاہد ولی حصار سمرقندی رحمتہ اللہ علیہ

۲۱۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ درویش محمد رحمتہ اللہ علیہ

۲۲۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد امکنگی رحمتہ اللہ علیہ

۲۳۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ باقی باللہ کابلی ثم دہلوی رحمتہ اللہ علیہ

۲۴۔ الٰہی بحرمت حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی سرہندی رحمتہ اللہ علیہ

۲۵۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمتہ اللہ علیہ

سلسلہ زبیریہ

۲۶۔ الٰہی بحرمت حضرت شاہ حجۃ اللہ سرہندی رحمتہ اللہ علیہ

۲۷۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد زبیر رحمتہ اللہ علیہ

۲۸۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ قطب الدین رحمتہ اللہ علیہ

۲۹۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ جمال اللہ رحمتہ اللہ علیہ

۳۰۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد عیسیٰ رحمتہ اللہ علیہ

۳۱۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ فیض اللہ تیراہی رحمتہ اللہ علیہ

سلسلہ سیفیہ

۲۶۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سیف الدین سرہندی رحمتہ اللہ علیہ

۲۷۔ الٰہی بحرمت نور محمد بدایونی رحمتہ اللہ علیہ

۲۸۔ الٰہی بحرمت حضرت میرزا مظہر جانجاناں دہلوی رحمتہ اللہ علیہ

۲۹۔ الٰہی بحرمت حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ

۳۰۔ الٰہی بحرمت حضرت بو سعید رامپوری رحمتہ اللہ علیہ

۳۱۔ الٰہی بحرمت حضرت احمد سعید رامپوری رحمتہ اللہ علیہ

۳۲۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ نور محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ

۳۳۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ

۳۴۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ

۳۵۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ حافظ محمد علی رحمۃ اللہ علیہ

۳۶۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد فاضل رحمۃ اللہ علیہ

۳۷۔ الٰہی بحرمت حضرت پیر محمد شفیق الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم العالیہ

۳۲۔ الٰہی بحرمت حضرت شاہ محمد عمر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

۳۳۔ الٰہی بحرمت حضرت حاجی محمد نقوی رحمۃ اللہ علیہ

۳۴۔ الٰہی بحرمت حضرت سید پیر محمد نیک عالم شاہ میرپوری رحمۃ اللہ علیہ

۳۵۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ حافظ محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ

۳۶۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ حافظ محمد علی رحمۃ اللہ علیہ

۳۷۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد فاضل رحمۃ اللہ علیہ

۳۸۔ الٰہی بحرمت حضرت پیر محمد شفیق الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم العالیہ

الٰہی بحق مقبولان خویش جملہ حاجات و مشکلات ما آسان کن چونکہ رحمتی وسعت کل شئی وانک ربک واسع المغفرۃ ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا انک علی کل شئی قدیر و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و علی الہ واصحابہ اجمعین

شجرہ مبارکہ حضرات پیران طریقت قادریہ محمودیہ آوانیہ فیض پوریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰھُمَّ اَعطِینِی عِشقِکَ وَمُحَبتِکَ وَحُبَّ حَبِیبِکَ وَحُبَّ عِبَادِکَ الصَّالِحِینَ وَاَحیِنِی عَلٰی سُنَّتِہٖ وَتَوَفَّنِی عَلٰی مِلَّتِہٖ وَاحشُرنِی فِی زُمرَتِہٖ وَسَھِّل لِی یَا اِلٰھِی کُلَّ صَعبٍ فِی الدُّنیَا وَالاٰخِرَۃِ بحرمت شفیع المذنبین رحمۃ العالمین سیدنا و مولانا محمدٍ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

۲۔ و بحرمت سیدنا حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ ورضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۔ و بحرمت حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ و بحرمت حضرت خواجہ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ و بحرمت حضرت خواجہ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ

۶۔ و بحرمت حضرت خواجہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ

۷۔ و بحرمت حضرت خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ

۸۔ و بحرمت حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

۹۔ و بحرمت حضرت خواجہ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۔ و بحرمت حضرت خواجہ عبدالواحد تمیمی رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۔ و بحرمت حضرت خواجہ ابوالفرح طرطوسی رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۔ و بحرمت حضرت خواجہ ابوالحسن الہنکاری رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۔ و بحرمت حضرت خواجہ بو سعید مبارک مخزومی رحمتہ اللہ علیہ

۱۴۔ و بحرمت حضرت سیدنا غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ

۱۵۔ و بحرمت شہنشائے گجرات حضرت خواجہ محمد کبیر الدین شاہدولہ دریائی رحمتہ اللہ علیہ

۱۶۔ و بحرمت حضرت شاہ منور آلہ آبادی رحمتہ اللہ علیہ

۱۷۔ و بحرمت شاہ عالم دہلوی رحمتہ اللہ علیہ

۱۸۔ و بحرمت حضرت شیخ احمد ملتانی رحمتہ اللہ علیہ

۱۹۔ و بحرمت حضرت شاہ جنید پشاوری رحمتہ اللہ علیہ

۲۰۔ و بحرمت حضرت خواجہ محمد صدیق پشاونڑی رحمتہ اللہ علیہ

۲۱۔ و بحرمت حضرت خواجہ حافظ محمد ہشتنگری رحمتہ اللہ علیہ

۲۲۔ و بحرمت حضرت خواجہ محمد شعیب ٹوڈیری رحمتہ اللہ علیہ

۲۳۔ و بحرمت حضرت شیخ عبد الغفور روالئی صورت رحمتہ اللہ علیہ

۲۴۔ و بحرمت حضرت غوث زماں قطب دوراں شہباز لامکان حضرت قاضی سلطان محمود صاحب رحمتہ اللہ علیہ آوان شریف

۲۵۔ و بحرمت قطب تفرید لوائے توحید حضرت خواجہ حافظ محمد علی صاحب رحمتہ اللہ علیہ

۲۶۔ و بحرمت سالار ارباب مجاہدہ پیشرو اصحاب مشاہدہ حضرت خواجہ محمد فاضل صاحب رحمتہ اللہ علیہ

۲۷۔ و بحرمت سیدنا و مرشدنا حضرت پیر محمد عتیق الرحمن صاحب دامت برکاتہم العالیہ

اَدَامَ اللّٰہُ تَعَالیٰ فیوضاتہم العالیہ علینا الیٰ یوم القیٰمۃ

آمین آمین آمین

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلیٰ خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

ختم مبارک حضرات خواجگان نقشبندیہ مجددیہ علیہم الرحمۃ والرضوان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

استغفار شریف ۱۰۰ بار — سورہ فاتحہ شریفہ معہ بسم اللہ شریف ۷ بار — درود شریف ۱۰۰ بار

سورہ الم نشرح معہ بسم اللہ شریف ۷۹ بار — سورہ اخلاص شریف معہ بسم اللہ شریف ۱۰۰۰ بار

سورۃ فاتحہ شریفہ معہ بسم اللہ شریف ۷ بار — درود شریف ۱۰۰ بار

یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ ۱۰۰ بار	یَا کَافِیَ الْمُهِمَّاتِ ۱۰۰ بار	یَا رَافِعَ الدَّرَجَاتِ ۱۰۰ بار
یَا حَلَّ الْمُشْکِلَاتِ ۱۰۰ بار	یَا دَافِعَ الْبَلِیَّاتِ ۱۰۰ بار	یَا شَافِیَ الْاَمْرَاضِ ۱۰۰ بار
یَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ ۱۰۰ بار	یَا مُفَتِّحَ الْاَبْوَابِ ۱۰۰ بار	یَا مُنَزِّلَ الْبَرَکَاتِ
یَا اَمَانَ الْخَائِفِیْنَ ۱۰۰ بار	یَا مُجِیْبَ الدَّعْوَاتِ ۱۰۰ بار	یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۱۰۰ بار

ختم مبارک حضور سیدنا غوث الاعظم

ختم مبارک قیوم اول حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی فاروقی سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

درود شریف اول و آخر سو سو بار

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۵۰۰ بار

ہر سیکڑہ بعد الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ یک بار

ختم مبارک قیوم ثانی حضرت خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

درود شریف اول و آخر سو سو بار

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۵۰۰ بار

ختم مبارک قیوم ثالث حضرت شاہ حجتہ اللہ رحمتہ اللہ علیہ

درود شریف	یَافَتَّاحُ	یَاوَهَّابُ	یَارَزَّاقُ
۱۰۰ بار	۱۰۰ بار	۱۰۰ بار	۱۰۰ بار
یَامُعِزُّ	یَارَافِعُ	یَاسَلَامُ	درود شریف
۱۰۰ بار	۱۰۰ بار	۱۰۰ بار	۱۰۰ بار

ختم مبارک قیوم رابع حضرت خواجہ محمد زبیر رحمتہ اللہ علیہ

درود شریف اول و آخر سو سو بار

یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۵۰۰ بار

ختم مبارک حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

درود شریف اول و آخر سو سو بار

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ ۵۰۰ بار

ہر سینکڑہ بعد نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ یک بار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ○

مجموعۂ شجرہ جات

خواجگان ڈھنگروٹ شریف

حسب الارشاد

یارانِ طریقت آستانۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ قادریہ ڈھنگروٹ شریف

ڈھانگری شریف میرپور، آزاد جموں و کشمیر

شجرہ مبارکہ پیران طریقت نقشبندیہ مجددیہ زبیریہ فیض پوریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا الٰہی رحم کر مجھ پہ احمد مجتبیٰ کے واسطے
صدیق اکبر و سلمان، قاسم مقتدا کے واسطے

شہ جعفر صادق صادق الاسلام
بایزید و بوالحسن با صفا کے واسطے

خواجہ بو علی و بو یوسف کے طفیل
عشق اپنا عطا کر عبدالخالق باخدا کے واسطے

بہر خواجہ محمد عارف و خواجہ محمد محمود
شاہ علی عزیز رامیتنی راہنما کے واسطے

از برائے بابا محمد سماسی و خواجہ میر کلال
شاہ بہاؤالدین علم الہدیٰ کے واسطے

خواجہ علاؤالدین صاحب اہل ہدیٰ
الفت حق عطا کر خواجہ یعقوب بے ریا کے واسطے

خواجہ عبیداللہ احرار و زاہد ولی حصار
حضرت خواجہ درویش محمد دلربا کے واسطے

بہر خواجہ امکنگی و عبدالباقی بابقا
شیخ احمد مجدد الف ثانی سراج اولیاء کے واسطے

خواجہ محمد معصوم و شاہ حجۃ اللہ شہ اولیاء
خواجہ محمد زبیر و قطب الدین بدرالدجیٰ کے واسطے

شاہ جمال اللہ و عیسیٰ ۔ فیض اللہ
حضرت خواجہ نور محمد صاحب نورالہدیٰ کے واسطے

بہر خواجہ محمد بخش، حافظ محمد حیات
حضرت خواجہ محمد علی ہادی راہ خدا کے واسطے

نور عرفان سے منور کر یا الٰہ العالمین
حضرت خواجہ محمد فاضل صاحب نجم الہدیٰ کے واسطے

رحم کر اے رحیم یا ارحم الراحمین
حضرت خواجہ محمد عتیق الرحمٰن راہنما کے واسطے

خاتمہ بالخیر ہووے خدا مجھے نصیب
زمرہ عشاق میں حشر ہو اولیاء کے واسطے

شجرۂ مبارکہ پیرانِ طریقت نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ فیض پوریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

یاالٰہی رحم کر مجھ پر حبیبِ کبریا کے واسطے
شفیعِ امم ہادیٔ خلق خیر الوریٰ کے واسطے

حُبِّ احمد عطا کر دولتِ صدق و یقین
حضرت بوبکر صدیق و سلمان باصفا کے واسطے

خواجہ محمد قاسمؒ و جعفر صادقؒ شہِ اولیاء
برجِ ولایت آسمانِ معرفت بایزیدؒ باعطا کے واسطے

بہرِ بوالحسنؒ و بوعلیؒ محبوبِ خدا
خواجہ بویوسفؒ و عبدالخالقؒ بے بدل کے واسطے

جامِ وحدت عطا کر خواجہ عارفؒ محمودؒ کے طفیل
شاہ علیؒ عزیز عزیزاں پُرضیا کے واسطے

بابا سماسیؒ و میر کلالؒ کانِ حیا
بہاؤالدینؒ شہ نقشبند بدرالدجیٰ کے واسطے

از برائے علاؤالدینؒ عطار و خواجہ محمد یعقوبؒ
علم حق عطا کر عبیداللہ احرار باعطا کے واسطے

خواجہ محمد زاہدؒ و درویش محمدؒ مقبول الٰہ
خواجہ امکنگیؒ و باقی باللہؒ باتقا کے واسطے

بہر شیخ احمدؒ مجدد الف ثانی راہنما
حضرت خواجہ محمد معصومؒ صاحبِ ابتدا ولایت کے واسطے

خواجہ سیف الدینؒ و نور محمدؒ صاحب بدنیؒ
میرزا مظہرؒ جانِ جاناں کی جلا کے واسطے

شاہ غلام علیؒ و بوسعیدؒ کے طفیل
حضرت خواجہ احمد سعیدؒ نجم الہدیٰ کے واسطے

شاہ محمد عمرؒ و حاجی محمد سعید صاحب پارسا
سید پیر محمد نیکؒ عالم شاہ کے واسطے

حضرت خواجہ محمد حیاتؒ صاحب مقبول الٰہ
خواجہ محمد علیؒ ولی بدرالدجیٰ کے واسطے

بحرمت سیدی خواجہ محمد فاضلؒ صاحب راہنما
چشمۂ عرفاں خواجہ محمد عتیقؒ [illegible] صاحب نیک کے واسطے

دُور کر دو جہاں کا غم و الم اے خدا
عفو و عرفان و عافیت عطا کر جملہ اولیاء کے واسطے

شجرہ مبارکہ پیرانِ طریقت قادریہ محمودیہ آوانیہ فیض پوریہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یاالٰہی رحم کر مجھ پہ محمد مصطفیٰ کے واسطے — علیٔ مرتضیٰ شیرِ خدا مشکل کشا کے واسطے
خواجہ حسن بصری و حبیب عجمی کے طفیل — ہمت عالی عطا کر داؤد طائی ذوالعطا کے واسطے
از برائے معروف کرخی و سری سقطی مقبولانِ الٰہ — کر فنا فی اللہ جنید بغدادی باصفا کے واسطے
بہر بوبکر شبلی و عبدالواحد و بوالفرح باخدا — کر واصل بوالحسن و بوسعید سراج اولیا کے واسطے
دین و دنیا کی برکات و عشق حق عطا کر — شیخ عبدالقادر جیلانی شمس الہدیٰ کے واسطے
شاہ دولہ دریائی کہ اسم او کبیر الدین — شاہ منور و شاہ عالم شہ اتقیا کے واسطے
شیخ احمد و شاہ جنید کانِ حیا — حضرت خواجہ محمد صدیق ولی پارسا کے واسطے
بہر حافظ محمد ہم پہ نارِ غم گلزار کر — شیخ شعیب و عبدالغفور مقتدا کے واسطے
حضرت قاضی سلطان محمود صاحب سلطان اہلِ ہدیٰ — خواجہ محمد علی مخزن و معدن علم و حیا کے واسطے
آفتاب چرخِ عرفان حضرت خواجہ محمد فاضل راہنما — منبعِ ارشاد و رشد و ہدیٰ ہر گدا کے واسطے
گوہرِ عمانِ وحدت و قلزم جود و سخا — حضرت خواجہ محمد عتیق الرحمٰن کامل پیشوا کے واسطے

یا الٰہی مجھے دو جہان کی نعمتیں عطا کر
کرم کیجیے دنیا و قبر میں حشر میں جملہ اولیا کے واسطے

شجرہ مبارک کے بعد دعائیہ کلمات

منظوم از منبع فیوض و برکت مجدد زماں حضرت پیر سید محمد نیک عالم شاہ رحمتہ اللہ علیہ
گوہڑہ سیداں شریف حال مزار پر انوار سنگوٹ میرپور آزاد کشمیر

انساں پاکل پچھے دائم اللہ مالک سائیں — عشق محبت اپنی اندر ثابت قدم رکھائیں
دل میرے وچہ اگ عشق دی ایسی بھڑک مچائیں — غیراں والے جتنے کنڈے سارے ساڑ اڈائیں
نسبت فیض مشائخ والا مینوں آپ پہنچائیں — ساقی پیر مجدد جی دا بھر کے جام پلائیں
کیف شراب عشق دے کولوں کھیوا مست بنائیں — اک پلکارا دل اساڈا غیراں دل نہ لائیں
کوئی سب حجاب الٰہی سارے پھاڑ و نجائیں — خاص وصال حقیقی والا مٹھا مزا چکھائیں
ظاہر باطن پاک عقیدہ دل میرے وچہ پائیں — تابعدار نبی دا تھیواں چھوڑاں حرص ہوائیں
سنت پاک نبی دی آتے صدقے نال چلائیں — نور نبی دا ویکھے دلنوں بخشیں نور نیائیں
جاں جاں جیواں راہ نبی دے اتے قدم دھرائیں — سدھی سڑکے والا رستہ ربا نہ چھڑائیں
جتنے نقشے باطل دل دے سارے محو کرائیں — اکو نقش مکرم پیارا اوس دیوچہ جمائیں
تیرے کولوں تینوں منگاں عاجز کراں دعائیں — میں بھکھیارے دیوچہ ٹھوٹھے خیر کریماں پائیں
قلب سلیم اسانوں بخشیں کر کے دور بلائیں — ہر مرضوں تے درداں دیویں اللہ پاک شفائیں
ایتھوں عالم عاجز تائیں نال ایمان لیجائیں — اتھے نال نبی دے رکھیں اپنے گل لائیں

ایتھوں ہر مومن تائیں نال ایمان لیجائیں
اتھے نال نبی دے رکھیں اپنے گل لائیں